عمران سیریز
ہاف مشن
مظہر کلیم ایم اے

عمران سیریز

ہاف مشن

مکمل ناول

مظہر کلیم ایم اے

ملان پبلی کیشنز اوقاف بلڈنگ پاک گیٹ ملتان

اس ناول کے تمام نام' مقام' کردار' واقعات اور پیش کردہ سچویشنز قطعی فرضی ہیں بعض نام بطور استعارہ ہیں۔ کسی قسم کی جزوی یا کلی مطابقت محض اتفاقیہ ہوگی۔ جس کے لئے پبلشرز' مصنف' پرنٹر قطعی ذمہ دار نہیں ہوں گے۔

ناشران ------ محمد ارسلان قریشی
------ محمد علی قریشی
ایڈوائزر ------ محمد اشرف قریشی
کمپوزنگ ،ایڈیٹنگ محمد اسلم انصاری
طابع ------ شہکار سعیدی پرنٹنگ پریس ملتان

Price Rs 185/-
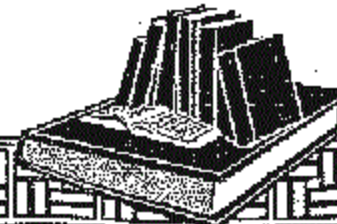
Mob 0333-6106573 0336-3644440 0336-3644441
Phone 061-4018666

چند باتیں

محترم قارئین۔ سلام مسنون۔ نیا ناول ''ہاف مشن'' آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں پہلی بار عمران کو ہاف مشن چھوڑ کر واپس آنا پڑا جبکہ عمران اور اس کے ساتھی کبھی سوچ بھی نہ سکتے تھے کہ ہاف مشن مکمل کرنے کے بعد ہاف مشن ادھورا چھوڑ کر واپس جانا پڑے گا لیکن اس بار انہیں آخری ہاف مشن چھوڑ کر واپس آنا پڑا۔ عمران کو مشن مکمل کیے بغیر بے نیل و مرام واپس آنا پڑا حالانکہ اس نے دوٹوک انداز میں مشن مکمل کرنے کی ضد کی لیکن عمران پر ایسا دباؤ ڈالا گیا کہ آخر کار اسے بقیہ ہاف مشن چھوڑ کر واپس پاکیشیا آنا پڑا۔ یہ دباؤ کیا تھا۔ کیوں ڈالا گیا۔ اس کا بیک گراؤنڈ کیا تھا ان تمام سوالات کے جواب تو آپ کو ناول پڑھ کر ہی معلوم ہوں گے البتہ ناول کے مطالعے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب بھی ضرور پڑھ لیں کیونکہ دلچسپی کے لحاظ سے یہ بھی کم نہیں ہیں۔

سروالہ ضلع اٹک سے زاہد اقبال ذوالفقاری اپنے خط میں لکھتے ہیں کہ میں بچپن سے آپ کے ناول پڑھ رہا ہوں اور اب جب کہ میں محکمہ ایجوکیشن میں جاب کر رہا ہوں اب بھی آپ کے نئے ناول کا شدت سے انتظار کرتا ہوں کیونکہ آپ کا انداز تحریر ہر لحاظ سے مسلسل نکھرتا جا رہا ہے اور آپ کے ناولوں سے ہم نوجوانوں کی

مثبت تربیت ہو رہی ہے۔ آپ حقیقی معنوں میں جہاد بالقلم کر رہے ہیں۔ اسے جاری رکھیں تاکہ ہمارے ملک کے زیادہ سے زیادہ نوجوانوں کی مثبت انداز میں تربیت ہو سکے۔

محترم زاہد اقبال ذوالفقاری صاحب۔ خط لکھنے کا بے حد شکریہ۔ آپ نے اپنے خط میں میرے لئے جو دعائیں لکھی ہیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے آپ کو جزائے خیر دے گا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

عمران نے کار ہوٹل بریز کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور پھر اسے ایک طرف بنی ہوئی وسیع و عریض پارکنگ میں لے جا کر روک دیا۔ وسیع و عریض پارکنگ نصف سے زیادہ رنگ برنگی اور مختلف ماڈلز اور کمپنیوں کی گاڑیوں سے بھری ہوئی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے یہاں کاروں کا میلہ سجایا گیا ہو۔ ہوٹل بریز دارالحکومت کا بالکل نیا تعمیر شدہ ہوٹل تھا۔ یہ آٹھ منزلہ ہوٹل فن تعمیر کا شاہکار تھا۔ اسے کسی خیمے کے انداز میں تعمیر کیا گیا تھا اور لائٹس اس انداز میں لگائی گئی تھیں کہ انتہائی دلفریب ماحول بن گیا تھا۔ عمران کار سے نیچے اترا تو ایک نوجوان تیزی سے اس کے قریب آیا اور اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ایک چھوٹے سے آلے کو عمران کی کار سے لگا کر اس کا ایک بٹن پریس کر دیا اور چند لمحوں بعد اس نے آلہ ہٹایا اور واپس مڑنے لگا۔

"رکو"...... عمران نے کہا تو نوجوان رک گیا۔

"یس سر"...... نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیسا آلہ ہے اور تم نے پارکنگ کارڈ دینے کی بجائے اسے کیوں کار کے ساتھ لگایا ہے"...... عمران نے اس کے ہاتھ سے آلہ لیتے ہوئے کہا۔ آلہ کسی چھوٹے سے مائیکروفون جیسا تھا۔

"سر۔ یہ جدید ترین آلہ ہے ہم اسے کار سیور کہتے ہیں۔ اس کے ذریعے کار کا انجن جام ہو جاتا ہے اور کار کسی بھی طرح چوری نہیں کی جاسکتی۔ آپ جب واپس آئیں گے تو میں اسے دوبارہ آپریٹ کر کے انجن اوکے کر دوں گا"...... نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا واقعی اس کا کوئی توڑ نہیں ہے یا توڑ بنا لیا گیا ہے کیونکہ ہم پاکیشیائی ایسے آلات کا توڑ نکالنے میں ماہر ہیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ آلہ اس نے نوجوان کو واپس کر دیا تھا۔

"جی یہ جدید ترین ایجاد ہے ابھی اس کا توڑ کوئی نہیں نکال سکا۔ اب میں جا سکتا ہوں سر"...... نوجوان نے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے دوڑتا ہوا ایک آنے والی کار کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"کار سیور شیورٹن کمپنی"...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مڑ کر ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"جناب السلام علیکم"...... اچانک اسے ایک سائیڈ سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی۔ عمران اس طرف مڑا تو ایک نوجوان

وہاں موجود تھا۔ اس نے پینٹ شرٹ پہنی ہوئی تھی۔ اس کے ہاتھ میں آفس بیگ تھا۔ اس نے ٹائی کی ڈبل ناٹ باندھی ہوئی تھی جس کا مطلب تھا کہ وہ مسلسل ٹائی باندھنے کا عادی نہ تھا ورنہ مسلسل ٹائی باندھنے والے عام طور پر سنگل ناٹ باندھتے ہیں۔ کلین شیو نوجوان کا چہرہ قدرے لٹکا ہوا تھا۔

"وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ وبرکاتہ"...... عمران نے رک کر پورے خشوع و خضوع سے سلام کا مکمل جواب دیتے ہوئے کہا۔

"جناب میرا نام حشمت ہے اور میں آپ کا ہمسایہ ہوں۔ ایک موبائل کمپنی میں سیلز ایجنٹ ہوں۔ گزشتہ دو گھنٹوں سے آپ کا یہاں انتظار کر رہا ہوں"...... نوجوان نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"میرے ہمسائے اور دو گھنٹوں سے میرا انتظار کر رہے ہو۔ تمہیں کس نے بتایا کہ میں یہاں آؤں گا"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا کیونکہ وہ پہلی بار اس نوجوان کو دیکھ رہا تھا۔

"سر۔ میں آپ کے فلیٹ کی دائیں طرف والی بلڈنگ میں رہتا ہوں۔ آپ کا باورچی سلیمان مجھے جانتا ہے۔ ہم دو بھائی ہیں۔ ہمارے والدین وفات پا چکے ہیں اور کوئی بہن بھی نہیں ہے۔ میرا چھوٹا بھائی احسن کالج میں پڑھ بھی رہا ہے اور یہاں اس ہوٹل میں ویٹر کا کام بھی کرتا ہے۔ یہاں کے مینیجر نے احسن کو بلا کر کہا کہ وہ سیٹ چھوڑ دے کیونکہ وہ اس کی جگہ اپنا آدمی رکھنا چاہتا ہے۔

میرے بھائی نے اس کی منت سماجت کی لیکن وہ نہ مانا تو میرا بھائی واپس آ گیا۔ وہ بیٹھا رو رہا تھا۔ میں نے اس سے وجہ پوچھی تو اس نے یہ سب بتا دیا تو میں نے اسے کہا کہ وہ میرے ساتھ وہاں چلے۔ ہم مینجر صاحب کو منا لیں گے چنانچہ ہم یہاں آ گئے۔ مینجر صاحب سے تو ہمیں ملنے ہی نہیں دیا گیا البتہ ہیڈ ویٹر نے احسن کو ڈیوٹی پر لے لیا جس پر میں مطمئن ہو کر واپس آ گیا لیکن پھر مجھے اطلاع ملی کہ مینجر صاحب کو جب اطلاع ملی کہ احسن ان کے حکم کے باوجود ڈیوٹی پر آ گیا ہے تو انہوں نے تھانہ کلاں سے پولیس کو کال کیا اور میرے بھائی کو کسی کسٹمر کی گھڑی چوری کرنے کے الزام میں گرفتار کرا دیا۔ میں تھانہ کلاں گیا وہاں کے انچارج سے ملا تو اس نے صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ اتنے بڑے ہوٹل کے مینجر کے مقابل وہ میری بات نہیں مان سکتا البتہ اگر مینجر صاحب خود شکایت واپس لے لیں تو وہ میرے بھائی کو رہا کر دے گا ورنہ اسے چوری کے الزام میں لمبی سزا دی جائے گی۔ میں بڑا دلبرداشتہ ہو گیا۔ میں نے ایک بار پھر مینجر صاحب سے ملنے اور اس کی منت سماجت کی کوشش کی لیکن مجھے ملنے کی اجازت ہی نہیں دی گئی بلکہ مجھے ہوٹل سے باہر پھنکوا دیا گیا۔ میں واپس آ گیا اور مسجد میں جا کر نماز پڑھنے کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر دعا کی۔ سلیمان صاحب نماز پڑھنے کے بعد میرے قریب سے گزرے تو شاید میرا چہرہ دیکھ کر رک گئے۔ انہوں نے مجھ سے میرے غمگین ہونے کی

وجہ پوچھی تو میں نے انہیں ساری تفصیل بتا دی۔ انہوں نے مجھے حوصلہ دیا اور کہا کہ میں ہوٹل بریز پہنچ جاؤں۔ انہوں نے کہا کہ آپ صبح ذکر کر رہے تھے کہ آپ ڈنر ہوٹل بریز میں کریں گے۔ وہاں میں آپ سے ملوں آپ یقیناً میری مدد کریں گے چنانچہ پچھلے دو گھنٹے سے میں یہاں موجود ہوں۔ میں نے آپ کو دیکھا ہوا تھا اس لئے میں نے آپ سے مخاطب ہونے کی جرأت کی ہے۔ پلیز میرے بھائی کی مدد کریں ورنہ اس کا مستقبل تباہ ہو جائے گا۔ وہ بے حد شریف لڑکا ہے۔ مجھے اس سے بڑی امید ہے کہ وہ پڑھ لکھ کر ہمارے والدین کا نام روشن کرے گا“...... حشمت نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا نام ہے مینجر کا“...... عمران نے کہا۔

”فخر الدین صاحب“...... حشمت نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے آؤ میرے ساتھ۔ ان سے مل لیتے ہیں“...... عمران نے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

”شکریہ جناب“...... پیچھے آتے ہوئے حشمت نے کہا تو عمران نے سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا۔

”آپ اندر نہیں جا سکتے جناب۔ آپ کا داخلہ بند ہے“۔ مین گیٹ پر موجود دونوں دربانوں نے عمران کے پیچھے آنے والے حشمت کو روکتے ہوئے سخت اور سرد لہجے میں کہا تو عمران تیزی سے مڑا۔

"یہ میرے ساتھ آ رہا ہے۔ سمجھے تم"...... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سوری۔ صاحب ہمیں نوکری سے نکال دے گا اس لئے ہماری مجبوری ہے جناب"...... ایک دربان نے عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"کون ہے صاحب۔ بولو"...... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"جنرل منیجر فخر الدین صاحب"...... دربان نے جواب دیا۔

"حشمت۔ تم یہیں باہر ٹھہرو تم نے کہیں نہیں جانا۔ میں اس فخر الدین کو یہاں لے آتا ہوں وہ تمہیں خود ساتھ لے کر جائیں گے۔ یہ دربان غریب لوگ ہیں اس لئے میں ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرنا چاہتا"...... عمران نے حشمت سے کہا۔

"سر۔ آپ میرے بھائی کا کام کر دیجئے میں ویسے بھی اندر نہیں جانا چاہتا"...... حشمت نے کہا اور پیچھے ہٹ کر ایک سائیڈ پر کھڑا ہو گیا۔ عمران مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جہاں چار خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔ ان میں سے ایک فون سن رہی تھی جبکہ دوسری فون کرنے پر مقرر تھی اور باقی دو آنے والوں کے سوالوں کے جواب دے رہی تھیں۔

"یس سر"...... ایک لڑکی نے عمران کے کاؤنٹر پر پہنچنے کے بعد اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہوٹل کے چیئرمین کون ہیں"...... عمران نے خشک لہجے میں

کہا۔ اس کے ذہن پر حشمت کو روکنے کا غصہ ابھی تک چڑھا ہوا تھا۔

"سر عبداللہ۔ فرمایئے کیا حکم ہے"...... لڑکی نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"سر عبداللہ سے میری بات کراؤ۔ ان سے کہو کہ ان کا بھتیجا علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بات کرنا چاہتا ہے"...... عمران نے کہا تو نہ صرف وہ لڑکی بلکہ دوسری لڑکیاں بھی عمران کی ڈگریاں سن کر چونک پڑیں۔

"آپ سر عبداللہ کے بھتیجے ہیں"...... لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ اس طرح حیران ہو رہی ہیں جیسے سر عبداللہ کا بھتیجا ہونے کے لئے سر پر سینگ ہونا ضروری ہیں۔ آپ میری بات کرائیں ورنہ اگر میں نے براہ راست بات کی تو انہیں جوتے پہنے بغیر بھاگ کر یہاں آنا پڑے گا"...... عمران نے کہا۔

"یس سر میں کرتی ہوں فون سر"...... فون کرنے والی لڑکی نے کہا اور سامنے موجود سرخ رنگ کے خوبصورت فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دینا"...... عمران نے کہا تو لڑکی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے ایک بٹن پریس کر دیا تو دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"یس فون سیکرٹری ٹو چیئرمین بریز ہوٹل"...... چند لمحوں بعد ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل کاؤنٹر سے بول رہی ہوں۔ یہاں کاؤنٹر پر چیئرمین صاحب کے بھتیجے عمران موجود ہیں اور چیئرمین سے بات کرنا چاہتے ہیں"......لڑکی نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اوکے۔ ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور لائن پر خاموشی طاری ہوگئی جبکہ عمران کاؤنٹر سے پہلو لگائے کھڑا کاؤنٹر پر رکھے ہال کی سجاوٹ دیکھنے میں مصروف تھا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے کوئی بچہ کسی شہری میلے میں آ گیا ہو۔

"ہیلو"...... چند لمحوں دوبارہ نسوانی آواز سنائی دی۔

"یس میڈم"...... کاؤنٹر پر موجود لڑکی نے کہا۔

"بات کرائیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"یہ لیجئے سر۔ چیئرمین سے بات کیجئے"...... لڑکی نے رسیور عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ انکل۔ میں آپ کا بھتیجا علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"۔ عمران نے ٹھہر ٹھہر کر اس طرح بولتے ہوئے کہا جیسے ایک ایک لفظ دوسرے کے ذہن میں بٹھانا چاہتا ہو۔

"وعلیکم السلام۔ کیوں فون کیا ہے"...... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ لہجہ سخت تھا۔

"آپ نے یقیناً میرا نام اپنی وصیت میں درج کر دیا ہوگا اس لئے یہ پوچھنا میرا حق ہے کہ آپ کب عالم بالا کو پرواز کرنے والے ہیں ورنہ جس طرح کا مینجر آپ نے ہوٹل بریز میں رکھا ہے۔ یہ ہوٹل بموں سے اڑایا جا سکتا ہے"...... عمران نے جواب دیا۔ سامنے موجود لڑکیاں ایک دوسرے کی طرف اس طرح دیکھ رہی تھیں جیسے انہیں عمران سے خوف آ رہا ہو اور بموں کی بات سن کر تو ان کے چہرے یکلخت زرد پڑ گئے۔ لاؤڈر کا بٹن پریس ہونے کی وجہ سے چیئرمین کی بات بھی انہیں سنائی دے رہی تھی۔

"بکواس مت کرو۔ کیا ہوا ہے۔ کیا کیا ہے فخر الدین نے"...... سر عبداللہ نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"یہ مت پوچھیں۔ ویسے اگر آپ اس ہوٹل کے چیئرمین نہ ہوتے تو اب تک ہوٹل ماضی کا حصہ بن چکا ہوتا۔ مینجر سے کہیں کہ وہ کاؤنٹر پر آ کر مجھے لے جائے۔ باقی بات میں اس سے کروں گا۔ آپ چاہیں تو اسے میرے بارے میں بتا دیں"...... عمران نے کہا اور بغیر دوسری طرف کی بات سنے اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"یہ۔ یہ آپ کیا کہہ رہے تھے۔ آپ۔ آپ کون ہیں"۔ ایک لڑکی نے گھبرائے ہوئے لہجے میں ہکلاتے ہوئے کہا۔

"خوفزدہ ہونے کی ضرورت نہیں خوبصورت لڑکیو۔ بڑے لوگوں پر ایسے رعب ڈالنے پڑتے ہیں ورنہ یہ دوسروں سے سیدھے منہ

بات کرنا بھی گوارہ نہیں کرتے۔ اب دیکھنا یہ فخر الدین کیسے یہاں آتا ہے۔ ویسے ایک بات بتاؤ۔ تم چاروں نے حسینہ عالم کے انتخاب میں حصہ کیوں نہیں لیا۔ یقیناً تم چاروں ہی اس تاج کی حقدار ہو''...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سائیڈ پر موجود لفٹ کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور بھاری جسم کا مالک آدمی باہر آ گیا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا۔ سر پر جیسے بالوں کا ٹوکرہ رکھا ہوا ہو۔ اس کی آنکھوں میں بے چینی تھی۔

''جنرل منیجر صاحب آ گئے''...... لڑکیوں نے خوفزدہ سے لہجے میں کہا اور اس طرح کاموں میں مصروف ہوگئیں جیسے کام ہی ان کی زندگی ہو۔ وہ آدمی تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھا۔

''علی عمران صاحب''...... آنے والے نے اونچی آواز میں کہا لیکن اس کے لہجے میں بے چینی نمایاں تھی۔ ایک لڑکی نے عمران کی طرف اشارہ کر دیا جو کاؤنٹر پر کہنی ٹکائے خاموشی سے اور مطمئن انداز میں کھڑا تھا۔

''میرا نام فخر الدین ہے اور میں یہاں کا جنرل منیجر ہوں۔ پلیز آپ میرے آفس آیئے۔ پلیز آیئے''...... اس نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''تم ہوٹل بزنس میں نئے آئے ہو کیا۔ پہلے تو تمہیں کبھی نہیں دیکھا''...... عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

''جج۔ جی میں گریٹ لینڈ میں سر عبداللہ کے ہوٹل کا طویل

عرصے تک منیجر رہا ہوں۔ اب انہوں نے مجھے یہاں بلا لیا ہے۔ آپ آفس میں آ جائیں وہاں تفصیل سے بات ہو گی''...... فخر الدین نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ ایسے لہجے کا عادی نہ ہو۔

''تم نے میرے ہمسائے کا ہوٹل میں داخلہ بند کر رکھا ہے۔ تم نے اس کے بھائی کو جو یہاں ویٹر تھا اور ساتھ ساتھ پڑھ بھی رہا تھا بلا کسی قصور کے نوکری سے نکال دیا۔ پھر اس پر چوری کا الزام لگا کر تم نے اسے تھانے میں بند کرا دیا۔ تم نے ایک لمحے کے لئے بھی یہ نہ سوچا کہ تم ایک یتیم بچے کا مستقبل تباہ کر رہے ہو اور سنو جس ہوٹل کے سر پر تم ناچ رہے ہو یہ ہوٹل چند لمحوں میں خاک کا ڈھیر اور تاریخ کا حصہ بن سکتا ہے''...... عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد ہو گیا تھا۔

''آئی ایم سوری۔ آپ آئیں تو سہی۔ آپ جیسا کہیں گے ویسا ہی ہو گا''...... فخر الدین نے گڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''چلو گیٹ پر وہاں میرا ہمسایہ حشمت موجود ہے۔ اسے خود اپنے ساتھ یہاں لے آؤ پھر میں تمہارے دفتر جا سکتا ہوں ورنہ نہیں''...... عمران نے کہا تو جنرل منیجر تیزی سے مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''کیسا رہا۔ کافی ہے یا اور ٹائٹ کروں''...... عمران نے اس کے جاتے ہی کاؤنٹر پر سہمی کھڑی لڑکیوں کی طرف دیکھ کر شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ۔ آپ کون ہیں۔ کیا آپ واقعی سر عبداللہ کے بھتیجے ہیں''...... ایک لڑکی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کو ایک راز کی بات بتاؤں۔ ہر شوہر کی طرح سر عبداللہ بھی اپنی بیگم سے بہت ڈرتے ہیں اور ان کی بیگم میری آنٹی ہیں اور آنٹی کو مجھ پر اتنا اعتماد ہے کہ جو میں کہہ دوں پتھر کی لکیر ہوتا ہے اور پھر ظاہر ہے سر عبداللہ سر پکڑ کر بیٹھ جانے پر مجبور ہو جاتے ہیں''...... عمران نے اسی طرح شرارت بھرے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے جنرل منیجر، حشمت کو ساتھ لے کر کاؤنٹر کی طرف آ گیا۔

''یہ آ گئے ہیں۔ اب آپ پلیز میرے آفس چلیں''...... فخر الدین نے قدرے گھگھیائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں آؤ لیکن یہ سبق ہمیشہ یاد رکھنا کہ غریب کے دل سے نکلی ہوئی آہ عرش کو بھی ہلا دیتی ہے۔ تمہاری اور میری تو کوئی حیثیت ہی نہیں ہے''...... عمران نے کہا اور پھر لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔

گریٹ لینڈ کے دارالحکومت لاگن کے مشرقی علاقے جسے ناٹ لینڈ کہا جاتا تھا کی ایک عمارت کے کمرے میں جسے آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا اونچی پشت کی ریوالونگ کرسی پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلنے کی آواز سن کر اس نے سر اٹھایا اور پھر دروازے سے اندر آنے والے لمبے قد اور ورزشی جسم کے ایک نوجوان کو دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔

''آؤ بیٹھو بارٹلے''...... ادھیڑ عمر نے آنے والے سے کہا۔

''تھینکس چیف''...... بارٹلے نے مسکراتے ہوئے کہا اور میز کی دوسری طرف موجود کرسی پر بیٹھ گیا۔

''میں نے تمہیں اس لئے کال کیا ہے کہ تمہارے مطلب کا مشن ہارڈ ایجنسی کو دیا گیا ہے۔ مجھے جب اس کی فائل ملی تو مجھے واقعی بے حد خوشی ہوئی ہے''...... چیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ چیف۔ اس کا مطلب ہے کہ کافی مشکل مشن ہو گا

کیونکہ آپ ہارڈ ایجنسی کے چیف ہیں اور ہارڈ مشن ہی آپ کو پسند آتا ہے''...... بارٹلے نے مسکراتے ہوئے کہا تو چیف بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چیف نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... چیف نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''باس۔ چیف سیکرٹری لائن پر ہیں۔ بات کیجئے''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ آواز سنائی دی تو چیف چونک پڑا۔

''ہیلو سر۔ میں جیمز بول رہا ہوں چیف آف ہارڈ ایجنسی''۔ چیف نے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تم نے کراس کنٹری مشن کے سلسلے میں کیا پیش رفت کی ہے''...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

''سر۔ میں نے یہ مشن ہارڈ ایجنسی کے سپر ہارڈ ایجنٹ بارٹلے کو دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ میرے سامنے بیٹھا ہے۔ یہ مشن اس کے لئے مشکل ثابت نہیں ہوگا''...... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے لیکن سوچ سمجھ کر تمام کام ہونا چاہئے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو دنیا بھر میں انتہائی خطرناک سمجھا جاتا ہے اور ہم نہیں چاہتے کہ وہ اس معاملے میں ملوث ہو''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''یس سر۔ ایسا ہی ہوگا سر''...... جیمز نے جواب دیا۔

''اوکے۔ گڈ بائی''...... چیف سیکرٹری نے کہا اور اس کے ساتھ

ہی رسیور رکھ دیا گیا۔

''کیا یہ مشن پاکیشیا میں مکمل ہونا ہے''...... میز کی دوسری طرف کرسی پر بیٹھے بارٹلے نے کہا۔

''اصل مشن پاکیشیا میں نہیں ہے لیکن اس کی ابتدا پاکیشیا میں ہے۔ بعد میں یہ نجانے کہاں سے کہاں جا کر مکمل ہوگا''...... چیف جیمز نے کہا۔

''آپ تفصیل تو بتائیں۔ میں تو خوش ہو رہا تھا کہ یہ مشن مکمل طور پر پاکیشیا میں مکمل ہوگا اور بھرپور انداز میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ ہو سکے گا''...... بارٹلے نے کہا۔

''فکر مت کرو اب بھی تمہارے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے درمیان مقابلہ ضرور ہوگا۔ مشن یہ ہے کہ گریٹ لینڈ کو حتمی اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا، شوگران کے ساتھ مل کر پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر جدید ترین ایٹمی ہتھیار لے جانے والا میزائل تیار کرنے کا معاہدہ کر رہا ہے۔ اگر یہ منصوبہ مکمل ہو گیا تو پھر کافرستان براہ راست خطرے میں آ جائے گا اور اس کے بعد پوری دنیا اس کے خطرے کی زد میں آ جائے گی۔ سب سے زیادہ خطرہ اسرائیل کو ہے اس لئے ایکریمیا بھی اس منصوبے کے خلاف ہے لیکن پاکیشیا نے یہ سب انتہائی خفیہ رکھا ہوا ہے۔ تم نے اس معاہدے کو حاصل کرنا ہے۔ اس میں اس جگہ کے بارے میں تفصیل موجود ہے۔ اس تفصیل کے ذریعے تم نے اس جدید ترین

ہتھیار جسے ہاک کا کوڈ نام دیا گیا ہے۔ میزائل کا کوڈ نام سپر ہاک ہے کو تباہ کرنا ہے لیکن یہ خیال رکھنا کہ یہ پاکیشیائی انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ الٹا تم ان کے ہاتھ لگ جاؤ اور گریٹ لینڈ اپنے سپریم ایجنٹ سے محروم ہو جائے''...... چیف نے کہا تو بارٹلے بے اختیار ہنس پڑا۔

''چیف۔ آپ جوک اچھا کر لیتے ہیں۔ بارٹلے کو اس احمق عمران سے ملا رہے ہیں اچھا جوک ہے''...... بارٹلے نے لطف لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا تو اس بار چیف جیمز بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''چیف۔ وہاں پاکیشیا میں ہمیں سہولیات مہیا کرنے کے لئے ہارڈ ایجنسی کا کوئی آدمی ہے یا نہیں''...... بارٹلے نے کہا۔

''ہاں۔ ایک نیا ہوٹل وہاں بنا ہے ہوٹل بریز۔ اس کا جنرل مینجر جس کا نام ایشیائی ہے جو مجھے بولنا نہیں آتا اس لئے میں اسے مسٹر پراوڈ کہا کرتا ہوں۔ تم مسٹر پراوڈ سے رابطہ کر کے اس کے ذریعے یہ کام کر سکتے ہو۔ وہ خاصا ہوشیار اور تجربہ کار آدمی ہے۔ پہلے وہ یہاں گریٹ لینڈ میں رہتا تھا۔ اب وہ پاکیشیا میں ہے اور میری ہدایت پر اس نے وہاں باقاعدہ نیٹ ورک قائم کر لیا ہے''۔ چیف جیمز نے کہا۔

''اس کی فائل مجھے دے دیں تاکہ اس سے میں آسانی سے کام لے سکوں''...... بارٹلے نے کہا تو جیمز نے ایک سائیڈ پر پڑی ہوئی

فائل اٹھا کر بارٹلے کی طرف بڑھا دی۔ بارٹلے نے فائل اپنے سامنے رکھ لی۔

''اب ہمیں سب سے پہلے وہ معاہدہ تلاش کرنا ہے آپ بتائیں کیا آپ نے اپنے طور پر اندازہ لگایا ہے کہ یہ کس سپیشل سٹور میں ہوگا''...... بارٹلے نے کہا۔

''میں نے اس پہلو پر سوچا ہے اور معلومات بھی حاصل کی ہیں۔ پاکیشیا میں وزارت خارجہ کے سیکرٹری سر سلطان ہیں جو بہت سینیئر آفیسر ہیں۔ ایک لحاظ سے تم انہیں پاکیشیا کا چیف سیکرٹری سمجھو۔ پھر وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج بھی ہیں اور جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق وہ سرکاری اور غیر سرکاری طور پر بے شمار بار شوگران آتے جاتے رہے ہیں اس لئے میرا خیال ہے کہ معاہدہ یا تو سر سلطان کی تحویل میں ہوگا یا انہیں بہرحال معلوم ہوگا کہ وہ کہاں ہے''...... چیف جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر تو آسانی سے اس سے اگلوایا جا سکتا ہے''...... بارٹلے نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں تمہیں یہ مشورہ نہیں دوں گا کہ تم سر سلطان پر ہاتھ ڈالو کیونکہ اس کا ردعمل خوفناک نکلے گا۔ پوری پاکیشیا حکومت اور پاکیشیا سیکرٹ سروس پاگلوں کی طرح تمہاری تلاش میں نکل کھڑی ہو گی''...... چیف جیمز نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ آپ بے فکر رہیں میں وہاں جا کر دیکھوں گا کہ

کیا ہونا چاہئے اور کیا ہو سکتا ہے"...... بارٹلے نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ اب تم جا سکتے ہو البتہ مشن میں پامیلا کو ضرور ساتھ لے جانا۔ وہ تمہارے ٹیڑھے دماغ کو سیدھا رکھنا بے حد اچھی طرح جانتی ہے"...... چیف جیمز نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یس چیف۔ آپ کے حکم کی تعمیل ہو گی۔ گڈ بائی"...... بارٹلے نے فائل اٹھا کر کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا"...... چیف جیمز نے کہا۔

"یس چیف"...... بارٹلے نے مڑے بغیر کہا اور دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ جب اس کے عقب میں دروازہ خود بخود بند ہو گیا تو جیمز نے فون کا رسیور اٹھایا اور فون سیٹ پر موجود ایک بٹن کو پریس کر کے اس نے ٹون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے پاکیشیا اور اس کے دارالحکومت دونوں کے رابطہ نمبر بتا دیں"...... جیمز نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ پھر چند لمحوں بعد دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو جیمز نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر اس نے تیزی سے

انکوائری آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔ آخر میں انکوائری کا نمبر پریس کر دیا۔ چونکہ بین الاقوامی قانون کے مطابق پوری دنیا میں انکوائری کے لئے ایک نمبر رکھا گیا تھا اس لئے انکوائری کا نمبر کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہیں تھی۔

"یس انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک ایشیائی نسوانی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل بریز کے جنرل مینجر کا نمبر دیں"...... جیمز نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد نمبر بتا دیا گیا تو جیمز نے کریڈل دبا کر چھوڑا اور ٹون آنے پر آپریٹر کے بتائے ہوئے نمبر پریس کر دیئے۔

"یس۔ پی اے ٹو جنرل مینجر"...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میں گریٹ لینڈ سے جیمز بول رہا ہوں۔ جنرل مینجر سے بات کراؤ"...... جیمز نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ جنرل مینجر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"مسٹر پراؤڈ۔ میں جیمز بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے۔ تم اپنا کوئی ڈائریکٹ نمبر بتاؤ تاکہ اہم باتیں براہ راست کی جا سکیں"۔ جیمز نے کہا تو دوسری طرف سے نمبر بتا دیا گیا۔

"ایک منٹ۔ میں اسے نوٹ کر لوں"...... جیمز نے کہا اور

قلمدان سے بال پوائنٹ نکال کر اس نے ڈائری پر نمبر لکھ لیا۔

''اوکے۔ اب سنو سپریم ایجنٹ بارٹلے کو تو تم جانتے ہو''۔ جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ بہت اچھی طرح''...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ان کا پاکیشیا میں ایک مشن ہے تم نے ان کی ہر ممکن مدد کرنی ہے۔ وہ تم سے رابطہ کریں گے۔ میں تمہارا فون نمبر اسے دے دوں گا اور تمہیں اس لئے فون کیا ہے کہ تمہاری طرف سے کوئی کوتاہی نہیں ہونی چاہئے''...... جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں میں اپنی ڈیوٹی جانتا ہوں''...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے۔ گڈ بائی اور سنو تم نے مجھے رپورٹ دیتے رہنا ہے تاکہ مجھے حالات کا علم ہو سکے''...... جیمز نے کہا۔

''یس سر۔ حکم کی تعمیل ہو گی''...... فخر الدین نے کہا تو جیمز نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

شوگران کے دارالحکومت میں ایک عمارت جس پر سنٹرل انٹیلی جنس بیورو کا بورڈ موجود تھا کے ایک کمرے میں جو آفس کے انداز میں سجایا گیا تھا ایک ادھیڑ عمر بھاری جسم کا مالک شوگرانی بیٹھا ہوا تھا۔ اس کا نام چوشان تھا کرنل چوشان۔ وہ شوگران کی سنٹرل ایجنسی کا چیف تھا اور یہ عمارت دراصل اس ایجنسی کا ہیڈ آفس تھا۔ چوشان بچپن میں ہی اپنے والدین کے ساتھ گریٹ لینڈ چلا گیا تھا۔ پھر وہیں وہ پلا بڑھا اور تعلیم حاصل کی اور پھر وہ کئی سال تک گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری ایجنسی میں کام کرتا رہا۔ اس نے ایجنسی کے لئے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے اور اسے اس ایجنسی کا سیکنڈ چیف بنا دیا گیا لیکن پھر ایک روز اس کا کار ایکسیڈنٹ ہو گیا اور اس کی ٹانگ کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اس کا علاج ہوا اور وہ ٹھیک بھی ہو گیا البتہ وہ کچھ لنگڑا کر چلتا تھا اور اس بناء پر اسے ایجنسی سے فارغ کر دیا گیا۔ چوشان نے واپس ایجنسی میں

جانے کی بہت کوشش کی لیکن گریٹ لینڈ کے حکام نے اس کے تمام کارنامے بھلا کر اسے واپس لینے سے انکار کر دیا تو وہ دلبرداشتہ ہو کر واپس مستقل شوگران آ گیا۔ یہاں اس کا ایک کلاس فیلو شوگران کی سنٹرل ایجنسی کا چیف تھا۔ اسے چوشان کے بارے میں معلومات حاصل تھیں۔ اس نے چوشان کو بلایا اور پھر اسے سنٹرل ایجنسی میں باقاعدہ شامل کر لیا۔ یہاں بھی چوشان نے بڑے بڑے کارنامے سرانجام دیئے اور پھر ایک روز وہ سنٹرل ایجنسی کا چیف بن گیا۔ اس وقت وہ اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل دیکھ رہا تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ چوشان نے جسے ایک اہم مشن کی کامیابی پر باقاعدہ کرنل کا خطاب دیا گیا تھا شوگران میں کرنل کا لقب بے حد معزز سمجھا جاتا تھا اور چوشان اب کرنل چوشان کہلاتا تھا رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... چوشان نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

”راڈش بول رہا ہوں گریٹ لینڈ سے“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”کوئی خاص بات“...... چوشان نے کہا۔ راڈش گریٹ لینڈ میں سنٹرل ایجنسی کی نمائندگی کرتا تھا۔

”یس سر۔ ہارڈ ایجنسی کسی خصوصی مشن پر پاکیشیا جا رہی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ان کے مشن میں شوگران جانا بھی شامل ہے۔ میں نے بہت کوشش کی کہ تفصیل معلوم ہو سکے لیکن چونکہ یہ

انتہائی خفیہ مشن ہے اس لئے صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ مشن پاکیشیا اور شوگران میں مشترکہ ہے“...... راڈش نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہارڈ ایجنسی کا کون سا ایجنٹ انچارج ہے مشن کا“...... چوشان نے کہا۔

”بارٹلے کا نام سامنے آیا ہے لیکن کنفرم نہیں ہے“...... راڈش نے کہا۔

”ان کی روانگی کے بارے میں کچھ معلوم ہوا ہے“...... چوشان نے پوچھا۔

”میں نے کوشش تو کی ہے لیکن معلوم نہیں ہو سکا شاید وہ روانگی کو خفیہ رکھنے کے لئے کسی چارٹرڈ طیارے سے گئے ہیں“...... راڈش نے کہا۔

”اور کچھ“...... چوشان نے کہا۔

”نو سر۔ یہی اہم بات تھی جو آپ کے نوٹس میں لانا ضروری تھی“...... راڈش نے جواب دیا۔

”او کے۔ تھینکس“...... چوشان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر گہرے تفکرات کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ کچھ دیر بیٹھا سوچتا پھر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور اس پر موجود بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا سخت تھا۔

"کرنل چوشان بول رہا ہوں"...... چوشان نے اپنے نام کے ساتھ باقاعدہ کرنل شامل کرتے ہوئے کہا۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... دوسری طرف سے کہا گیا لیکن اس بار بولنے والے کا لہجہ خاصا نرم تھا۔

"سر۔ گریٹ لینڈ سے ایک اہم اطلاع ملی ہے کہ گریٹ کی طاقتور ایجنسی جسے ہارڈ ایجنسی کہا جاتا ہے کی ٹیم کسی خاص مشن پر پاکیشیا جا رہی ہے اور پاکیشیا سے وہ شوگران آئیں گے اور یہ بھی اطلاع ملی ہے کہ ان کا پاکیشیا اور شوگران کے لئے مشترکہ مشن ہے"...... چوشان نے کہا۔

"آپ مجھے کیوں بتا رہے ہیں۔ میں سمجھا نہیں"...... دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"صرف یہ پوچھنے کے لئے کہ ایسا کون سا مشن ہو سکتا ہے جو پاکیشیا اور شوگران میں مشترکہ ہو۔ اگر ایسا کوئی مشن ہے تو آپ کے علم میں یقیناً ہوگا کیونکہ پاکیشیا اور شوگران کے مشترکہ مفادات کا قلمدان آپ کے پاس ہے"...... چوشان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا تو آپ یہ پوچھنا چاہتے تھے۔ میں سمجھا کہ گریٹ لینڈ کی کسی ایجنسی کا مشن کے لئے شوگران آنا آپ کو پریشان کر رہا

ہے۔ ایسے کام تو ہوتے رہتے ہیں۔ آپ بھی ایک ایجنسی کے چیف ہیں آپ بھی اپنے ایجنٹس کو مشن کے لئے بیرون ملک بھیجتے رہتے ہوں گے لیکن پاکیشیا اور شوگران دونوں دوست ممالک ہیں اور بے شمار ایسے پراجیکٹ ہوں گے جن پر دونوں ممالک مل کر کام کر رہے ہوں گے اب میں آپ کو کیا بتاؤں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"کوئی ایسا پراجیکٹ جس میں گریٹ لینڈ کی دلچسپی ہو"...... چوشان نے کہا۔

"سوری۔ ایسا کوئی پراجیکٹ نہیں ہے"...... دوسری طرف سے دوٹوک لہجے میں کہا گیا۔

"اوکے۔ تھینکس"...... چوشان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"نانسنس۔ سیکرٹری آف اسٹیٹ جیسے اہم عہدے پر ہے اور سمجھ کسی بات کی نہیں آتی۔ نانسنس"...... چوشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا پھر وہ اچانک اس طرح چونک پڑا جیسے اس کے ذہن میں کوئی آئیڈیا آیا ہو۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور اسے ڈائریکٹ کر کے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دی اور پھر رسیور اٹھا لیا گیا۔

"سلیمان بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"میں شوگران سے کرنل چوشان بول رہا ہوں۔ عمران صاحب

سے بات کرنی ہے“...... چوشان نے کہا۔

”وہ تو فلیٹ پر موجود نہیں ہیں اور نہ ہی ان کا پتہ ہے کہ وہ کہاں ہیں“...... دوسری طرف سے اس بار خاصے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”ہیں تو پاکیشیا میں ہی۔ ملک سے باہر تو نہیں ہیں“...... چوشان نے پوچھا۔

”پاکیشیا میں ہی ہیں سر لیکن کہاں ہیں یہ معلوم نہیں“...... سلیمان نے جواب دیا۔

”اوکے۔ جب وہ آئیں تو انہیں پیغام دے دیں کہ وہ مجھے فون کر لیں۔ انتہائی اہم ملکی سلامتی کی بات ہے“...... چوشان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران لازماً اس معاملے کو ٹریس کر لے گا۔ وہ بے حد تیز آدمی ہے“...... چوشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر سامنے رکھی ہوئی فائل پر جھک گیا۔

عمران نے کار فلیٹ کے نیچے بنے ہوئے گیراج میں بند کی اور پھر وہ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے فلیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ دروازہ بند تھا اس لئے عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔

”آ رہا ہوں“...... دوسری طرف سے سلیمان کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور پھر چند لمحوں بعد دروازہ کھل گیا۔

”آیئے تشریف لایئے۔ فلیٹ میں قدم رنجہ فرمایئے“۔ سلیمان نے جھک کر باقاعدہ لکھنوی انداز میں کورنش بجا لاتے ہوئے کہا۔

”ارے ارے کیا لکھنو اس فلیٹ میں منتقل ہو گیا ہے“...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں الو کی طرح آنکھیں گھماتے ہوئے کہا۔

”ہونہہ۔ نجانے کس منہ سے لاکھ کا نام لیتے ہیں آپ ورنہ یہاں تو پیسے کے نام پر خاک اڑتی دکھائی دیتی ہے“...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

"واہ۔ کیا خوبصورت جواب ہے۔ لکھنو والے کو لاکھ میں تبدیل کرنا واقعی تہذیبی حسن ہے۔ وہ اس خوشی میں چائے پلواؤ"۔ عمران نے ہنس کر کہا۔

"کیا زمانہ آ گیا ہے سب کچھ ہی بدل گیا ہے۔ پہلے خوشی کے موقع پر مٹھائیاں تقسیم کی جاتی تھیں۔ دوستوں عزیزوں کو دعوتیں دی جاتی تھیں اب صرف چائے تک معاملہ آن پہنچا ہے"...... سلیمان نے کہا تو عمران ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"یہ سب کچھ تم نے کہاں سے سیکھا ہے میں واقعی حیران ہو رہا ہوں"...... عمران نے کہا۔

"آج میں ظہر کی نماز پڑھنے گیا تو امام صاحب نے کہا کہ نماز کے بعد ہمارے چند منٹ لئے جائیں گے۔ چند احباب دین کی باتیں کریں گے چنانچہ ہم سب بیٹھ گئے۔ چار احباب آئے تھے۔ ان میں سے ایک کسی لکھنوی کا ملازم رہا تھا اس نے اس انداز میں باتیں کیں کہ طبیعت بے حد شاداں ہوئی۔ میں نے سوچا آپ سے یہاں اس زبان میں بات کی جائے شاید آپ کی طبیعت بھی شاداں ہو جائے اور کچھ ادھار کی واپسی ہو جائے لیکن یہاں تو صرف لاکھ ہی ہاتھ میں آتا ہے چلیں وہی دے دیں"...... سلیمان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"اگر چند منٹ کی گفتگو سے تم پر اتنا اثر ہو سکتا ہے تو پھر تمہیں لکھنو کیوں نہ بھیج دیا جائے۔ بیس پچیس سال رہ کر آؤ گے تو کم از

کم اتنا تو سیکھ جاؤ گے کہ یہ تہذیب کا تقاضہ نہیں ہے کہ کسی مفلس اور قلاش انسان کو بار بار دیا ہوا ادھا واپس مانگتے رہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"آپ کے کوئی دوست ہیں شوگران میں کرنل چوشان"...... سلیمان نے بات بدلتے ہوئے کہا تو عمران چونک پڑا۔

"ہاں۔ کیوں"...... عمران نے چونک کر کہا۔

"ان کا فون آیا تھا وہ آپ سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتے تھے کہ میں نے انہیں بتایا کہ آپ فلیٹ میں بھی نہیں ہیں اور یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ آپ کہاں ہیں۔ جس پر انہوں نے کہا کہ آپ آ کر انہیں فون کر لیں"...... سلیمان نے کہا اور پھر مڑ گیا۔ عمران نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کر دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے شوگران اور اس کے دارالحکومت گاجنگ کے رابطہ نمبر دیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چند لمحوں کے وقفے کے بعد دونوں نمبر بتا دیئے گئے۔ عمران نے کریڈل دبایا اور پھر ٹون آنے پر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ سنٹرل ایجنسی"...... رابطہ ہونے پر ایک نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ شوگرانی تھا۔

"کرنل چوشان سے بات کرائیں۔ میں پاکیشیا سے علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذبان خود بول رہا ہوں"......

عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو۔ چوشان بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بھاری تھا۔

"خالی خولی چوشان کی کوئی اہمیت نہیں، کرنل چوشان سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چوشان بے اختیار ہنس پڑا۔

"اور خالی خولی عمران کی بھی کوئی اہمیت نہیں جب تک ڈگریاں ساتھ نہ ہوں"...... چوشان نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔

"ارے ارے تمہاری فون سیکرٹری تو بڑی کنجوس ہے میرا نام تو تم تک پہنچا دیا اور میری ڈگریاں اپنے پاس ہی رکھ لیں"...... عمران نے کہا تو چوشان ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"اسے تمہاری ڈگریاں سمجھ ہی نہیں آئی ہوں گی۔ بہرحال میں نے تمہیں ایک اہم انفارمیشن دینے کے لئے فون کیا تھا"۔ چوشان نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا۔ کیا تمہیں شوگران کا صدر بنا دیا گیا ہے"...... عمران نے کہا تو چوشان ایک بار پھر ہنس پڑا۔

"سنجیدگی سے سنو پاکیشیا کے بارے میں اہم انفارمیشن ہے"...... دوسری طرف سے چوشان نے کہا۔

"پاکیشیا کے بارے میں۔ بولو"...... عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے

ہوئے کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چوشان جیسا معروف آدمی ایسے خواہ مخواہ فضول باتیں کرنے کے لئے فون نہیں کر سکتا۔

"گریٹ لینڈ سے میری ایجنسی کے نمائندے نے رپورٹ دی ہے کہ گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی نے پاکیشیا اور شوگران کے مشترکہ مشن پر اپنے سپریم ایجنٹ بارٹلے کو پاکیشیا جانے کا کہا ہے۔ اس مشن کے بارے میں صرف اتنا معلوم ہو سکا ہے کہ یہ مشن دونوں ملکوں میں مشترکہ ہے۔ میں نے سیکرٹری اسٹیٹ سے معلوم کرنے کی کوشش کی تو انہوں نے کہا کہ پاکیشیا اور شوگران دونوں دوست ممالک ہیں اور ان کے درمیان مشترکہ طور پر بے شمار دفاعی اور ترقیاتی پراجیکٹس پر کام ہو رہا ہے اس لئے میں نے تمہیں فون کیا ہے کہ تم وہاں چیک کرو کیونکہ ہارڈ ایجنسی کے بارے میں تم بھی اچھی طرح جانتے ہو۔ میں نے طویل عرصہ وہاں گزارا ہے۔ یہ لوگ کسی عام مشن میں ہاتھ نہیں ڈالتے"...... چوشان نے کہا۔

"بارٹلے کا نام کنفرم ہے"...... عمران نے کہا۔

"ہاں"...... چوشان نے کہا۔

"اوکے۔ میں معلوم کرتا ہوں۔ تمہارا شکریہ"۔ عمران نے کہا۔

"کچھ معلوم ہو تو مجھے ضرور بتانا۔ میں تمہارے فون کا منتظر رہوں گا"...... چوشان نے کہا۔

"یس کرنل۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے چوشان کے ہنسنے کی آواز سنائی دی اور پھر رابطہ ختم ہو گیا

تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس دوران سلیمان چائے کا کپ لا کر خاموشی سے میز پر رکھ کر واپس چلا گیا تھا۔ عمران نے چائے کا کپ اٹھایا اور چسکیاں لینے لگا۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ بارٹلے کو کہاں اور کیسے ٹریس کیا جائے اور پھر ایک خیال اس کے ذہن میں آیا کہ بارٹلے کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ اس کے پاکیشیا جانے کی اطلاع یہاں پہنچ سکتی ہے اس لئے لازماً وہ اصل نام اور اصل چہرے میں ہی پاکیشیا آیا ہوگا کیونکہ خصوصی حالات میں تو میک اپ کر لیا جاتا ہے جبکہ عام حالات میں میک اپ نہیں کیا جاتا کیونکہ میک اپ کی وجہ سے انسان خاصے تناؤ اور الجھن کا شکار رہتا ہے۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ صفدر بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاۃ۔ علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بدقت تمام بوجہ کرنسی کمزوری بول رہا ہوں"۔ عمران نے کہا۔

"ارے ارے عمران صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں کرنسی کمزوری کون سی بیماری ہے۔ جسمانی کمزوری، ذہنی کمزوری اور ایمان کی کمزوری وغیرہ تو سنا ہے لیکن یہ کرنسی کمزوری کیا ہوتی ہے"...... صفدر نے سلام کا جواب دینے کے بعد حیرت بھرے لہجے

میں کہا۔

"جب کرنسی نوٹ جیب میں ہوتے ہیں تو اسے کرنسی طاقت کہا جاتا ہے اور جب مفلسی اور قلاشی کا دور ہو تو اسے کرنسی کمزوری کہا جاتا ہے۔ بہرحال میں نے کرنسی کمزوری سے تنگ آ کر بہت سوچ سمجھ کر تمہارا انتخاب کیا ہے۔ براہِ کرم انکار نہ کرنا۔ وہ کیا کہتے ہیں کہ پیٹ پہلے سے بھرا ہو تو ہر ملنے والا کھانے کی دعوت دیتا ہے جبکہ بھوکے کو کوئی پوچھتا تک نہیں ہے"...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"آپ حکم کریں عمران صاحب"...... صفدر نے کہا۔ اس کے لہجے سے ہی معلوم ہو رہا تھا کہ وہ پریشان ہو گیا ہے۔

"گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی کا سپریم ایجنٹ بارٹلے کسی مشن پر پاکیشیا پہنچ چکا ہے۔ چونکہ اس کو یہ معلوم نہ ہوگا کہ اس کی پاکیشیا آمد کی اطلاع یہاں پہنچ جائے گی اس لئے وہ انسانی نفسیات کے مطابق اپنے اصل نام اور اصل چہرے میں ہی آیا ہوگا۔ تم ائیر پورٹ جا کر گزشتہ پندرہ دنوں کا ریکارڈ چیک کرو۔ اس کا اندراج لازماً ہوگا۔ خصوصاً گریٹ لینڈ سے پاکیشیا آنے والی فلائٹس کو چیک کرنا۔ پھر اس سے آگے کا سراغ آسانی سے مل جائے گا۔ تمہارا انتخاب اس لئے کیا ہے کیونکہ تم بارٹلے سے ملے ہوئے ہو اس لئے اس کا حلیہ اور قدوقامت کے بارے میں بھی جانتے ہو اور پھر ائیر پورٹ پر تمہارے دوست بھی کافی تعداد میں موجود

ہیں۔ اور ہاں چارٹرڈ طیاروں کو بھی چیک کرنا کیونکہ گریٹ لینڈ کے ایجنٹ ہماری طرح کرنسی کمزوری کا شکار نہیں ہوتے''...... عمران نے کہا۔

''وہ تو ہو جائے گا عمران صاحب لیکن آپ کی کرنسی کمزوری کیسے دور ہو گی''...... صفدر نے کہا۔

''ارے تم ابھی تک نہیں سمجھ سکے۔ کوئی مشن سامنے آ جائے گا تو تمہارا وہ کنجوس بلکہ مہا کنجوس نقاب پوش چیف کوئی دبلا پتلا چیک دے دے گا تو کرنسی کمزوری میں کمی ہو جائے گی''...... عمران نے ہنستے ہوئے کہا تو اس بار صفدر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

''میں سمجھا کہ آپ مجھے خدمت کرنے کا شرف بخش رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہ بھی بخش دیں گے۔ کبھی آ کر سر میں تیل ڈال جانا اس سے بڑی خدمت اور کیا ہو سکتی ہے''...... عمران نے جواب دیا تو دوسری طرف صفدر کافی دیر ہنستا رہا۔

''او کے عمران صاحب۔ میں کیپٹن شکیل کو ساتھ لے کر ابھی ایئر پورٹ جاتا ہوں اور پھر آپ کو جلد ہی اطلاع دوں گا۔ اللہ حافظ''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

''سلیمان۔ جناب آغا سلیمان پاشا صاحب''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

''کیا بات ہے۔ آپ اس قدر چلا کیوں رہے ہیں''۔ سلیمان نے کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''میں اس لئے چلا رہا ہوں کہ میرا سر فخر سے اس قدر بلند ہو گیا ہے جب ایک بڑے ہوٹل کے ماسٹر شیف نے میرے سامنے آغا سلیمان پاشا کی تعریف کی۔ اس نے مجھے بتایا کہ اس پوری دنیا میں آغا سلیمان پاشا وہ واحد شیف ہے جو گرم چائے پلا سکتا ہے ورنہ باقی شیف چائے کو پینے والے تک لاتے لاتے اسے ٹھنڈا کر دیتے ہیں اور پھر بھی اکڑتے ہیں کہ وہ ماسٹر شیف ہیں''...... عمران نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''آپ نے گرم چائے پینی ہے تو آپ سیدھی طرح کہیں''۔ سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''ارے کیا واقعی یہ سچ ہے کہ تم گرم چائے پلا سکتے ہو''۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی ناممکن ممکن ہو گیا ہو۔

''لیکن اس کے لئے آپ کو کچن میں آنا ہو گا۔ میں چائے تیار کر دوں گا۔ چائے دیگچی میں ہی جلتے ہوئے چولہے پر پڑی ہو گی۔ میں آپ کو اس میں سے پیالی بھر کے دے دوں گا۔ ایک نہیں دس پیالیاں پی لیں لیکن اس سے پہلے مجھے بڑی بیگم صاحبہ کو فون کر کے یہ اطلاع دینے کی اجازت دے دیں کہ آپ خودکشی کرنے کا حتمی ارادہ کر چکے ہیں''...... سلیمان نے کہا۔

''خودکشی۔ لاحول ولا قوۃ۔ خودکشی تو حرام ہے اور میں حرام

موت نہیں مرنا چاہتا''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اگر حرام موت نہیں مرنا چاہتے تو پھر ٹھنڈی پر ہی گزارا کیجئے اور وہ بھی رات کو ملے گی ابھی میں واک کرنے جا رہا ہوں''۔ سلیمان نے کہا۔

''واک کرنے۔ یہ دوپہر کے وقت تمہیں واک کیسے یاد آ گئی''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''واک کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ جب کسی سے جان چھڑانی ہو تو واک کا بہانہ کر دیا۔ جیسے ہمارے سرکاری محکموں کے دفاتر میں عملہ اکثر غائب ہوتا ہے۔ جب پوچھا جائے تو ایک ہی جواب ملتا ہے کہ نماز پڑھنے گیا ہے جبکہ نماز پڑھنے کا وقت مقرر ہے''۔ سلیمان نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ عمران بے اختیار مسکرا دیا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سلیمان ابھی گرم گرم چائے لے آئے گا۔ پھر تقریباً دو گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب''...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

''ہاں کیا ہوا۔ بارٹلے کا کچھ پتہ چلا''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''جی ہاں۔ وہ اپنے چار ساتھیوں سمیت جن میں ایک خاتون بھی شامل ہے چارٹرڈ طیارے سے دو روز پہلے گریٹ لینڈ سے پاکیشیا پہنچا ہے۔ میں نے اس کی اور اس کے ساتھیوں کی تصاویر اور کاغذات کی نقول حاصل کر لی ہیں۔ اب مزید کیا حکم ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''اس کا سراغ لگانا ہے کہ وہ اب کہاں ہے''۔ عمران نے کہا۔

''میں نے اور کیپٹن شکیل نے اس پر کام کیا ہے لیکن ایئرپورٹ پر موجود ٹیکسی ڈرائیوروں سے جو معلومات ملی ہیں اس کے مطابق ان میں سے کسی نے اس گروپ کو پک نہیں کیا۔ چارٹرڈ سیکشن والوں کو بھی معلوم نہیں ہے۔ اب آپ بتائیں کیسے ان کا سراغ لگایا جائے''...... صفدر نے کہا۔

''اخبار میں اشتہار دے دو اور بھاری انعام کا اعلان کر دو۔ سپر اور سپریم ایجنٹ اگر بچوں جیسے سوال کریں گے تو کام کیسے چلے گا۔ بھائی یہاں لازماً ہارڈ ایجنسی کے ایجنٹ موجود ہوں گے وہ انہیں کار میں لے گئے ہوں گے اور ان کے بارے میں جنرل پارکنگ میں اس وقت کام کرنے والے پارکنگ بوائے سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں۔ ان کی آمد کا ٹائم تو تمہیں معلوم ہی ہو گا اور یہ پارکنگ بوائے اس معاملے میں بے حد تیز ہوتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''تھینک یو عمران صاحب۔ ہمیں تو آپ نے خواہ مخواہ سپر اور

سپریم ایجنٹوں کے لقب دے دیئے ہیں۔ اصل میں سپر مائینڈ تو آپ ہیں۔ اللہ حافظ''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی مسکراتے ہوئے رسیور رکھ دیا لیکن ابھی اس نے رسیور رکھ کر چائے کی پیالی کی طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا جو سلیمان کال کے دوران آ کر میز پر رکھ گیا تھا کہ فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی۔

''آج سب نے طے کیا ہوا ہے کہ بے چارے عمران کو گرم چائے نصیب نہیں ہونے دینی''...... عمران نے رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

''علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... عمران نے رسیور کان سے لگاتے ہوئے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''سلطان بول رہا ہوں۔ فوراً میرے آفس آ جاؤ۔ فوراً''...... سر سلطان کی تیز آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھا اور اٹھ کر ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا جہاں لباس تبدیل کر کے وہ واپس آ گیا۔

''سلیمان۔ میں سر سلطان کے پاس جا رہا ہوں۔ انہوں نے ایک ہی فقرے میں دو بار فوراً کہا ہے اس لئے مجبوری ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

نئی اور طاقتور انجن کی جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ جیپ پر ایک بڑا سا جھنڈا لہرا رہا تھا جس پر سفید اور سیاہ رنگ کی دھاریاں بنی ہوئی تھیں۔ جیپ کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا جس نے باقاعدہ ڈرائیوروں والی یونیفارم پہنی ہوئی تھی جبکہ سائیڈ سیٹ پر ایک ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ یہ پاکیشیا کا اہم سائنسدان ڈاکٹر ظفر تھا۔

''تمہارا نام کیا ہے اور تم کب سے ہاک میں کام کر رہے ہو''...... خاموش بیٹھے ہوئے ڈاکٹر ظفر نے ڈرائیور سے مخاطب ہو کر کہا۔

''سر۔ میرا نام نادر ہے اور میں گزشتہ پانچ سالوں سے یہاں ملازم ہوں۔ میری ڈیوٹی خصوصی طور پر پاکیشیا سے پارس آنے جانے کی ہے''...... ڈرائیور نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا ہماری جیپ ڈائریکٹ پارس جائے گی۔ میں پہلی بار ادھر جا رہا ہوں اس لئے پوچھ رہا ہوں"...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

"نو سر۔ پارس سے کافی پیچھے سڑک ختم ہو جاتی ہے۔ وہاں پارس سے آپ کو لے جانے والا ملازم موجود ہو گا جو آپ کو وہاں تک پیدل لے جائے گا"...... نادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا تم خود کبھی پارس گئے ہو"...... ڈاکٹر ظفر نے پوچھا۔

"نو سر۔ میں وہیں تک جاتا ہوں جہاں تک جیپ جاتی ہے اس سے آگے میں بغیر اجازت جانے کی کوشش بھی کروں گا تو اگلے لمحے مجھ پر کہیں سے بھی شعاع پڑے گی اور میں پلک جھپکنے سے بھی پہلے ہلاک ہو جاؤں گا"...... نادر نے جواب دیا۔

"یہ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد ہے تو شوگران کی طرف سے بھی لوگ آتے جاتے رہتے ہوں گے"...... ڈاکٹر ظفر نے پوچھا۔

"لازماً آتے ہوں گے۔ ویسے میں وہاں کبھی گیا نہیں کیونکہ وہاں کی نگرانی اور چیکنگ یہاں سے بھی زیادہ سخت ہے"...... نادر نے جواب دیا۔

"میں نے آج ہی واپس جانا ہے۔ ایک سائنسی نقطہ اٹک گیا ہے اس لئے مجھے وہاں کال کیا گیا ہے تاکہ میں وہاں کے سائنسدانوں سے اس نقطے کو ڈسکس کر کے اس کا حل تلاش کروں۔ جیسے ہی میٹنگ ختم ہو گی مجھے واپس جانا ہو گا کیونکہ پاکیشیا میں بھی

میں بہت مصروف ہوں۔ کیا تم مجھے لے جاؤ گے یا کوئی اور آئے گا"...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

"میں ہی آتا جاتا ہوں جناب۔ جب بھی مجھے حکم دیا جائے گا میں آپ کے لئے لاسٹ سٹاپ پر پہنچ جاؤں گا"...... نادر نے کہا۔

"تم پاکیشیا میں کہاں رہتے ہو"...... ڈاکٹر ظفر نے پوچھا۔

"پہاڑیوں کے دامن میں ایک چھوٹا سا شہر ہے پراش ٹاؤن۔ وہاں رہتا ہوں سر"...... نادر نے جواب دیا۔

"شادی شدہ ہو"...... ڈاکٹر ظفر نے پوچھا۔

"نو سر۔ ابھی تک شادی نہیں کی۔ ہمارے ہاں رواج ہے کہ اس وقت تک کوئی آدمی شادی نہیں کر سکتا جب تک وہ اپنا ذاتی مکان نہ خرید لے یا تعمیر کر لے اور میرے پاس تو ابھی اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ میں مکان کی تعمیر کے لئے اراضی خرید سکوں"...... نادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اچھی بھلی تنخواہ ملتی ہو گی تمہیں اس میں سے پس انداز کرنا چاہئے تھا"...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

"میرے دو چھوٹے بھائی ہیں وہ بڑے شہر میں پڑھ رہے ہیں۔ ان کا سارا خرچہ میں کرتا ہوں اس لئے کچھ نہیں بچا سکتا۔ جب بھائی پڑھ لکھ کر کسی اچھی جگہ سروس کریں گے تو پھر میں اپنے بارے میں سوچوں گا"...... نادر نے جواب دیا۔

"گڈ۔ تم تو اپنے بھائیوں کے لئے قربانی دے رہے ہو۔ ویری

گڈ۔ لیکن یہ سب کچھ کرتے کرتے تمہاری آدھے سے زیادہ زندگی گزر جائے گی اس لئے ساتھ ہی کچھ اور کمانے کی کوشش کرو''۔ ڈاکٹر ظفر نے بڑے ہمدردانہ لہجے میں کہا۔

''سر۔ یہ کام ہی بڑی مشکل سے ملا ہے۔ آج کل تو بے روزگاری کا دور دورہ ہے مزید کام کیسے مل سکتا ہے''...... نادر نے کہا۔

''کسی اور اچھے ملک میں شفٹ ہو جاؤ۔ مثلاً ایکریمیا۔ زندگی ایک بار ہی ملتی ہے بار بار نہیں ملتی''...... ڈاکٹر ظفر نے کہا اور نادر پھیکی سی ہنسی ہنس کر خاموش ہو گیا۔

''تم خاموش کیوں ہو گئے ہو۔ اگر تمہارا ارادہ بن جائے تو مجھے دارالحکومت آ کر ملنا میں تمہارے لئے جو کچھ کر سکتا ہوں ضرور کروں گا۔ یہ میرا کارڈ رکھ لو''...... ڈاکٹر ظفر نے جیب سے ایک تعارفی کارڈ نکال کر نادر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''تھینک یو سر۔ آپ پہلے آدمی مجھ سے ملے ہیں جو اس قدر ہمدرد ہیں ورنہ دوسرے لوگ تو میرے ساتھ بات کرنا بھی اپنی توہین سمجھتے ہیں''...... نادر نے کہا۔

''ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے تمہیں جیب سے تو کچھ نہیں دینا''...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

''تیار ہو جائیں سر۔ لاسٹ سپاٹ آنے والا ہے''...... کچھ دیر کی خاموشی کے بعد نادر نے کہا اور ساتھ ہی جیپ کو دائیں ہاتھ پر

لے آیا۔ وہ واقعی ماہر ڈرائیور تھا کہ اس قدر دشوار گزار راستے پر وہ اس طرح جیپ چلا رہا تھا جیسے کسی میدان یا موٹر وے پر کار چلا رہا ہو اور پھر کچھ فاصلے پر خاصا بڑا سا میدان نظر آنے لگ گیا۔

''کیا یہ میدان قدرتی ہے''...... ڈاکٹر ظفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''نو سر۔ اسے انجینئرز نے باقاعدہ بنایا ہے''...... نادر نے جواب دیا اور پھر کار اس میدان میں لے جا کر روک دی۔ وہاں ایک چھوٹی سی عمارت موجود تھی۔ دو کمرے اور ان کے سامنے برآمدہ تھا۔ جیپ جیسے ہی وہاں رکی، ایک لمبے قد اور قدرے بھاری جسم کا آدمی عمارت سے باہر آ گیا۔ اس نے نیلے رنگ کی یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ سینے پر دو بیج لگے ہوئے تھے۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا جیپ کی طرف آیا جس سے ڈاکٹر ظفر اور نادر دونوں نیچے اتر چکے تھے۔

''میرا نام افضل ہے جناب اور میں پارس تک آپ کو لے جانے کے لئے حاضر ہوا ہوں۔ یہ میرا شناختی کارڈ ہے''...... افضل نے ہاتھ میں پکڑا ہوا کارڈ ڈاکٹر ظفر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

ڈاکٹر ظفر نے کارڈ لے کر غور سے دیکھا اور پھر نادر کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔

''ٹھیک ہے سر۔ یہ افضل ہی سب کو لے جاتا ہے''...... نادر نے کہا تو ڈاکٹر ظفر مسکرا دیئے اور انہوں نے کارڈ واپس کر دیا۔

افضل کے سینے پر دو بیج لگے ہوئے تھے۔ ایک پر اس کا نام لکھا ہوا تھا جبکہ دوسرے پر صرف لفظ پارس لکھا ہوا تھا۔

''اوکے۔ چلیں''...... ڈاکٹر ظفر نے ہاتھ میں پکڑا ہوا بیگ افضل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

''یس سر۔ آیئے''...... افضل نے بیگ لیتے ہوئے کہا۔

''راستے میں اگر مجھے پیاس لگی تو کوئی مشروب ہے تمہارے پاس''...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

''یس سر۔ میرے بیگ میں موجود ہے''...... افضل نے جواب دیا۔

''کہاں ہے بیگ''...... ڈاکٹر ظفر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''اندر سپاٹ میں موجود ہے''...... افضل نے عمارت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ عمارت کی طرف مڑ گیا اور تھوڑی دیر بعد ایک بیگ اٹھائے واپس آ گیا۔

''آیئے سر''...... افضل نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ ڈاکٹر ظفر نے نادر سے ہاتھ ملایا اور پھر مڑ کر وہ افضل کے پیچھے پیدل آگے بڑھنے لگا۔ پھر تقریباً پون گھنٹے تک پیدل چلنے کے بعد وہ ایک غار میں داخل ہوئے۔ غار کے اختتام پر افضل نے جیب سے ایک چھوٹی سی پتری نکال کر اس کا ایک سرا غار کی عقبی دیوار سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے پتری ہٹا لی لیکن اس کا کوئی ردعمل نہ ہوا لیکن چند منٹ بعد افضل نے ایک بار پھر پتری اسی جگہ سے لگائی تو

دور سے کڑکڑاہٹ کی ہلکی سی آواز سنائی دی تو افضل نے پتری واپس جیب میں ڈال لی۔

''کون ہے''...... غار میں ایک مردانہ آواز گونج اٹھی۔

''میں افضل ہوں نمبر تین سو تین اور میرے ساتھ مہمان ڈاکٹر ظفر ہیں''...... افضل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر ظفر آپ آ گئے ہیں''...... اسی آواز نے کہا۔

''ہاں۔ میں غار میں ہوں''...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ افضل تم اپنے سیل میں چلے جاؤ۔ ڈاکٹر ظفر کو یہیں چھوڑ دو''...... وہی آواز سنائی دی۔

''یس سر''...... افضل نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا ڈاکٹر ظفر کا بیگ اس نے ڈاکٹر ظفر کو دیا اور اسے سلام کر کے غار کے دہانے کی طرف بڑھ گیا۔ ڈاکٹر ظفر وہیں کھڑے رہے۔ تھوڑی دیر بعد دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں کھسکتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی ایک ادھیڑ عمر آدمی غار میں آ گیا۔

''میرا نام ڈاکٹر عبداللہ ہے اور میں پارس میں آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ آیئے سب آپ کی آمد کے منتظر ہیں''...... آنے والے نے ڈاکٹر ظفر سے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

''اوہ۔ آپ ڈاکٹر عبدالرحمن کے بھائی تو نہیں ہیں آپ کی شکل ان سے کافی ملتی ہے''...... ڈاکٹر ظفر نے پرجوش انداز میں مصافحہ

کرتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ میرے بڑے بھائی ہیں“...... ڈاکٹر عبداللہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ میرے ساتھ پڑھتے بھی رہے ہیں اور ہم اکیڈیمیا میں بھی کئی سال اکٹھے کام کرتے رہے ہیں۔ کیا اب بھی وہ اکیڈیمیا میں ہیں“...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

”جی ہاں۔ وہ وہیں ہیں لیکن اب صرف آرام کرتے ہیں“۔ ڈاکٹر عبداللہ نے کہا تو ڈاکٹر ظفر نے مسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر پہاڑیوں کے اندر بنی ہوئی ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری جسے پارس کا نام دیا گیا تھا کے مختلف راستوں سے گزر کر ایک ہال کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں دو عورتیں اور دس مرد موجود تھے۔ دونوں عورتیں اور چار مرد شوگرانی تھے جبکہ چھ مرد پاکیشیائی تھے۔ یہ سب انتہائی نامور سائنسدان تھے۔ ڈاکٹر ظفر نے سب سے باری باری مصافحہ کیا۔ وہاں کا ماحول بے حد خوشگوار تھا۔ ڈاکٹر ظفر کو چائے اور سنیکس پیش کیے گئے۔

”آپ آج آرام کریں کل اس پوائنٹ پر بات ہو گی جس کے لئے آپ کو زحمت دی گئی ہے“...... ڈاکٹر عبداللہ نے کہا۔

”میں نے واپس جانا ہے۔ میرے بہت سے کام انتہائی نازک مرحلوں میں ہیں اور تاخیر سب کچھ برباد کر دے گی۔ آپ میٹنگ کال کریں تاکہ ابھی بات ہو جائے“...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

”آپ درست کہہ رہے ہیں لیکن یہاں کا قانون ہے کہ جب کوئی باہر کا آدمی پارس میں داخل ہو گا تو پھر چوبیس گھنٹوں سے قبل وہ واپس نہیں جا سکتا اور نہ ہی راستہ کھلتا ہے اس لئے یہ کام کل کر لیا جائے گا۔ آج آپ آرام کریں“...... ڈاکٹر عبداللہ نے کہا۔

”پھر تو مجبوری ہے۔ اوکے“...... ڈاکٹر ظفر نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ڈاکٹر عبداللہ کی رہنمائی میں ایک خواب گاہ کے انداز میں سجے ہوئے کمرے میں پہنچ گئے۔

بار ٹلے اپنے ساتھیوں پامیلا، ایڈن اور ٹونی کے ساتھ پاکیشیا کے دارالحکومت کی ایک رہائشی کالونی کی کوٹھی کے ایک کمرے میں موجود تھا۔ یہ کوٹھی ہوٹل بریز کے جنرل مینجر فخر الدین کی ذاتی ملکیت تھی۔ وہ چونکہ طویل عرصہ سے ہارڈ ایجنسی کے ساتھ کام کر رہا تھا اس لئے گریٹ لینڈ سے یہاں پاکیشیا آنے پر ہارڈ ایجنسی کے چیف جیمز نے اسے یہاں ہارڈ ایجنسی کا نمائندہ مقرر کر دیا تھا اور چونکہ فخر الدین طویل عرصے سے اس کام سے منسلک تھا اس لئے اسے مشن کے دوران کام آنے والی چیزوں کا علم تھا۔ اس نے مختلف کالونیوں میں کوٹھیاں خرید رکھی تھیں اور ہر کوٹھی میں دو کاریں بھی موجود رہتی تھیں اور اس کے اعتبار کے لوگ وہاں ملازم تھے۔ یہ کوٹھی شالیمار کالونی میں واقع تھی اور یہ کوٹھی اس نے بار ٹلے اور اس کے ساتھیوں کے لئے پسند کی تھی۔ یہاں اس کا خاص آدمی ڈیوڈ ملازم تھا جسے وہ گریٹ لینڈ سے اپنے ساتھ لے آیا تھا۔ کوٹھی

میں دو نئی کاریں اور ضروری اسلحہ بھی موجود تھا۔ بار ٹلے نے گریٹ لینڈ سے چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پاکیشیا آمد سے قبل فخر الدین کو فون پر مطلع کر دیا تھا اور فخر الدین ان کے استقبال کے لئے خود وہاں موجود تھا اور پھر فخر الدین اپنی بڑی کار میں انہیں اس کوٹھی پر لے آیا تھا۔ بار ٹلے اور اس کے ساتھیوں کو یہ کوٹھی پسند آئی تھی۔ پھر بار ٹلے نے فخر الدین سے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن فخر الدین اس بارے میں سرے سے کچھ جانتا ہی نہ تھا ویسے بھی یہ اس کا پلس پوائنٹ تھا کہ اسے پاکیشیا آئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گزرا تھا۔ بہرحال بار ٹلے نے اسے سیکرٹری وزارت خارجہ سر سلطان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا کہا تھا تاکہ اس سے اس معاہدے کے بارے میں معلومات حاصل کی جاسکیں جس کے نتیجے میں پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر سپر ہاک میزائل پر کام ہو رہا تھا۔ فخر الدین کو گئے کئی گھنٹے گزر چکے تھے لیکن نہ وہ خود واپس آیا تھا اور نہ اس کا فون آیا تھا۔

”بار ٹلے۔ کیا ہم یہاں فارغ بیٹھنے کے لئے آئے ہیں۔ اگر کام نہیں کرنا تو آؤ پھر باہر نکل کر گھومیں پھریں، سیاحت کریں“...... پامیلا نے جو بار ٹلے کی ساتھی بھی تھی اور گرل فرینڈ بھی منہ بناتے ہوئے کہا۔

”یہ بڑا حساس معاملہ ہے پامیلا۔ ہم یہاں سیاحت کرنے نہیں

آئے۔ یہاں دنیا کی خطرناک ترین سیکرٹ سروس رہتی ہے۔ اگر اسے ہمارے بارے میں معمولی سی بھنک بھی پڑ گئی تو معاملات بگڑ جائیں گے''...... بارٹلے نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''اس میں کیا حساسیت ہے۔ سیکرٹری خارجہ کسی آفیسر کالونی میں رہتا ہوگا وہاں سے اسے اغوا کر کے یہاں لے آتے ہیں۔ پھر وہ سب کچھ خود ہی بک دے گا''...... پامیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بارٹلے بے اختیار ہنس پڑا۔

''کیوں بچوں جیسی باتیں کر رہی ہو۔ سر سلطان پاکیشیا کے سب سے بڑے عہدیدار ہیں۔ ملک کے صدر تک ان کا احترام کرتے ہیں اور ملک کے مفاد کے لئے پاکیشیا کی قومی اسمبلی نے خصوصی طور پر انہیں تاحیات اس عہدے پر رکھنے کا بل پاس کیا ہے البتہ وہ خود چاہیں تو استعفیٰ دے سکتے ہیں اور وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے انتظامی انچارج بھی ہیں۔ ایسے آدمی کو اگر اغوا کر لیا گیا یا اس پر تشدد کیا گیا تو معاملات یقیناً بری طرح بگڑ جائیں گے اور پاکیشیا کی تمام ایجنسیاں مع سیکرٹ سروس ہمارے خلاف حرکت میں آ جائیں گی اور ہمارا مشن مکمل ہونا صرف ایک خواب بن کر رہ جائے گا اس لئے ہم نے یہ کام اس انداز میں کرنا ہے کہ ہمارا مشن بھی کامیاب ہو جائے اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہو''...... بارٹلے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر تم کیسے سر سلطان سے یہ بات معلوم کرو گے۔ کیا وہ

خود ہی سب کچھ بتا دے گا''...... پامیلا نے کہا۔

''نہیں۔ میں ایک خصوصی مشین گریٹ لینڈ سے ساتھ لایا ہوں اس کی مدد سے بے ہوشی کے عالم میں سر سلطان کے ذہن سے مرضی کی معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں جس کا نہ ہی اسے علم ہو گا اور نہ ہی وہ جھوٹ بول سکے گا''...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''کہاں ہے وہ مشین۔ میں نے تو نہیں دیکھی''...... پامیلا نے کہا۔

''وہ سفارت خانے کے ذریعے یہاں آئے گی اور سفارت خانہ اسے مسٹر پراوڈ تک پہنچائے گا اور وہ ہمیں لا دے گا۔ اسی طرح اس کی واپسی ہو گی کیونکہ وہ جدید ترین ایجاد ہے اور ہم اسے یہاں رکھ کر کوئی رسک نہیں لے سکتے''...... بارٹلے نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کوٹھی کا ملازم ڈیوڈ اندر داخل ہوا۔

''سر۔ جنرل منیجر صاحب آئے ہیں۔ اجازت ہو تو انہیں یہاں بھیج دوں''...... ڈیوڈ نے دروازے میں ہی رک کر مودبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں۔ فوراً بھیجو انہیں۔ وہ باہر کیوں رک گئے ہیں''۔ بارٹلے نے کہا تو ڈیوڈ واپس چلا گیا۔ کچھ دیر بعد فخر الدین اندر داخل ہوا اور پھر رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ایڈن۔ تم باہر رکو اور خیال رکھو ہم اہم باتیں کر رہے ہیں"...... بارٹلے نے اپنے ایک ساتھی سے کہا۔

"یس باس"...... ایڈن نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ ڈیوڈ کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں تو وہ میرا سب سے بااعتماد آدمی ہے۔ وہ میرے ساتھ گریٹ لینڈ سے یہاں آیا ہے"...... فخر الدین نے بارٹلے کی بات کو سمجھتے ہوئے کہا۔

"احتیاط ہمارے پیشے کا لازمی جزو ہے مسٹر پراؤڈ۔ بہرحال تم بتاؤ مشین پہنچ گئی ہے یا نہیں"...... بارٹلے نے پوچھا۔

"جی وہ میری کار کی ڈکی میں موجود ہے۔ میں سفارت خانے سے اسے وصول کر کے سیدھا یہاں آ گیا ہوں"...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اسے کار کی ڈکی میں کیوں رکھا ہے۔ جاؤ اسے لے آؤ وہ بے حد اہم اور حساس مشین ہے"...... بارٹلے نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ ویسے آپ ناراض نہ ہوں مشین مکمل پیکڈ ہے اس لئے اسے کچھ نہیں ہو سکتا"...... فخر الدین نے کہا۔

"آؤ مجھے دو وہ مشین۔ اٹھو"...... بارٹلے نے ایک جھٹکے سے اٹھتے ہوئے کہا۔

"میں لے آتا ہوں سر۔ آپ بیٹھیں"...... فخر الدین نے اٹھتے ہوئے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے لے آؤ لیکن بے حد احتیاط کرنا"...... بارٹلے نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو فخر الدین سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک درمیانے سائز کا پیکٹ اٹھائے اندر داخل ہوا۔

"یہ پیکٹ عقبی سیٹ پر تھا۔ میں سمجھا سفارت خانے والوں نے ڈکی میں رکھا ہے اسے"...... فخر الدین نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"اوکے"...... بارٹلے نے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور پیکٹ فخر الدین کے ہاتھ سے لے کر ایک طرف موجود الماری کھول کر اس میں رکھ دیا اور پھر الماری بند کر کے وہ واپس کرسی پر آ کر بیٹھ گیا۔ فخر الدین اس کے بیٹھنے کے انتظار میں کھڑا تھا۔

"بیٹھو"...... بارٹلے نے کہا تو فخر الدین کرسی پر بیٹھ گیا۔

"ہاں اب بتاؤ۔ سر سلطان کے بارے میں کیا رپورٹ ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"سر سلطان دیر تک آفس میں بیٹھے کام کرتے رہتے ہیں پھر چیف کالونی میں اپنی سرکاری رہائش گاہ پر چلے جاتے ہیں۔ بہت کم لوگوں سے ملتے ہیں"...... فخر الدین نے کہا۔

"کیا انہیں راستے سے اٹھایا جا سکتا ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"نو سر۔ مسلح سیکورٹی کی دو جیپیں ان کی کار کے آگے پیچھے ہوتی ہیں۔ رہائش گاہ میں بھی ہائی الرٹ سیکورٹی ہوتی ہے"...... فخر الدین

نے جواب دیا۔

''وہ کسی کلب میں جاتے ہیں یا نہیں۔ ہمیں صرف ایک گھنٹہ چاہئے ان سے معلومات حاصل کرنے کے لئے۔ ہم نہ انہیں چونکانا چاہتے ہیں اور نہ ہی ان کی جان لینا چاہتے ہیں''...... بارٹلے نے کہا۔

''بہت کم وہ کسی کلب میں جاتے ہیں۔ سال میں ایک دو بار ہی جاتے ہوں گے۔ ویسے وہاں بھی ہائی الرٹ سیکورٹی موجود ہوتی ہے''...... فخر الدین نے کہا۔

''تو پھر آخری صورت یہی ہے کہ ان کی رہائش گاہ میں بے ہوشی کی گیس فائر کی جائے اور انہیں بے ہوش کر کے وہیں ہم اپنا کام نمٹا لیں اور واپس آ جائیں۔ پھر وہ سب خود ہی سوچتے رہ جائیں گے کہ وہ سب کیوں بے ہوش ہو گئے تھے''...... بارٹلے نے کہا۔

''یس سر۔ لیکن آپ زیادہ آدمی ساتھ نہ لے جائیں اور ہاں چیک پوسٹ پر کیا کیا جائے گا''...... فخر الدین نے کہا۔

''پہلے تمہارا کوئی آدمی وہاں ریکی کرے گا اور کالونی میں داخلے کا خفیہ راستہ تلاش کرے گا کیونکہ ایسی کالونیوں میں ایسے راستے لازماً ہوتے ہیں جہاں سے لوگ بغیر چیکنگ کے آتے جاتے رہتے ہیں''...... بارٹلے نے کہا۔

''اوکے۔ آپ پروگرام بنائیں یہ کام ہو جائے گا''...... فخر

الدین نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں شام کو آپ کو فون کر کے ساری تفصیل بتا دوں گا۔ پھر آپ جیسے حکم کریں گے تعمیل ہو گی''...... فخر الدین نے کہا۔

''اوکے''...... بارٹلے نے کہا اور فخر الدین اٹھ کھڑا ہوا۔

''مجھے اجازت ہے جناب''...... فخر الدین نے کہا۔

''ہاں لیکن تمام کام انتہائی احتیاط سے ہونا چاہئے۔ ہم ابتداء میں ہی کسی کی نظروں میں نہیں آنا چاہتے''...... بارٹلے نے کہا۔

''ایسا ہی ہو گا جناب''...... فخر الدین نے کہا اور مڑ کر کمرے سے باہر نکل گیا تو بارٹلے اٹھ کر الماری کی طرف بڑھ گیا تا کہ مشین کا پیکٹ کھول کر اسے چیک کرے کہ وہ درست کام بھی کرتی ہے یا نہیں لیکن جب اس نے دیکھا کہ مشین بالکل نئی ہے تو اس نے اسے چیک کرنے کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

عمران، سر سلطان کی کال پر فوری ان کے آفس پہنچ گیا۔ سر سلطان کا چہرہ بجھا ہوا نظر آ رہا تھا اور ان کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے وہ ذہنی طور پر بے احد الجھے ہوئے ہوں۔

"آؤ بیٹھو عمران"...... سر سلطان نے ڈھیلے سے لہجے میں کہا۔

"کیا نصیب دشمناں آج فرمانروائے سنٹرل سیکرٹریٹ کی طبیعت ناساز ہے"...... عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ہر وقت کا مذاق اچھا نہیں ہوتا۔ میں بے حد الجھا ہوا ہوں"...... سر سلطان نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ میں کوشش کر رہا تھا کہ آپ پہلے کی طرح ہشاش بشاش نظر آئیں"...... عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو عمران۔ کل رات میرے ساتھ ایک عجیب واقعہ ہوا ہے جس کی میں باوجود شدید کوشش کے کوئی توجیہہ تلاش نہیں کر سکا اس لئے تمہیں کال کیا ہے کہ تم اس کی کوئی توجیہہ کر سکو"...... سر سلطان

نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہے سر سلطان۔ تفصیل بتائیں"...... عمران نے بھی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"میں رات کو اپنی رہائش گاہ کے کمرے میں بیٹھا کام کر رہا تھا۔ شاید رات کے ڈیڑھ دو بجے کا وقت تھا کہ مجھے اچانک نامانوس سی بو محسوس ہوئی۔ اس کے ساتھ ہی میرا سر تیزی سے گھومنے لگا اور پھر میرے ذہن پر تاریکی چھا گئی۔ پھر جب میری آنکھیں کھلیں تو میں اپنے کمرے میں بستر پر لیٹا ہوا تھا۔ میں ہڑبڑا کر اٹھا پھر پتہ چلا کہ سیکورٹی کا وہ عملہ جو ڈیوٹی پر تھا وہ نامانوس بو کی وجہ سے بے ہوش ہو گیا اور جو عملہ سو رہا تھا وہ معمول کے مطابق جاگ گئے تھے۔ میں اگر نامانوس بو کے آنے کے وقت سو رہا ہوتا تو شاید مجھے بھی پوری طرح اس واقعہ کا احساس نہ ہوتا لیکن میں تو کرسی پر بیٹھا کام کر رہا تھا جب آنکھ کھلی تو بیڈ پر تھا"...... سر سلطان نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"آپ سب کو بے ہوش کرنے والے کا مقصد کیا تھا"۔ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہی معلوم نہیں ہو رہا۔ کوئی آدمی قتل ہوا ہے نہ چوری ہوئی ہے۔ ایک تنکا تک نہیں اٹھایا گیا۔ یوں لگتا ہے کہ یہ سارا کھیل مجھے کرسی سے اٹھا کر بیڈ پر لٹانے کے لئے کھیلا گیا ہے۔ اس لئے میں ذہنی طور پر بے حد الجھا ہوا ہوں۔ مجھے اس ساری کارروائی کا کوئی

سر پیر ہی سمجھ نہیں آ رہا“..... سر سلطان نے کہا۔

”آپ نے اپنا جائزہ لیا ہے۔ میرا مطلب ہے اپنے وجود کا۔ آپ کے ساتھ تو کوئی کھیل نہیں کھیلا گیا“..... عمران نے کہا۔

”کیا مطلب۔ کیسا کھیل“..... سر سلطان نے چونک کر کہا۔

”مثلاً آپ کے جسم میں کوئی چپ کھال کے اندر نصب نہ کر دی گئی ہو یا باہر چپکا دی گئی ہو یا آپ کو انجکشن لگایا گیا ہو۔ دانت کے کسی خول کے اندر کوئی ڈکٹا فون بٹن رکھ دیا گیا ہو“..... عمران نے کہا۔

”میں نے صبح غسل کیا ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے البتہ میرا ذہن جیسے بند اور بھاری سا ہو رہا ہے“..... سر سلطان نے کہا۔

”وہ تو گیس کی وجہ سے ایسا ہوتا ہے“..... عمران نے کہا۔

”میں نے تمہاری آنٹی سے پوچھا ہے اسے ایسی کوئی شکایت نہیں ہے“..... سر سلطان نے کہا۔

”آنٹی تو سو رہی ہوں گی۔ سوتے ہوئے انسان پر گیس کے اثرات کم ہوتے ہیں“..... عمران نے کہا

”نہیں۔ وہ جاء نماز پر بیٹھی عبادت کر رہی تھی۔ اسے بھی بو محسوس ہوئی اور اس کا ذہن گھومنے لگا پھر وہ بے ہوش ہو گئی لیکن جب اس کی آنکھ کھلی تو وہ ویسے ہی جاء نماز پر پڑی ہوئی تھی میری طرح بیڈ پر نہیں تھی“..... سر سلطان نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ ان کا ٹارگٹ آپ تھے اور وہ آپ کے

کمرے میں بھی پہنچے تھے اور آپ کو کرسی سے یا نیچے فرش سے اٹھا کر بیڈ پر لٹایا تھا اور پھر واپس چلے گئے۔ یہ کیا بات ہوئی“۔ عمران نے کہا تو سر سلطان پہلی بار مسکرا دیئے۔

”یہی بات تو میری سمجھ میں نہیں آ رہی“..... سر سلطان نے کہا۔

”آپ کے پاس کوئی فائل یا کوئی ایسے کاغذات جن پر کوئی سیکرٹ معاہدے وغیرہ ہوں تو نہیں ہیں رہائش گاہ پر“..... عمران نے کہا۔

”نہیں۔ ایسا کچھ بھی میں رہائش گاہ پر نہیں لے جاتا۔ ایسے کاغذات یا سپیشل سٹور میں ہوتے ہیں یا میرے آفس کی خصوصی تجوری میں۔ یہاں بھی میں نے چیکنگ کر لی ہے۔ ہر چیز او کے ہے“..... سر سلطان نے کہا۔

”یہ تو عجیب گورکھ دھندہ سا بن گیا ہے۔ ٹھیک ہے اب یہ کام کرنے والوں کو ٹریس کرنا پڑے گا“..... عمران نے کہا۔

”میں نے چیک پوسٹ سے رپورٹ لے لی ہے کوئی اجنبی آدمی کالونی میں نہیں آیا“..... سر سلطان نے کہا تو عمران مسکرا دیا۔

”سر سلطان۔ آپ کو معلوم نہیں ہے کہ ایسی کالونیوں کے رہنے والے نہیں بلکہ ان کے ملاقاتی اور دیگر عملہ ایسے چور راستے رکھتے ہیں جہاں سے وہ آزادانہ آتے جاتے رہتے ہیں“..... عمران نے جواب دیا۔

"تو تم کس طرح ٹریس کرو گے انہیں"...... سر سلطان نے کہا۔

"میرا شاگرد ٹائیگر بہترین ٹریسر ہے بلکہ میری درخواست ہے کہ اسے کوئی نہ کوئی عالمی ایوارڈ دیا جائے۔ چاہے اس ایوارڈ کا نام کھوجی ایوارڈ ہی کیوں نہ ہو"...... عمران کی زبان رواں ہونے لگ گئی تھی۔

"تم اب جا سکتے ہو۔ میرا سر اب درد سے پھٹنے لگ گیا ہے میں ڈاکٹر کو کال کرتا ہوں"...... سر سلطان نے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ کے دماغ کے ساتھ کوئی خصوصی چھیڑ چھاڑ کی گئی ہے"...... عمران نے یکلخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا چھیڑ چھاڑ ہو سکتی ہے"...... سر سلطان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت کچھ ہو سکتا ہے مثلاً آپ کے ذہن میں جو معلومات موجود ہیں وہ حاصل کی جا سکتی ہیں۔ آپ کے ذہن کو حکم دیا جا سکتا ہے کہ آپ مقررہ وقت پر کوئی کام کریں مثلاً آپ کے ذہن کو حکم دیا گیا ہو کہ آپ اتنے بج کر اتنے منٹ پر بے چارے علی عمران کو تھپڑ ماریں گے تو آپ یقیناً ماریں گے"...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"تمہیں شرارت سوجھ رہی ہے جبکہ مجھے پریشانی ہو رہی ہے"...... سر سلطان نے کہا۔

"پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ جو کچھ ہوا ہے اسے ہم ٹریس کر ہی لیں گے۔ اللہ کا شکر ہے کہ آپ صحیح سلامت اور پورے ہوش و حواس میں ہیں ورنہ وہ لوگ اس حالت میں آپ کے ساتھ کچھ بھی کر سکتے تھے۔ آپ گھر جا کر ریسٹ کریں۔ میں ٹائیگر کو کہہ کر کام شروع کراتا ہوں"...... عمران نے کہا تو سر سلطان کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ عمران ان سے اجازت لے کر آفس سے باہر آیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کی کار واپس فلیٹ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھی۔ وہ وہاں ٹائیگر کو بلا کر اس سے تفصیل سے بات کرنا چاہتا تھا۔ سلیمان فلیٹ پر موجود نہ تھا وہ شاید مارکیٹ گیا ہوا تھا۔ عمران نے مخصوص جگہ سے چابی اٹھا کر فلیٹ کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہو گیا۔ اسی لمحے اس کے کانوں میں فون کی گھنٹی کی آواز پڑی تو وہ تیزی سے سیٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔

"علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے فون کا رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ میں صفدر بول رہا ہوں۔ میں اور کیپٹن شکیل آپ سے ملنا چاہتے ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"آ جاؤ لیکن چائے پی کر آنا کیونکہ سلیمان مارکیٹ گیا ہوا ہے اور مارکیٹ سے اس کی واپسی سند باد جہازی کی طرح سات سفر

پورے کرنے کے بعد ہی ہو سکتی ہے''...... عمران نے کہا۔

''آپ فکر نہ کریں، ہمیں چائے کی طلب ہوئی تو ہم خود بنا لیں گے''...... صفدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد کال بیل کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ صفدر اور کیپٹن شکیل آئے ہوں گے۔ وہ اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''السلام علیکم عمران صاحب''...... صفدر نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

''وعلیکم السلام ورحمتہ اللہ و برکاۃ''...... عمران نے باقاعدہ دعاؤں سمیت سلام کا جواب دیتے ہوئے کہا پھر یہی کارروائی کیپٹن شکیل کے ساتھ بھی دوہرائی گئی۔

''عمران صاحب۔ سلیمان فلیٹ پر نہ ہو تو آپ کا موڈ بڑا خوشگوار رہتا ہے لیکن سلیمان کی موجودگی میں آپ نارمل ہی نظر آتے ہیں''...... صفدر نے سٹنگ روم میں پہنچتے ہوئے کہا۔

''جو رول بیگمات ادا کرتی ہیں ہر وقت شاپنگ کرتی رہتی ہیں اور شوہر غریب کا بینک بیلنس نان بیلنس کرتی رہتی ہیں۔ یہ کام یہاں آغا سلیمان پاشا کرتا ہے۔ کمبخت کو ادھار کا ایک ایک روپیہ یاد ہے اس لئے جب وہ فلیٹ سے باہر ہوتا ہے تو میں کسی بیگم کے خاوند کی طرح ہشاش بشاش نظر آنے لگ جاتا ہوں۔ اس موقع پر مجھے ایک لطیفہ یاد آیا ہے جب یہ سنو گے تو خود ہی سمجھ جاؤ

گے''...... عمران نے کہا۔

''تو آپ سلیمان کو کسی بیگم کی طرح ٹریٹ کرتے ہیں''۔ صفدر نے کہا۔

''شکر کرو اس وقت سلیمان فلیٹ میں موجود نہیں ہے ورنہ تم اب تک کنارے لگ چکے ہوتے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ وہ لطیفہ کیا ہے وہ سنائیں''...... خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لطیفہ یہ ہے کہ ایک آدمی اپنے محلے کی مسجد کے امام صاحب کے پاس گیا اور انہیں کہنے لگا کہ میری بیوی گزشتہ تین سالوں سے میکے گئی ہوئی ہے واپس آنے کا نام ہی نہیں لیتی۔ آپ کوئی مشورہ دیں میں کیا کروں اور کیسے اسے اپنے گھر لاؤں تو مولوی صاحب نے بے ساختہ کہا اور تم اللہ تعالیٰ کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

''اب تم سناؤ کہ تمہیں میری یاد کیسے آ گئی''...... عمران نے کہا تو دونوں چونک پڑے۔

''آپ کی یاد تو ہر وقت ہمارے ساتھ رہتی ہے عمران صاحب۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''یہ مجھے معلوم ہے لیکن اس یاد کو یاد رکھنے کے لئے تم فون کر لیتے ہو لیکن آج تم نے باقاعدہ ملاقات کی اجازت چاہی ہے۔

وجہ"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار مسکرا دیئے۔

"اس لئے کہ ہم روبرو آپ سے ڈانٹ کھانا چاہتے ہیں"۔ صفدر نے کہا۔

"پھر وہی کھانا۔ یہاں پینے پلانے کا سلسلہ نہیں ہے تم کھانے کی بات کرتے ہو"...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل ایک بار پھر ہنس پڑے۔

"ہم ڈانٹ کھانے کی بات کر رہے تھے۔ بہرحال ہمیں یہ اعتراف ہے کہ ہم بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس نہیں کر سکے۔ ہم نے ایئر پورٹ پر تفصیلی معلومات حاصل کرنے کی کوشش کی لیکن نہ کوئی ٹیکسی ڈرائیور بتا سکا اور نہ کوئی پارکنگ بوائے کہ یہ گروپ طیارے سے اترنے کے بعد کہاں چلا گیا اور کس طرح گیا"...... صفدر نے کہا۔

"میرا خیال ہے کہ اب تمہیں ٹائیگر کی شاگردی میں دے دوں۔ اس کی ٹریننگ روز بروز نکھرتی چلی جا رہی ہے اور تم ٹارزن کی واپسی کی طرح ترقی معکوس کرتے جا رہے ہو"...... عمران نے کہا۔

"تو آپ واقعی ناراض ہو گئے ہیں۔ سوری عمران صاحب۔ ہم نے اپنی طرف سے بھرپور کوشش کی ہے"...... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تم نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہو گی لیکن تم درست کلیو تک نہیں پہنچ سکے ورنہ تم اس طرح منہ لٹکا کر نہ بیٹھے ہوتے"...... عمران نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا اس لئے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔

"لیس باس ٹائیگر بول رہا ہوں"...... رابطہ ہونے پر ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو صفدر کے چہرے پر ناگواریت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ یہ سمجھ رہا تھا کہ عمران انہیں واقعی اپنے شاگرد کے سامنے بے عزت کرے گا۔

"ٹائیگر۔ میرے فلیٹ پر آ جاؤ تمہاری ٹریننگ صلاحیتوں کا امتحان لینا ہے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"عمران صاحب۔ ہمیں اجازت دیں۔ اب ہم تو نکمے اور ناکارہ ہیں"...... صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ارے ارے۔ تم تو واقعی صفدر یار جنگ بہادر بنتے جا رہے ہو۔ تم میرے ساتھی ہو اور ٹائیگر میرا شاگرد ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ساتھیوں کی بے عزتی کرائی جائے۔ تم خواہ مخواہ پریشان ہو گئے۔ ٹائیگر کے ذمے ایک اور کام لگانا ہے۔ بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کو تو تم نے ہی ٹریس کرنا ہے اس کا لائحہ عمل مل بیٹھ کر بنا لیں گے"...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا تو صفدر کے بگڑے ہوئے چہرے کے نقوش نارمل ہوتے چلے گئے

جبکہ کیپٹن شکیل کا چہرہ تو ویسے ہی سپاٹ رہتا تھا البتہ اس کی آنکھوں سے اس کے دل و دماغ میں موجود خیالات کا اندازہ لگایا جا سکتا تھا۔

"اور کیا ٹریننگ کرائی ہے آپ نے عمران صاحب"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران نے سر سلطان والے واقعہ کے بارے میں تفصیل بتا دی۔

"یہ سب کیا ہو رہا ہے عمران صاحب"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جہاں تک میرا خیال ہے وہ سر سلطان سے کچھ معلوم کرنا چاہتے تھے اب معلوم نہیں کہ وہ اپنا مقصد حاصل کر کے واپس گئے ہیں یا نامراد گئے ہیں لیکن یہ ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے سر سلطان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی"...... عمران نے کہا اور پھر اس طرح انہیں باتیں کرنے میں نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ ایک بار پھر کال بیل بجی تو عمران اٹھنے لگا لیکن صفدر، عمران کو بیٹھنے کا کہہ کر خود دروازہ کھولنے چلا گیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد صفدر اور ٹائیگر آگے پیچھے چلتے ہوئے سٹنگ روم میں داخل ہوئے۔ ابھی وہ ایک دوسرے سے سلام دعا کر کے بیٹھے ہی تھے کہ بیرونی دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران سمجھ گیا کہ سلیمان واپس آیا ہے۔ چند لمحوں بعد سلیمان ہاتھوں میں شاپر پکڑے سٹنگ روم کے دروازے پر نظر آیا۔

"یہ تو باقاعدہ مجلس شوریٰ کا اجلاس ہو رہا ہے"...... سلیمان نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

"یہ سلیمان نے کہاں سے مجلس شوریٰ پڑھ لیا ہے"...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"آجکل سلیمان مسجد کے مولوی صاحب کا باقاعدہ شاگرد بنا ہوا ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ مجھے ٹریننگ کا کام دے رہے تھے۔ کیا حکم ہے"۔ خاموش بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے کہا تو عمران نے مختصر طور پر اسے سر سلطان کے ساتھ گزرنے والے وقوعہ کے بارے میں بتا دیا۔

"یہ کام کم از کم دو آدمیوں کا ہو گا اور یہ دونوں یقیناً چیف کالونی کے کسی خفیہ راستے سے اندر آئے ہوں گے۔ تم نے اس کا سراغ لگانا ہے جس قدر جلد ممکن ہو سکے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں انہیں ٹریس کر لوں گا"...... ٹائیگر نے بڑے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"تم کیا طریقہ اختیار کرو گے"...... صفدر نے ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ خفیہ راستے کوٹھیوں میں رہائش پذیر افسران کے ملازمین استعمال کرتے ہیں کیونکہ ہر بار آنے جانے میں وہ چیکنگ کے جھنجھٹ میں پڑنا نہیں چاہتے اور عموماً ان راستوں کا استعمال رات

کو ہی ہوتا ہے۔ خاص طور پر وہ ملازمین جو رات کو کسی کلب میں
پی کر آؤٹ ہو جاتے ہیں وہ یہی راستے استعمال کرتے ہیں اور
وہاں کوئی نہ کوئی ملازم ایسا مل جائے گا جسے جب تھوڑی سی رقم دی
جائے گی تو وہ کسی نہ کسی پر انگلی رکھ دے گا یا بتا دے گا اس طرح
ٹریسنگ کی کارروائی آگے چلتی رہے گی اور آخرکار اپنے منطقی انجام
تک پہنچ جائے گی''...... ٹائیگر نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے
کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی سلیمان ٹرالی دھکیلتا
ہوا اندر داخل ہوا۔ ٹرالی پر چائے کی پیالیاں اور بسکٹ کے پیکٹ
موجود تھے۔

بارٹلے اپنی رہائش گاہ کے کمرے میں بیٹھا شراب پینے میں
مصروف تھا۔ حالانکہ انہوں نے ابھی کچھ دیر پہلے ہی ناشتہ کیا تھا۔
بارٹلے کی شروع سے ہی عادت تھی کہ وہ ناشتے کے بعد اتنی شراب
بیک وقت پی جاتا تھا کہ پھر اسے سارا دن شراب کی طلب ہی نہ
رہتی تھی۔ اس لئے وہ بوتل سامنے رکھے گلاس میں شراب ڈال کر
مسلسل پینے میں مصروف تھا کہ پامیلا اندر داخل ہوئی۔

''کیا ہوا بارٹلے تمہارے رات والے مشن کا۔ تم نے ناشتے کے
دوران بھی نہیں بتایا۔ میں نے تمہارے ساتھ جانے والے ایڈن
سے بھی پوچھا ہے وہ بھی کوئی بات نہیں بتا رہا بس یہی کہہ رہا ہے
کہ مشن کی کامیابی یا ناکامی کا علم باس کو ہی ہے''...... پامیلا نے
قدرے جھنجلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ابھی کچھ کیا ہی نہیں تو نتیجہ کیا نکلے گا۔ بہرحال ایک اقدام
کامیابی سے مکمل ہو گیا ہے''...... بارٹلے نے شراب کی چسکی لیتے

ہوئے کہا۔

"کچھ تفصیل تو بتاؤ"...... پامیلا نے کہا۔

"اس میں تفصیل کیا ہے۔ ہم نے سر سلطان کی کوٹھی میں گیس فائر کی تقریباً آدھی رات کا وقت تھا۔ وہاں نہ کوئی آدم نہ آدم زاد نظر آ رہا تھا البتہ کتوں کے بھونکنے کی آوازیں کبھی کبھار سنائی دے رہی تھیں پھر ہم عقبی طرف سے اندر کود گئے۔ وہاں تمام لوگ بے ہوش پڑے تھے۔ سر سلطان کو میں پہچانتا تھا کیونکہ میں نے اس کی تصویر ایک اخبار میں دیکھی ہوئی تھی اس لئے میں نے سر سلطان کا کمرہ تلاش کر لیا۔ وہ ایک میز کی سائیڈ پر موجود کرسی پر لڑھکے ہوئے پڑے تھے۔ میں نے انہیں اٹھا کر بیڈ پر ڈالا اور مشین کے ذریعے ان کے لاشعور سے معلومات حاصل کرنی شروع کر دیں۔ ہمارا ٹارگٹ تھا پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر سپر ہاک لیبارٹری کہاں بنائی جا رہی ہے یا بنائی جا چکی ہے لیکن سر سلطان کے لاشعور میں واضح طور پر کوئی بات نہ تھی۔ البتہ وہ بار بار پارس کا لفظ کہہ رہے تھے۔ اب نجانے یہ پارس کیا ہے۔ کسی پہاڑی کا نام ہے، کسی گاؤں کا نام ہے یا کسی لیبارٹری کا نام ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"تو پھر کیسے معلوم ہو گا کہ پارس کیا ہے"...... پامیلا نے کہا۔

"میں نے مسٹر پراؤڈ کو کال کیا ہے۔ دیکھو کیا رزلٹ نکلتا ہے"...... بارٹلے نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد انہیں اطلاع ملی کہ

جنرل منیجر مسٹر پراؤڈ ملاقات کے لئے آئے ہیں تو بارٹلے نے شراب کا خالی گلاس اور میز پر پڑی ہوئی خالی بوتل دونوں کو سائیڈ میں پڑی ٹوکری میں پھینک کر اس نے میز پر پڑے ہوئے ٹشو کے ڈبے سے ایک ٹشو کھینچ کر نکالا اور اس سے منہ صاف کر کے اسے بھی ٹوکری میں پھینک دیا۔

"آؤ پامیلا"...... بارٹلے نے پامیلا سے مخاطب ہو کر کہا تو پامیلا بھی اٹھ کھڑی ہوئی۔ چند لمحوں بعد وہ سٹنگ روم میں پہنچ گئے جہاں ہوٹل بریز کا جنرل منیجر فخر الدین موجود تھا اور اسے یہ لوگ فخر الدین کی بجائے مسٹر پراؤڈ کہتے تھے۔ فخر الدین انہیں دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے بڑے مؤدبانہ انداز میں انہیں سلام کیا اور پھر بارٹلے اور پامیلا سے مصافحہ کرنے کے بعد وہ بارٹلے کے کہنے پر ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر پراؤڈ ہم نے پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر موجود لیبارٹری کا محل وقوع معلوم کرنے کی کوشش کی ہے لیکن ہمیں کوئی واضح معلومات نہیں مل سکیں، صرف ایک لفظ پارس سامنے آیا ہے۔ کیا تم بتا سکتے ہو کہ یہ پارس کیا ہے۔ کیا یہ کسی پہاڑی کا نام ہے یا کسی گاؤں کا"...... بارٹلے نے کہا۔

"جناب پارس ایک پتھر ہوتا ہے جس کے بارے میں مشہور ہے کہ پارس اگر کسی لوہے کی چیز کو ٹچ کر جائے تو وہ لوہا خالص سونے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ اس لئے بہت زیادہ خوش قسمت انسان کو

بھی پارس کہتے ہیں"...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اس کا لفظی یا اصطلاحی مطلب ہوا۔ لیکن یہ کسی جگہ کا نام تو نہیں ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"جناب پارس بھی پتھر ہی ہوتا ہے اس لئے لازماً کسی پہاڑی کا نام ہوسکتا ہے۔ ویسے آپ نے اگر لیبارٹری ہی تلاش کرنی ہے تو اس کا اور طریقہ بھی ہے"...... فخر الدین نے کہا۔

"وہ کیا"...... بارٹلے اور پامیلا دونوں نے چونکتے ہوئے کہا۔

"یہاں پاکیشیا میں سائنس کے میدان میں خاصا کام ہو رہا ہے۔ بہت سی جدید لیبارٹریاں بھی موجود ہیں اور نئی بھی بنائی جا رہی ہیں کسی سائنسدان سے اس بارے میں معلوم کیا جاسکتا ہے"...... فخر الدین نے کہا۔

"ایسے ٹاپ سیکرٹ کون بتاتا ہے۔ پھر وطن کی محبت بھی آڑے آجاتی ہے"...... بارٹلے نے کہا فخر الدین بے اختیار مسکرا دیا۔

"سر یہاں آکر میں نے جو کچھ دیکھا ہے اس کے مطابق قیمت دے کر آپ کسی کو بھی خرید سکتے ہیں۔ ہر شخص کی قیمت مقرر ہے"...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم احمق ہو۔ سائنسدان اس قسم کے لوگ نہیں ہوتے کہ پیسے لے کر راز بتا دیں گے۔ یہ لوگ سنگل ٹریک لوگ سمجھے جاتے ہیں۔ یعنی ایک ہی دھن میں آگے بڑھتے رہنا"...... بارٹلے نے کہا تو سامنے بیٹھی ہوئی پامیلا بے اختیار ہنس پڑی۔

"آپ یہاں کے لوگوں کی نفسیات کو سمجھ نہ سکیں گے۔ بہرحال اگر آپ اجازت دیں تو میں ایک سائنسدان سے آپ کے سامنے بات کر سکتا ہوں۔ یہ سائنسدان ہوٹل کے جوا خانے میں باقاعدگی سے آتے اور کھیلتے ہیں۔

ایک بار وہ ایک بہت بڑی بازی ہار گئے۔ اتنی رقم ان کے پاس نہ تھی۔ میرے ساتھ ان کی صرف علیک سلیک تھی۔ انہوں نے مجھ سے قرض مانگا۔ میں نے انہیں سائنسدان سمجھتے ہوئے ان کی مدد کر دی۔ گو بعد میں انہوں نے کئی بڑی گیمز جیت کر میرا ادھار مجھے واپس کر دیا اور پھر ہماری دوستی ہو گئی۔ وہ جب بھی ہوٹل آتے ہیں میرے پاس ضرور آتے ہیں۔ وہ پاکیشیا کے بڑے مشہور سائنسدان ہیں"...... فخر الدین نے کہا۔

"کیا نام ہے ان کا اور وہ کس لیبارٹری میں کام کرتے ہیں"...... بارٹلے نے کہا۔

"مجھے لیبارٹری کا تو علم نہیں ہے لیکن یہ معلوم ہے کہ وہ معروف سائنسدان ہیں اور خاص بات یہ کہ وہ ہمیشہ یہی کہتے رہتے ہیں کہ ان کا خواب ایکریمیا میں اپنی پرائیویٹ لیبارٹری بنانا ہے لیکن ظاہر ہے اس کے لئے چالیس پچاس لاکھ ڈالر چاہئیں۔ وہ جوا بھی یہی سوچ کر کھیلتے ہیں کہ شاید کبھی دو چار بڑی گیمز جیت کر وہ ایکریمیا جاسکیں اور اپنی لیبارٹری بنا سکیں"...... فخر الدین نے کہا۔

"ان سے بات کرو اگر وہ معلوم کر کے ہمیں بتا دیں کہ پاکیشیا

اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر وہ لیبارٹری کہاں بنائی گئی ہے اور اگر یہ نہ بتاسکیں تو پھر اس معاہدے کا کوئی کوڈ نام بتا دیں جو شوگران اور پاکیشیا کے درمیان ہوا ہوگا اور یہ بتا دیں کہ وہ معاہدہ کہاں موجود ہے تو ہم ان کا خواب پورا کر سکتے ہیں“...... بار ٹلے نے کہا۔

”میں انہیں فون کرتا ہوں وہ یقیناً اس وقت گھر پر ہی ہوں گے“...... فخر الدین نے کہا اور میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف بجنے والی گھنٹی کی آواز سنائی دینے لگی۔

”یس ظفر ہاؤس“...... ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”میں ہوٹل بریز کا جنرل مینجر فخر الدین بول رہا ہوں۔ ڈاکٹر ظفر صاحب سے بات کرائیں“...... فخر الدین نے کہا۔

”ہولڈ کریں۔ وہ تیار ہو کر گھر سے آفس جا رہے ہیں۔ وہ ابھی پارکنگ میں ہیں میں انہیں آپ کے بارے میں بتاتا ہوں“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہوگئی۔

”ہیلو ڈاکٹر ظفر بول رہا ہوں“...... تھوڑی دیر بعد ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

”فخر الدین بول رہا ہوں ڈاکٹر صاحب“...... فخر الدین نے کہا۔

”آج اس وقت کیسے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات“۔ ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

”میں نے کوشش کی ہے کہ آپ کا ایکریمیا کا خواب پورا ہو جائے لیکن اس کی کامیابی یا ناکامی کا نتیجہ آپ کے ہاتھ میں ہے“...... فخر الدین نے کہا۔

”میں سمجھا نہیں آپ کیا کہہ رہے ہیں“...... ڈاکٹر ظفر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آپ آج آفس سے چھٹی کریں اور میرے پاس آ جائیں۔ ہو سکتا ہے کہ آپ کو چالیس پچاس لاکھ ڈالر بھی مل جائیں اور ایکریمیا کا گرین کارڈ بھی۔ جو شاید ویسے کروڑوں ڈالر خرچ کر کے بھی نہ ملے“...... فخر الدین نے کہا۔

”لیکن کوئی کیوں دے گا مجھے اتنی بڑی رقم“...... ڈاکٹر ظفر نے اور زیادہ الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر صاحب بعض باتیں فون پر نہیں کی جا سکتیں آپ آ جائیں پھر اطمینان اور تفصیل سے باتیں ہوں گی“...... فخر الدین نے کہا۔

”ٹھیک ہے میں ایک گھنٹے کے اندر پہنچ جاؤں گا۔ مجھے پہلے آفس جانا ہوگا۔ وہاں کا کام دوسروں کے ذمے لگا کر میں ہوٹل پہنچ جاؤں گا“...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

”او کے۔ میں آپ کا انتظار کروں گا“...... فخر الدین نے کہا

اور اس کے ساتھ ہی رسیور رکھ دیا۔

"یہ تو کسی آفس میں ملازم ہے شاید۔ جو بار بار آفس کا کہہ رہا تھا۔ آپ تو کہہ رہے تھے کہ وہ نامور سائنس دان ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"مجھے تو اس نے آج تک یہی بتایا ہے۔ ویسے مجھے زیادہ دلچسپی نہیں تھی اس لئے میں نے بھی کبھی غور نہیں کیا"...... فخر الدین نے کہا۔

"او کے۔ آپ اس سے بات کریں اگر ہمارا کام کر سکتا ہے تو بھاری مالیت کی نقد رقم بھی اسے دے دیں گے تاکہ اس کا لالچ بڑھے۔ پھر مجھے کال کر لینا میں پہنچ جاؤں گا"...... بارٹلے نے کہا۔

"یس سر۔ ویسے مجھے یقین ہے کہ آپ کا مکمل نہ سہی کسی حد تک مسئلہ حل ہو جائے گا"...... فخر الدین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

بارٹلے خاموش رہا۔ پھر فخر الدین سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا۔

"جس لیبارٹری کے بارے میں اس قدر راز داری برتی جا رہی ہے۔ اس کے بارے میں ایک عام سا آدمی بتا دے گا۔ حیرت ہے"...... پامیلا نے کہا۔

"وہ عام آدمی نہیں۔ سائنس دان ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"سائنس دان اس طرح کلبوں اور ہوٹلوں میں جوا نہیں کھیلتے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ مسٹر پراؤڈ اور ڈاکٹر ظفر مل کر ہمیں بے وقوف بنا

رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ تمہیں کیسی کیسی کہانیاں سنائیں گے"...... پامیلا نے برا سا منہ بنا کر کہا۔

"تم نے مجھے احمق سمجھ رکھا ہے کیا کہ میں ان کے ڈاج میں آ جاؤں گا"...... بارٹلے نے اس بار قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"میں تمہیں اس لئے یہ باتیں بتا رہی ہوں کہ مجھے معلوم ہے کہ یہ ایشیائی لوگ پروپیگنڈا کرنے کے ماہر ہوتے ہیں۔ یہ بات کو بڑھا چڑھا کر بیان کرنے کے عادی ہوتے ہیں"...... پامیلا نے کہا۔

"ٹھیک ہے تم میرے ساتھ رہنا۔ جو تم کہو گی ویسے ہی کر لیں گے"...... بارٹلے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ اس ٹاپک سے بور ہو گیا ہو۔

"اور ہاں مسٹر پراؤڈ پر ہم نے ضرورت سے زیادہ ہی اعتبار کر لیا ہے۔ اس کی دی ہوئی کوٹھی میں رہ رہے ہیں۔ اس کے آدمیوں سے مل رہے ہیں۔ ہمارے لئے جو کچھ بھی کر رہا ہے وہی کر رہا ہے۔ وہ کسی لالچ میں آ گیا تو ہم بھاگ بھی نہ سکیں گے"...... پامیلا نے کہا۔

"تم ہمیشہ نیگٹو کیوں سوچتی ہو۔ مسٹر پراؤڈ کے بارے میں چیف نے کہا ہے کہ یہ ان کا انتہائی اعتماد کا آدمی ہے۔ دس بارہ سال گریٹ لینڈ میں گزار آیا ہے اور چیف کے تحت کام کرتا رہا ہے۔ چیف کسی عام آدمی کو بااعتماد نہیں کہا کرتے"...... بارٹلے نے

کہا۔

"پھر بھی ہمیں خیال رکھنا چاہئے"...... پامیلا نے کہا۔

"ہاں یہ بات تم نے درست کہی ہے۔ احتیاط ہماری زندگی کی ضامن ہوتی ہے"...... بارٹلے نے کہا اور پامیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چوشان آفیسر کلب میں داخل ہوا تو لابی میں بیٹھا ہوا ایک آدمی اٹھ کر تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔

"ایک منٹ جناب۔ آپ ہی کرنل چوشان ہیں"...... اس آدمی نے قریب آ کر کہا تو چوشان ٹھٹھک کر رک گیا۔

"ہاں میرا نام چوشان ہے۔ تم کون ہو اور کیوں روکا ہے مجھے"...... چوشان نے کہا۔

"میرا نام لوگین ہے اور میرا تعلق انٹر سروسز سے ہے۔ میں کافی دیر سے یہاں آپ کا انتظار کر رہا تھا۔ کیونکہ میں آپ کے آفس میں آپ سے ملنا چاہتا تھا۔ آپ سے ایک میزائل لیبارٹری کے بارے میں اہم بات کرنی ہے"...... لوگین نے کہا۔

"او کے آیئے"...... چوشان نے کہا اور اسے لے کر ایک کونے میں جا کر میز پر بیٹھ گیا۔ ویٹر کو اس نے شراب لانے کا آرڈر دے دیا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ تم انٹر سروسز میں کس عہدے پر ہو اور دوسرا مجھے اپنا کارڈ بھی دکھاؤ کیونکہ تم انتہائی حساس معاملات پر بات کرنا چاہتے ہو"...... کرنل چوشان نے کہا۔

"کرنل چوشان۔ نام تو میں پہلے ہی بتا دیا ہے۔ میرا تعلق انٹر سروسز کے ایس ایس گروپ یعنی سرچ سیکشن سے ہے۔ میں وہاں گریڈ ون آفیسر ہوں"...... لوگین نے کہا اور جیب سے ایک کارڈ نکال کر اس نے چوشان کے سامنے رکھ دیا۔ چوشان نے کارڈ اٹھایا اور غور سے دیکھنے کے بعد واپس لوگین کو دے دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان تھا۔

"سوری لیکن یہ ضروری تھا۔ اب ہم اطمینان سے بات کر سکتے ہیں"...... چوشان نے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں"...... لوگین نے جواب دیا۔ اسی لمحے ویٹر نے آ کر ان دونوں کے سامنے شراب سے بھرے ہوئے گلاس رکھے اور واپس چلا گیا۔

"ہاں اب بتاؤ تم کیا کہنا چاہتے ہو"...... چوشان نے شراب کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"آپ کو معلوم ہے کہ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر کوئی لیبارٹری تعمیر کی گئی ہے"...... لوگین نے کہا۔

"میرا کسی لیبارٹری سے کیا تعلق"...... چوشان نے کہا۔

"پاکیشیا کا ایجنٹ علی عمران آپ کا دوست ہے کیا میں درست

کہہ رہا ہوں"...... لوگین نے کہا۔

"ہاں وہ میرا بہت اچھا دوست ہے۔ تم کہنا کیا چاہتے ہو کھل کر کہو"...... چوشان نے کہا۔

"یہ لیبارٹری پاکیشیا کے ساتھ شوگران کے لئے بھی بے حد اہم ہے۔ ہمیں اطلاعات ملی ہیں کہ گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی کے ایجنٹ نے پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی رہائش گاہ پر بے ہوش کر دینے والی گیس سے حملہ کیا لیکن کسی کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی گئی اور نہ ہی کوئی نقصان کیا گیا۔ سر سلطان اس وجہ سے بے حد پریشان ہیں اور انہوں نے آپ کے دوست عمران کو کال کر کے سب کچھ بتایا لیکن آپ کا دوست عمران حرکت میں نہیں آیا۔ وہ اپنے فلیٹ پر موجود ہے اور ہوٹلوں میں آ جا رہا ہے۔ جبکہ حکومت شوگران کو خطرہ ہے کہ پاکیشیا کی طرف اس لیبارٹری پر کسی بھی لمحے حملہ ہو سکتا ہے۔ اس لئے آپ عمران صاحب کو کال کر کے ان کو تاکید کریں کہ وہ لازماً ہارڈ ایجنسی کے خلاف حرکت میں آئیں اور خصوصاً لیبارٹری کی پاکیشیا سائیڈ کو فول پروف حد تک محفوظ بنائیں"...... لوگین نے کہا۔

"لیکن یہ کون سی لیبارٹری ہے اور کہاں ہے"...... چوشان نے کہا۔

"اس کا کوڈ نام پارس ہے اور یہ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر انتہائی خفیہ انداز میں بنائی گئی ہے۔ جس کے بارے میں

آج تک کوئی سیٹلائٹ بھی چیکنگ نہیں کر سکا“..... لوگین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”پھر ہارڈ ایجنسی کو کیسے اس کا علم ہو گیا“..... چوشان نے کہا۔

”اس کی وجہ بھی پاکیشیائی ہی بنا ہے۔ پاکیشیا کے چند سائنس دانوں کو وہاں ہونے والے کام میں سائنسی مدد کے لئے لیبارٹری میں کال کیا گیا۔ ان میں سے ایک نے گریٹ لینڈ میں کسی سے باتیں کرتے ہوئے لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتا دی۔ جو گریٹ لینڈ کے اعلیٰ حکام تک پہنچ گئی اور پھر کیس ہارڈ ایجنسی کو دے دیا گیا۔ جس کا سپر ایجنٹ بارٹلے جو بے حد کامیاب ایجنٹ ہے حرکت میں آ چکا ہے لیکن وہ پاکیشیا سائیڈ سے اس لیبارٹری میں پہنچنے کی کوشش کریں گے اس لئے ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ جو کچھ کرنا ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس یا عمران نے کرنا ہے“..... لوگین نے کہا۔

”اوکے بے فکر رہو عمران کو میں پہلے ہی اس بارے میں آگاہ کر چکا ہوں۔ مجھے پہلے ہی میرے ذرائع نے اس بارے میں رپورٹ دی تھی۔ جو میں نے عمران تک پہنچا دی ہے“..... چوشان نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس نے آپ کی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی اس لئے وہ اب تک حرکت میں نہیں آئے“..... لوگین نے کہا۔

”ٹھیک ہے آپ بے فکر رہیں میں آپ کے سامنے عمران سے

بات کر لیتا ہوں لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ سر سلطان پر گیس حملہ کس نے کیا اور کیوں کیا“..... چوشان نے کہا۔

”حملہ تو بارٹلے اور اس کے ساتھیوں نے کیا تھا لیکن ان سے انہیں کیا فائدہ ہوا اور وہ کیا چاہتے تھے اس کا علم نہیں ہو سکا“..... لوگین نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے کہ سر سلطان پر اس لئے حملہ کیا گیا ہو گا کہ اس معاہدے کی کاپی حاصل کی جا سکے۔ جس میں لیبارٹری کے بارے میں تفصیل درج ہے“..... چوشان نے کہا۔

”معاہدے میں تفصیل کیسے ہو سکتی ہے جناب۔ اس میں تو صرف کام کرنے اور نتیجہ حاصل کرنے کے بارے میں شرائط درج ہوتی ہیں“..... لوگین نے کہا۔

”تم نے لیبارٹری کا کوڈ نام پارس بتایا ہے نا“..... چوشان نے کہا۔

”جی ہاں“..... لوگین نے جواب دیا۔

”ہو سکتا ہے کہ معاہدے میں یہ نام درج ہو اور انہیں اس کی ہی تلاش ہو“..... چوشان نے کہا۔

”آپ کی بات درست ہے لیکن انہوں نے صرف بے ہوش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے۔ مزید کچھ نہیں کیا“..... لوگین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ جدید ایجادات کا دور ہے اور گریٹ لینڈ سپر پاورز میں

شامل ہے۔ اس لئے ہوسکتا ہے کہ کوئی ایسا آلہ استعمال کیا گیا ہو جس سے بظاہر کوئی علامت ظاہر نہ ہوتی ہو لیکن وہ اپنا مقصد حاصل کر چکے ہوں۔ بہرحال یہ اندازہ ہی ہے عمران اس کا حل نکال لے گا میں اسے فون کر کے تمام تفصیل بتا دوں گا''...... چوشان نے کہا۔

''او کے جناب۔ میں نے یہ سب بس آپ کے گوش گزار کرنا تھا اب مجھے اجازت دیں''...... لوگین نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ تمہیں اس سلسلے میں مزید معلومات ملیں تو مجھ سے رابطہ کرنا''...... چوشان نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

''یس سر''...... لوگین نے کہا اور پھر سلام کر کے وہ مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا مین گیٹ سے باہر چلا گیا جبکہ چوشان بھی کلب سے باہر آ کر اپنی کار میں سوار ہو کر اپنے آفس کی طرف روانہ ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اپنے آفس میں داخل ہو کر اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے چند نمبر پریس کر دیئے۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''پاکیشیا میں علی عمرن کے فلیٹ کا نمبر ملا کر مجھے کال دو''۔ چوشان نے کہا۔

''یس باس''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چوشان نے رسیو رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو چوشان نے رسیور اٹھا

لیا۔

''گھنٹی جا رہی ہے باس''...... فون سیکرٹری کی ہلکی سی آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے عمران کی خوشگوار آواز سنائی دی۔

''چوشان بول رہا ہوں شوگران سے''...... چوشان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ابھی ہمارے ملک کے نام میں شوگران نہیں آتی اس کے باوجود ہمارے ملک کے عوام میں شوگر کے مریضوں کی تعدد زیادہ ہے۔ تمہارے ملک کا تو نام ہی شوگر سے شروع ہوتا ہے تمہارے ہاں کیا حال ہوگا''...... عمران نے کہا تو چوشان بے اختیار ہنس پڑا۔

''بطور مرض شوگر تو ہمارے ملک میں بھی ہے اور مریض بھی ہوں گے لیکن اتنے نہیں جتنا تم نے تاثر دیا ہے''...... چوشان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''پھر تو تمہارے ملک کا نام شوگران کی بجائے شوگر فری زون ہونا چاہئے''...... عمران نے کہا تو چوشان ایک بار پھر کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''اب سنجیدہ ہو جاؤ عمران۔ اچھی خبریں نہیں ہیں۔میں نے تمہیں پہلے اطلاع دی تھی کہ شوگران اور پاکیشیا کے مشترکہ مشن پر ہارڈ ایجنسی نے اپنے سپر ایجنٹ بارٹلے کو پاکیشیا بھیجا ہے لیکن تم نے

اب تک کوئی پھرتی نہیں دکھائی۔ بار ٹلے اور اس کے ساتھی پاکیشیا میں اپنے مشن پر کام کر رہے ہیں اگر وہ شوگران میں ہوتے تو میں اب تک انہیں پکڑ چکا ہوتا۔ ہاں ایک اور اہم اطلاع بھی ملی ہے کہ پاکیشیا کے سیکرٹری خارجہ سر سلطان کی رہائش گاہ پر بے ہوش کر دینے والی گیس سے اٹیک کیا گیا ہے۔ کیا یہ اطلاع درست ہے؟“..... جوشان نے کہا۔

”ہاں درست ہے میں ابھی سر سلطان سے مل کر آیا ہوں لیکن ابھی تک اس اٹیک کی وجہ تسمیہ سمجھ نہیں آئی“..... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب شوگران کی انڈر ورلڈ کے ایجنٹ نے خصوصی طور پر مجھ سے ملاقات کی ہے۔ اس نے جو کچھ بتایا ہے وہ میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ آپ اسے خود چیک کر لیں۔ اس نے بتایا کہ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر ایک انتہائی خفیہ لیبارٹری تعمیر کی گئی ہے۔ اس لیبارٹری میں داخل ہونے کے دو راستے ہیں۔ ایک پاکیشیا کی طرف سے دوسرا شوگران کی طرف سے اور پاکیشیا نے اپنی طرف کے راستے کے اپنے انداز میں حفاظتی انتظامات کیے ہیں جبکہ شوگران نے اپنی طرف اپنے انداز میں۔ لیبارٹری اوپن نہیں ہے۔ اسے پہاڑی علاقے میں اس انداز میں بنایا گیا ہے کہ اسے آسانی سے ٹریس بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس لیبارٹری میں خصوصی میزائل سپر ہاک پر کام ہو رہا ہے اور اس لیبارٹری کا کوڈ نام پارس

ہے۔ دوسرا سر سلطان کے ساتھ جو کچھ ہوا ہے اس پر غور کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ سر سلطان کو بے ہوش کر کے ان کے ذہن سے مطلب کی معلومات حاصل کی گئی ہیں اور یہ معلومات اس معاہدے کے بارے میں ہو سکتی ہیں۔ جس کے تحت پاکیشیا اور شوگران میں مشترکہ طور پر یہ لیبارٹری تعمیر کی گئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس معاہدے میں لیبارٹری کے محل وقوع کے سلسلے میں کوئی تفصیل موجود ہو اور یہ بھی کنفرم ہو چکا ہے کہ بار ٹلے اور اس کے ساتھی پاکیشیا پہنچ چکے ہیں گو نہیں مل کر مشترکہ طور پر کام کرنا چاہئے لیکن ہم یہاں اس لئے خاموش بیٹھے ہیں کہ یہ لوگ پاکیشیا کی طرف سے لیبارٹری میں داخل ہو کر فارمولا حاصل کر کے اسے تباہ کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں“..... جوشان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”یہ بات واقعی کنفرم ہے کہ بار ٹلے اور اس کے ساتھ تین افراد چارٹرڈ طیارے کے ذریعے پاکیشیا کے دارالحکومت پہنچے ہیں لیکن اس کے بعد وہ کہاں گئے یہ ابھی معلوم نہیں ہو سکا اور نہ ہی انہوں نے ابھی تک بظاہر کوئی حرکت کی ہے اگر سر سلطان کے ساتھ کارروائی بار ٹلے نے کی ہے تو ہم انہیں جلد ہی ٹریس کر لیں گے۔ تمہارا شکریہ کہ تم نے ہمیں اہم معلومات مہیا کی ہیں“..... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں گریٹ لینڈ میں

شوگران کے فارن ایجنٹ سے معلوم کراؤں شاید اسے معلوم ہو کہ ہارڈ ایجنسی کا پاکیشیا میں فارن ایجنٹ کون ہے۔ اس سے آپ کو بارٹلے اور اس کے ساتھیوں تک پہنچنے میں آسانی ہو جائے گی''۔ چوشان نے کہا۔

''کیا وہ اس بارے میں جانتا ہو گا''...... عمران نے کہا۔

''ہاں چیانگ طویل عرصے سے وہاں موجود ہے اور خاصا تیز آدمی ہے''...... چوشان نے کہا۔

''او کے پھر مجھے اطلاع دینا''...... عمران نے رضامندی ظاہر کرتے ہوئے کہا تو چوشان نے گڈبائی کہہ کر رسیور رکھ دیا اور پھر میز کی دراز کھول کر اس نے ایک ڈائری نکالی اور اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ کچھ دیر بعد اس نے اسے سامنے رکھا اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے فون کو ڈائریکٹ کرنے والا بٹن پریس کر دیا اور پھر سامنے موجود ڈائری کے صفحے سے دیکھ کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''چیانگ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''چوشان بول رہا ہوں''...... چوشان نے کہا۔

''یس باس۔ حکم باس''...... چیانگ کا لہجہ یکلخت مؤدبانہ ہو گیا۔

''گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی کا سپر ایجنٹ بارٹلے اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا اور شوگران کے مشترکہ پراجیکٹ کے خلاف کام کر

نے کے لئے پاکیشیا پہنچ چکا ہے۔ پاکیشیا میں علی عمران ان سے آسانی سے نمٹ لے گا لیکن وہ لوگ ٹریس نہیں ہو رہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ پاکیشیا میں ہارڈ ایجنسی کا فارن ایجنٹ کون ہے''۔ چوشان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''باس یہ تو معلوم نہیں ہے کہ وہاں کون فارن ایجنٹ ہے کیونکہ یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہی نہیں پڑی۔ البتہ ایک کلیو ہے اس سے حتمی معلومات مل سکتی ہیں''...... چیانگ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''بتاؤ کیا کلیو ہے''...... چوشان نے کہا۔

''پاکیشیا کے دارالحکومت میں ایک نیا ہوٹل تعمیر ہوا ہے اس کا نام ہوٹل بریز ہے اس کا جنرل منیجر فخر الدین نامی آدمی ہے۔ یہ فخر الدین یہاں گریٹ لینڈ میں بھی ہوٹل بریز کا جنرل منیجر رہا ہے۔ ہوٹل بریز دنیا کے تمام بڑے ممالک میں موجود ہیں اور کہا جاتا کہ ہوٹلوں کی یہ چین در پردہ ہارڈ ایجنسی کے چیف کی ملکیت ہے لیکن بظاہر کوئی کمپنی اس کی مالک ہے۔ ہارڈ ایجنسی کے چیف نے ہی فخر الدین کو خصوصی طور پر پاکیشیا کے ہوٹل بریز کا جنرل منیجر مقرر کر کے پاکیشیا بھیجا ورنہ وہ دس سالوں سے یہاں کام کر رہا تھا۔ ویسے وہ دیکھنے میں سیدھا سادا آدمی لگتا ہے لیکن خاصا ہوشیار اور تیز آدمی ہے۔ اس سے درست معلومات مل سکتی ہیں کیونکہ وہاں جو بھی ایجنٹ ہو گا وہ لامحالہ فخرالدین سے رابطے میں رہتا ہو گا''......

چیانگ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”نام تو تم پاکیشیائی بتا رہے ہو لیکن کہہ رہے ہو کہ وہ گریٹ لینڈ میں طویل عرصہ تک رہا ہے اور بڑے ہوٹل کا جنرل منیجر رہا ہے“...... چوشان نے کہا۔

”ہارڈ ایجنسی کا چیف اسے مسٹر پراوڈ کہتا ہے۔ جو کہ اس کے ایشیائی نام کا گریٹ لینڈ کی زبان میں ترجمہ ہے“...... چیانگ نے جواب دیا۔

”او کے تھینک یو“...... چوشان نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے رابطہ ختم کیا اور پھر ٹون آنے پر عمران کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے تاکہ اسے چیانگ سے ہونے والی گفتگو کے بارے میں بتا سکے۔

ہوٹل بریز کا جنرل منیجر فخر الدین اپنے آفس میں کرسی پر بیٹھا بے چینی سے پہلو بدل رہا تھا۔ وہ ابھی ابھی اس کوٹھی سے آیا تھا جو اس نے بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کو دی تھی۔ وہاں بارٹلے سے اس نے ڈاکٹر ظفر کی بات کی تھی جو سائنس دان تھا اور ایکریمیا میں سیٹل ہونے اور وہاں اپنی لیبارٹری بنانے کا خواہش مند تھا اور اس کے لئے وہ جوا کھیلنے سے بھی دریغ نہیں کرتا تھا لیکن اکثر ہار جاتا تھا۔ بارٹلے نے لیبارٹری کے بارے میں بات کی تو فخر الدین نے ڈاکٹر ظفر کی بات کر دی اور پھر ان میں یہ طے ہوا کہ پہلے فخر الدین ڈاکٹر ظفر سے بات کرے گا اور اگر وہ اس لیبارٹری کے بارے میں کچھ جانتا ہو تو پھر وہ بارٹلے کو کال کرے گا۔ پھر وہیں بارٹلے کے فون پر اس نے ڈاکٹر ظفر سے بات کی۔ وہ بقول اس کے آفس جا رہا تھا۔ اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ایک گھنٹے میں ہوٹل پہنچ جائے گا اور اب فخر الدین اس کے انتظار میں بیٹھا پہلو بدل رہا

تھا۔ پھر نجانے کتنی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو فخر الدین نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... فخر الدین نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''کاؤنٹر سے کیوٹی بول رہی ہوں۔ ڈاکٹر ظفر صاحب آپ سے ملنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''بھیجو انہیں فوراً''...... فخر الدین نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر آدمی جس نے سوٹ پہن رکھا تھا اندر داخل ہوا۔

''آیئے جناب ڈاکٹر ظفر صاحب میں آپ کا ہی انتظار کر رہا تھا۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ آپ کے ایکریمیا والے خواب کی تعبیر اب نہ صرف ممکن ہوگئی ہے بلکہ قریب بھی ہے''...... فخر الدین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آپ مجھے بتائیں تو سہی کہ ہوا کیا ہے''...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

''ایک منٹ۔ پہلے ایک ایک گلاس پرانی شراب کا ہو جائے''...... فخر الدین نے کہا اور پھر آگے بڑھ کر اس نے ریک میں موجود ایک شراب کی بوتل اور دو گلاس اٹھا میز پر رکھے اور پھر بوتل کا ڈھکن کھول کر اس نے دونوں گلاسوں میں شراب ڈالی اور پھر ایک گلاس اٹھا کر ڈاکٹر ظفر کے سامنے رکھ دیا۔

''شکریہ''...... ڈاکٹر ظفر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور گلاس اٹھا کر شراب کا گھونٹ لیا۔

''گڈ واقعی بہترین پرانی شراب ہے''...... ڈاکٹر ظفر نے چٹخارہ لیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب آپ سائنسدان ہیں یا کسی آفس میں ملازم ہیں''...... فخر الدین نے کہا۔

''ملازم سے کیا مطلب ہے آپ کا۔ میں سائنس دان ہوں''...... ڈاکٹر ظفر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ نے کہا تھا نا کہ میں آفس جا رہا ہوں''...... فخر الدین نے کہا تو ڈاکٹر ظفر بے اختیار ہنس پڑا۔

''تو اس لئے آپ کو غلط فہمی ہوئی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں پاکیشیا میں ایک مین لیبارٹری میں کام کرتا ہوں۔ اس لیبارٹری کے انچارج سر داور پورے پاکیشیا کے سائنس دانوں کے انتظامی انچارج ہیں ان کا باقاعدہ آفس بنا ہوا ہے جس میں وہ کام کرتے ہیں اور لیبارٹری میں بھی کام ہوتا رہتا ہے۔ اس لئے ہم اسے لیبارٹری کی بجائے آفس کہتے ہیں''...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب۔ اب آتے ہیں اصل بات پر۔ میرے پاس ایک پارٹی ہے جو آپ کو پچاس لاکھ ڈالر نقد اور ایکریمیا میں سیٹل کرانے کے تمام انتظامات کرنے کے لئے تیار ہے''...... فخر الدین

نے کہا۔

''مجھے جواب میں کیا کرنا پڑے گا''...... ڈاکٹر ظفر نے تجسس بھرے لہجے میں کہا۔

''صرف چند معلومات مہیا کرنی ہوں گی''...... فخر الدین نے کہا۔

''معلومات۔ کیا مطلب۔ کیسی معلومات''...... ڈاکٹر ظفر نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر ایک لیبارٹری انتہائی خفیہ طور پر تعمیر کی گئی ہے۔ اس کا کوڈ نام پارس ہے۔ آپ لازماً اس بارے میں سب کچھ جانتے ہوں گے''...... فخر الدین نے کہا۔

''ہاں۔ گزشتہ ہفتے سر داور نے مجھے وہاں بھجوایا تھا۔ وہاں شوگران اور پاکیشیا کے سائنسدان مل کر کام کر رہے ہیں اور سائنسی پوائنٹ پر کام رک گیا تو سرداور نے مجھے وہاں بھجوایا تھا۔ میں نے جاتے ہی وہ سائنسی الجھن دور کر دی''...... ڈاکٹر ظفر نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

''تو آپ وہاں ہو کر بھی آئے ہیں۔ ویری گڈ۔ پھر تو آپ تفصیل سے سب کچھ بتا سکتے ہیں''...... فخر الدین نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''کس قسم کی معلومات آپ چاہتے ہیں اور مجھے رقم کب ملے گی اور ایکریمیا میں سیٹل کرانے کا وعدہ کیسے پورا ہوگا۔ مجھے تفصیل

بتائیں''...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

''میں اس پارٹی کو کال کر لیتا ہوں۔ وہ آپ کو پیمنٹ کر دیں گے اور ایکریمیا میں سیٹل کرانے کی گارنٹی بھی اور معلومات بھی آپ انہیں بتا دیں گے''...... فخر الدین نے کہا۔

''وہ کون ہیں''...... ڈاکٹر ظفر نے پوچھا۔

''وہ گریٹ لینڈ کے باشندے ہیں۔ وہ شوگران اور پاکیشیا کے مشترکہ پراجیکٹ کے بارے میں کتاب لکھ رہے ہیں۔ ان کا نام بارٹلے ہے''...... فخر الدین نے کہا۔

''کیا کوئی ریسرچ کرنے والا اتنی بھاری رقم ادا کر سکتا ہے۔ کیا کہہ رہے ہو تم''...... ڈاکٹر ظفر نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

''یہ کتاب اقوام متحدہ کے ایک بڑے سائنسی ادارے کی طرف سے لکھوائی جا رہی ہے اور یہ رقم ان کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتی''...... فخر الدین نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے بلا لو''...... ڈاکٹر ظفر نے کہا تو فخر الدین نے فون کا رسیور اٹھایا اور پہلے ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کیا اور پھر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا کیونکہ دوسری طرف گھنٹی بجنے کی آواز واضح طور پر سنائی دینے لگی تھی۔

''یس''...... چند لمحوں بعد رابطہ ہونے پر ایک مردانہ آواز سنائی

دی۔

"فخر الدین بول رہا ہوں جناب اپنے ہوٹل آفس سے۔ ڈاکٹر ظفر صاحب میرے سامنے بیٹھے ہیں۔ یہ خود بھی اس لیبارٹری جسے پارس کہا جاتا ہے میں ہو آئے ہیں اور معلومات مہیا کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ آپ انہیں انعامی رقم پہلے دے دیں اور یہ گارنٹی بھی دیں کہ آپ انہیں ایکریمیا سیٹل کرائیں گے"...... فخر الدین نے کہا۔

"گارنٹی تو آپ انہیں دے دیں کیونکہ یہاں آپ کے علاوہ اور کوئی ہمیں نہیں جانتا البتہ انعامی رقم کا گارنٹڈ چیک انہیں دے دیا جائے گا"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور فخر الدین نے ڈاکٹر ظفر کا سر اثبات میں ہلتے دیکھ کر او کے کہہ دیا۔

"ٹھیک ہے آپ آ جائیں میں کاؤنٹر پر کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو فوراً میرے آفس میں بھیج دیں گے"...... فخر الدین نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر کاؤنٹر پر فون کر کے اس نے مسٹر بارٹلے کی آمد اور انہیں آفس بھجوانے کی ہدایت کر کے رسیور رکھ دیا۔

"آپ واقعی انتہائی خوش قسمت ہیں ڈاکٹر ظفر"...... فخر الدین نے رسیور رکھ کر مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہ کیسے مسٹر فخر"...... ڈاکٹر ظفر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"چند معمولی معلومات کے لئے اتنی بڑی رقم مل رہی ہے جو آپ کی زندگی بدل کر رکھ دے گی"...... فخر الدین نے کہا۔

"کوئی گھپلا تو نہیں ہو گا"...... ڈاکٹر ظفر نے چونک کر کہا۔

"ارے نہیں۔ گارنٹڈ چیک سو فیصد کیش ہوتا ہے اور آپ ہمارے آدمی ہیں اور ہمارے ساتھ کون گھپلا کر سکتا ہے۔ میں نے تو آپ کی بھلائی دیکھی ہے"...... فخر الدین نے کہا تو ڈاکٹر ظفر نے اس کا شکریہ ادا کیا پھر تھوڑی دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ورزشی جسم کا گریٹ لینڈ نژاد آدمی اندر داخل ہوا تو فخر الدین نے اٹھ کر اس کا استقبال کیا۔ یہ بارٹلے تھا۔ اس کا فخر الدین نے باقاعدہ ڈاکٹر ظفر کے ساتھ تعارف کرایا۔ اس میں اس نے خصوصی طور پر بارٹلے کو اقوام متحدہ کے ایک ادارے کی طرف سے کتاب لکھنے کا اشارہ کر دیا تاکہ بارٹلے ضرورت پڑنے پر اس کو کنفرم کر دے۔

"ڈاکٹر صاحب۔ آپ پاکیشیا کے بڑے سائنس دان ہیں اور ہم سائنسدانوں کی دل سے عزت کرتے ہیں۔ رقم ہمارے لئے کوئی حیثیت نہیں رکھتی ہمیں تو خوشی اس بات کی ہے کہ آپ ہم سے تعاون کر رہے ہیں ہم آپ کے تعاون کے خصوصی شکر گزار ہیں"...... بارٹلے نے بڑے فدویانہ لہجے میں کہا۔

"آپ کی مہربانی ہے جناب۔ آپ مجھے چیک دیں پھر جو پوچھیں میں درست طور پر بتاؤں گا یہ میرا وعدہ رہا"...... ڈاکٹر ظفر

نے مسرت بھرے لہجے میں کہا تو بار ٹلے نے کوٹ کی اندرونی جیب
سے ایک تہہ شدہ چیک نکال کر اسے کھولا اور سامنے رکھ کر اندرونی
جیب سے بال پوائنٹ نکال کر اس نے ڈاکٹر ظفر سے اس کا پورا
نام پوچھا جو ڈاکٹر ظفر نے بتا دیا پھر بار ٹلے نے پچاس لاکھ ڈالر کی
رقم لکھ کر نیچے دو جگہوں پر دستخط کئے اور چیک اٹھا کر ڈاکٹر ظفر کی
طرف بڑھا دیا۔

''شکریہ''...... ڈاکٹر ظفر نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور غور
سے چیک کو دیکھنے لگا پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات
ابھر آئے اور اس نے چیک تہہ کر کے اپنے کوٹ کی جیب میں ڈال
لیا۔

''ہاں اب پوچھیں میں تیار ہوں''...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

''اس لیبارٹری کا کوڈ نام کیا ہے جو پاکیشیا اور شوگران کی
مشترکہ سرحد پر ہے''...... بار ٹلے نے کہا۔

''اسے پارس کہا جاتا ہے''...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیا۔

''یہ کوڈ نام کیوں رکھا گیا ہے۔ کیا پارس وہاں کے کسی گاؤں یا
پہاڑی کا نام ہے''...... بار ٹلے نے کہا۔

''ایسا سرداور نے کیا ہے۔ انہوں نے تمام لیبارٹریوں کے کوڈ
نام رکھے ہیں تاکہ دشمن انہیں شناخت نہ کر سکیں۔ ویسے پارس
یہاں ایک پتھر کو کہتے ہیں جو اگر لوہے کو چھو کیا جائے تو وہ لوہا
سونے میں تبدیل ہو جاتا ہے۔ مطلب ہے پاکیشیا کے لئے انتہائی

اہم لیبارٹری''...... ڈاکٹر ظفر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے
کہا۔

''آپ نے مسٹر پراوڈ کو بتایا ہے کہ آپ خود وہاں گئے
تھے''...... بار ٹلے نے کہا۔

''مسٹر پراوڈ کون ہیں''...... ڈاکٹر ظفر نے حیرت بھرے لہجے
میں کہا۔

''یہ مجھے مسٹر پراوڈ کہتے ہیں۔ فخر کا گریٹ لینڈ کی زبان میں
ترجمہ کر لیتے ہیں''...... فخر الدین نے مسکرا کر کہا۔

''اوہ اچھا۔ میں سمجھ گیا''...... ڈاکٹر ظفر نے بھی مسکراتے ہوئے
کہا۔

''آپ پلیز بتائیں میرے پاس وقت بے حد کم ہے''۔ بار ٹلے
نے کہا۔

''جی ہاں۔ ایک ہفتہ پہلے میں نے وہاں کا پہلی بار راؤنڈ لگایا
ہے۔ وہاں سپر ہاک پر کام ہو رہا ہے۔ پاکیشیا اور شوگران دونوں
ممالک کے سائنس دان وہاں کام کر رہے ہیں۔ ایک سائنسی
پوائنٹ پر کام رک گیا تو انہوں نے وہاں سے سرداور سے مدد
مانگی۔ سرداور نے اس پوائنٹ کو مجھ سے ڈسکس کیا اور اس کا حل
تلاش کر کے میں وہاں گیا تھا''...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیتے
ہوئے کہا۔

''آپ کس راستے سے گئے تھے اور کس علاقے سے گزرے

تھے تفصیل بتائیں“...... بارٹلے نے کہا۔

”مجھے ایک ہیلی کاپٹر سے پاکیشیائی دارالحکومت سے پہاڑی علاقے گرشان لے جایا گیا۔ وہاں ایک جیپ اور ڈرائیور موجود تھا۔ وہ مجھے لے کر پہاڑی علاقے میں ایسے راستوں سے گیا جہاں سڑک ہی موجود نہ تھی صرف ٹیڑھی سی پگڈنڈیاں سی تھیں لیکن اس ڈرائیور نے بہت ماہرانہ انداز میں جیپ چلائی۔ اس کا نام نادر تھا۔ وہ مجھے لاسٹ سٹاپ تک لے گیا۔ یہ پہاڑیوں کے درمیان کافی بڑی مسطح جگہ تھی۔ وہاں ایک آدمی پہلے سے میرا انتظار کر رہا تھا۔ وہاں سے نادر جیپ لے کر واپس چلا گیا اور وہ آدمی جو پارس سے آیا تھا مجھے ساتھ لے کر مختلف پہاڑی راستوں اور کریکز میں سے نکالتا ہوا لیبارٹری تک لے آیا پھر اسی طرح واپسی ہوئی“...... ڈاکٹر ظفر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ بتائیں ہم آپ کی باتوں سے کیا سمجھ سکتے ہیں۔ آپ کو کچھ بھی نہیں معلوم۔ نہ راستہ نہ علاقے کا نام نہ وہ پہاڑیاں۔ کچھ بھی آپ نے نہیں بتایا“۔ بارٹلے نے زچ ہونے کے انداز میں کہا

”راستہ تو نادر سے بھی پوچھا جا سکتا ہے۔ اسے تھوڑی سی رقم دے دی جائے تو وہ لاسٹ سٹاپ تک آپ کو لے جائے گا“۔ ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

”نادر کہاں مل سکے گا“...... بارٹلے نے کہا۔

”وہ پہاڑی علاقے کے قریب ہی ایک ٹاؤن میں رہتا ہے۔

اس ٹاؤن کا نام پراش ٹاؤن ہے۔ چھوٹا سا ٹاؤن ہے۔ وہاں اسے تلاش کیا جا سکتا ہے“...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس کا کوئی فون نمبر“...... بارٹلے نے کہا۔

”اوہ نہیں۔ مجھے یہ معلوم کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی۔ وہ تو محض ایک ڈرائیور ہے اور میں سائنس دان ہوں۔ چند باتیں اس سے میں نے اس لئے کر لیں کیونکہ مجھے خاموشی کاٹ کھانے کو آ رہی تھی“...... ڈاکٹر ظفر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”چلیں۔ لاسٹ سٹاپ تک ہم پہنچ گئے۔ آگے کیسے جائیں گے“...... بارٹلے نے کہا۔

”میں راستے کی تفصیل تو نہیں بتا سکتا البتہ ایک سائنس دان ہونے کے ناطے میرے ذہن میں ایک کلیو موجود ہے۔ میں نے اس راستے سے گزرتے ہوئے ایک بات نوٹ کی ہے کہ جس جس راستے اور کریک سے ہم گزرے وہاں قدموں تلے سرخ رنگ کے پتھروں کی ایک پٹی سی چلی جاتی تھی چنانچہ اس سرخ پٹی کو آسانی سے مارک کیا جا سکتا ہے اور پھر اس پٹی پر چلتے ہوئے ہم آسانی سے لیبارٹری تک پہنچ سکتے ہیں“...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اچھا۔ اب آپ لیبارٹری کے بارے میں تفصیل بتائیں۔ وہاں کتنے سائنس دان ہیں۔ کتنے پاکیشیائی ہیں کتنے شوگرانی اور وہاں کس کس قسم کے حفاظتی انتظامات ہیں“...... بارٹلے نے کہا تو

ڈاکٹر ظفر نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔

''یہ تو آپ نے لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کے بارے میں بتایا ہے۔ لیبارٹری تک پہنچنے میں میرا مطلب ہے کیا راستے میں کوئی حفاظتی انتظامات نہیں ہیں''...... بارٹلے نے کہا۔

''مجھے نادر نے بتایا تھا کہ اندر سے اس پورے علاقے کو مسلسل چیک کیا جاتا ہے اور اگر کوئی غلط آدمی ادھر نظر آ جائے تو اس پر شعاعی وار کر کے اس کا خاتمہ کر دیا جاتا ہے۔ اس سے زیادہ تفصیل کا مجھے علم نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ نادر کو اس کی تفصیل کا علم ہو۔ وہ گزشتہ پانچ سالوں سے وہاں آ جا رہا ہے''...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اور کوئی بات جو آپ کے خیال میں کتاب میں درج ہونی ضروری ہے''...... بارٹلے نے کہا تو سامنے بیٹھا ہوا فخر الدین بے اختیار مسکرا دیا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں جو کچھ مجھے معلوم تھا میں نے بتا دیا ہے''...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیا۔

''اوکے۔ آپ کی مہربانی اور مسٹر پراوڈ اب اگر ہم نے فوراً نادر سے ملنا ہو تو کیسے ملاقات ہوسکتی ہے۔ کیا ہیلی کاپٹر سروس کا انتظام ہوسکتا ہے۔ ڈاکٹر ظفر بھی ہمارے ساتھ جائیں گے تاکہ نادر ہم سے تعاون کرنے پر تیار ہو جائے''...... بارٹلے نے فخر الدین سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس سر۔ سروس موجود ہے۔ کتنے آدمیوں کے لئے ہیلی کاپٹر چاہئے اور کتنے عرصے کے لئے''...... فخر الدین نے کہا۔

''ڈاکٹر صاحب اور تین ہم۔ اگر تم ساتھ چلو تو تمہاری مہربانی''...... بارٹلے نے کہا۔

''میں تو ان دنوں بے حد مصروف ہوں۔ ڈاکٹر ظفر آپ کے ساتھ ہوں گے''...... فخر الدین نے کہا اور فون کا رسیور اٹھا کر ایک بٹن دبا کر اس نے فون کو ڈائریکٹ کیا کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ سیکرٹری کو یہ معلوم ہو کہ اس نے غیر ملکیوں کے لئے ہیلی کاپٹر سروس ارینج کی ہے۔ اسے معلوم تھا کہ بارٹلے اور اس کے ساتھیوں نے مشن مکمل کر کے واپس چلا جانا ہے جبکہ اس نے یہیں رہنا ہے اس لئے وہ کسی کی نظروں میں نہ آنا چاہتا تھا۔ پھر اس نے انکوائری سے ہیلی کاپٹر سروس کا نمبر لے کر انہیں فون کیا اور چار افراد کو پراش ٹاؤن لے جانے کے لئے سروس بک کرا لی۔

''ہمیں کہاں پہنچانا ہو گا''...... بارٹلے نے اٹھتے ہوئے کہا تو فخر الدین نے سروس کا مقام بتا دیا۔

''ہم واپس اپنی رہائش گاہ پر جائیں گے۔ وہاں سے اپنے ساتھیوں کو لے کر ائیر کلب پہنچ جائیں گے۔ آپ کو تکلیف تو ہو گی لیکن آپ کو اس تکلیف کے لئے علیحدہ انتہائی معقول معاوضہ دیا جائے گا''...... بارٹلے نے کہا تو ڈاکٹر ظفر کا ستا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بزبان خود بول رہا ہوں"...... عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر رسیور کو کان سے لگا کر بولتے ہوئے کہا۔

"صفدر بول رہا ہوں عمران صاحب"...... دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"یس کیا ہوا ٹریننگ کا"...... عمران نے اس بار بھی میکانکی انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ہم نے بارٹلے اور اس کے تین ساتھیوں کی رہائش گاہ کا سراغ تو لگا لیا ہے لیکن وہ رہائش گاہ میں موجود نہیں ہیں۔ آپ سے تفصیل سے بات کرنا ضروری ہے۔ آپ اجازت دیں تو میں

اور کیپٹن شکیل فلیٹ پر آ جائیں"...... صفدر نے کہا۔

"آ جاؤ۔ ویسے تمہارے فون کی بجائے بار بار فلیٹ کے چکر لگانے سے مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ ہمارے ملک میں فون کالز کتنی مہنگی ہو گئی ہیں اور اب مجھے اندازہ ہو گیا ہے کہ سلیمان کیوں مجھے بار بار کہتا ہے کہ فون کا استعمال کم سے کم کروں۔ بہرحال آ جاؤ"...... عمران نے اپنی عادت کے مطابق مسلسل بولتے ہوئے کہا اور پھر رسیور رکھ کر اس نے ایک بار پھر کتاب پر نظریں جما دیں۔

کچھ دیر بعد کال بیل کی آواز سنائی دی۔

"سلیمان جاؤ صفدر اور کیپٹن شکیل آئے ہوں گے"...... عمران نے اونچی آواز میں کہا۔

"جا رہا ہوں"...... سلیمان کی آواز سنائی دی اور پھر کچھ دیر بعد دروازہ کھلنے اور صفدر کی آواز سنائی دی وہ سلیمان کو سلام کر رہا تھا۔ چند لمحوں بعد صفدر اور کیپٹن شکیل سٹنگ روم میں داخل ہوئے اور پھر رسمی سلام دعا کے بعد عمران کے سامنے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

عمران نے کتاب بند کر کے میز پر رکھ دی تھی۔

"ہاں اب بتاؤ کوئی خاص بات ہے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہم نے وہ کوٹھی تلاش کر لی ہے جہاں بارٹلے اور اس کے ساتھی رہائش پذیر ہیں لیکن اس وقت وہ وہاں موجود نہیں ہیں"...... صفدر نے کہا۔

"کیسے تلاش کیا کوٹھی کو"...... عمران نے کہا۔

''ہم نے تمام بڑے پراپرٹی ڈیلرز سے رابطے کیے لیکن کہیں سے بھی کوئی ایسا کلیو نہ ملا کہ غیر ملکی خصوصاً ایکریمینز کے کسی گروپ نے رہائش گاہ اور کاریں بک کرائی ہوں۔ البتہ ایک پراپرٹی ڈیلر نے جو کیپٹن شکیل کا دوست نکل آیا تھا کہا کہ ہوٹل بریز کے جنرل مینجر فخر الدین نے مختلف کالونیوں میں کئی کوٹھیاں خرید رکھی ہیں وہاں کاریں بھی ہر وقت موجود رہتی ہیں لیکن یہ کوٹھیاں خالی پڑی رہتی ہیں۔ آج سے پہلے ان سے ایک بھی رہائش گاہ میں کوئی آدمی سوائے وہاں کے ملازم کے نظر نہیں آیا۔ البتہ اب اس نے ایک کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ میں جو فخر الدین کی ملکیت ہے چار ایکریمینز دیکھے ہیں کیونکہ اس ڈیلر کی رہائش بھی اسی کالونی میں ہے۔ ہم نے جب اسے بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کی وہ تصویریں دکھائیں جو ہم نے ائیر پورٹ سے حاصل کی تھیں تو وہ فوراً پہچان گیا۔ پھر ہم نے خود جا کر چیک کیا تو وہاں ایک عورت اور دو مردوں کی موجودگی کا پتہ چلا البتہ چوتھا آدمی موجود نہ تھا۔ ہم نے اس چیکنگ کے لئے ایس ایس بی ریز استعمال کی تھیں۔ پھر ہم نے وہاں سپر ڈکٹا فون اندر فائر کر دیا اور ان تینوں کی تھوڑی سی گفتگو ہم نے اس سپر ڈکٹا فون کے ذریعے سن لی۔ انہوں نے بارٹلے کا نام لیا تھا اور یہ بارٹلے ہی مسنگ تھا''...... صفدر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''ویری گڈ۔ تم اب سپر ٹریسر بن گئے ہو۔ اس انداز میں کسی کو

ٹریس کرنا تو تقریباً ناممکن ہے۔ گڈ ویری گڈ''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں کے چہرے کھل اٹھے۔

''اب کیا حکم ہے۔ ان کا کیا کرنا ہے''...... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''کرنا کیا ہے۔ انہیں بے ہوش کر کے رانا ہاؤس پہنچانا ہے اور پھر سب کچھ سامنے آ جائے گا۔ یہ چاروں گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹ ہیں اور انہوں نے ہی سر سلطان کی رہائش گاہ پر حملہ کیا تھا''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''یہ تو باقاعدہ مشن کا سلسلہ ہو گیا۔ آپ نے چیف کو آگاہ کیا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''اوہ ہاں مجھے تو خیال ہی نہیں رہا میں بات کرتا ہوں''...... عمران نے چونک کر کہا اور پھر فون کا رسیور اٹھا کر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی مخصوص آواز سنائی دی۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از فلیٹ خود بول رہا ہوں۔ میرے ساتھ جناب صفدر یار جنگ بہادر اور سدا بہار جناب کیپٹن شکیل صاحب بھی موجود ہیں۔ آپ نے تو مجھے چیک نہ دینے کی جیسے قسم اٹھا رکھی ہے کیونکہ کوئی مشن ہی آپ ہمیں نہیں سونپ رہے جبکہ سلیمان ڈنڈا لے کر ہر وقت میرے سر پر سوار رہتا

ہے۔ ہیلو ہیلو۔ ارے ارے''...... عمران نے نان سٹاپ بولتے بولتے یکلخت ہڑبڑاتے ہوئے لہجے میں کہا کیونکہ دوسری طرف سے رابطہ ختم کر دیا گیا تھا۔

''کمال ہے۔ اب شکوہ سننا بھی پسند نہیں ہے۔ کم از کم سن تو لینا چاہئے''...... عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب پلیز چیف اگر آپ کا لحاظ کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ اس سے بھی مذاق شروع کر دیں''...... صفدر نے کہا۔

''میں تو اپنا رونا رو رہا تھا مذاق تو اس نے کیا ہے کہ داستان غربت سننے کی بجائے رابطہ ہی ختم کر دیا''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا لیکن ساتھ ہی وہ ایک بار پھر نمبر پریس کرنے لگ گیا تھا۔

''ایکسٹو''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے چیف کی آواز سنائی دی۔

''ایکس کہتے ہیں سابق کو جیسے ایکس جنرل، ایکس بیکار اور ٹو کہتے ہیں دو کو۔ اس طرح ایکسٹو کا مطلب ہوا کہ دو دفعہ کا سابق''...... عمران نے ایک بار پھر اپنے مخصوص لہجے میں بولنا شروع کر دیا تو صفدر کے چہرے پر تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔ اسے خطرہ تھا کہ اب عمران چیف کے غصے کا شکار ہو گا۔

''تو تم چاہتے ہو کہ تمہیں زندہ دفن کر دیا جائے کیوں''۔ دوسری

طرف سے غراتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''یہ دفن کیا کفن کا متبادل ہے کہ زندہ کو دفن اور مردے کو کفن۔ واہ کیا زمانہ آ گیا ہے نئے نئے کاروبار سامنے آ رہے ہیں''۔ عمران ابھی تک اپنے مخصوص موڈ میں تھا۔

''اٹ از مائی لاسٹ وارننگ۔ اس بار اگر تم نے بکواس کی تو میں صفدر کو حکم دے دوں گا کہ وہ تمہیں گولی مار دے''...... دوسری طرف سے پہلے سے بھی زیادہ غراتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

''صفدر کو آپ میرے قتل کے جرم میں پھانسی چڑھانا چاہتے ہیں جبکہ صفدر میرا دوست ہے اس لئے صفدر کی جان بچانے کے لئے مجبوراً مجھے سنجیدہ ہونا پڑے گا تو سنیئے جناب چیف صاحب۔ گریٹ لینڈ کی سرکاری ہارڈ ایجنسی نے پاکیشیا کے خلاف ایک خوفناک مشن تیار کیا ہے۔ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر کوئی خفیہ لیبارٹری تعمیر کی گئی ہے۔ وہ اس لیبارٹری کو ٹریس کر کے تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ اس کی اطلاع مجھے شوگران کے چیف ایجنٹ کرنل چوشان نے دی۔ پھر صفدر اور کیپٹن شکیل نے میرے کہنے پر کام شروع کر دیا اور انہوں نے ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹوں کو ٹریس کر لیا۔ وہ یہاں دارالحکومت میں پہنچ چکے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سر سلطان کی رہائش گاہ پر حملہ ہوا اور وہاں سر سلطان سمیت سب کو بے ہوش کر دیا گیا۔ پھر سر سلطان کو ہوش آیا تو نہوں نے چیک کیا کہ رہائش گاہ جہاں یہ واقعہ ہوا تھا کوئی نقصان تو نہ ہوا تھا۔ میں

نے ٹائیگر کو حملہ آوروں کو ٹریس کرنے کا کہہ دیا لیکن صفدر اور کیپٹن شکیل نے اس وقت تک مزید کام کرنے سے انکار کر دیا جب تک بقول ان کے چیف اجازت نہیں دیتا۔ جبکہ بیچارہ علی عمران چھوٹا سا چیک حاصل کرنے کا خواہش مند ہے“...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں تفصیل بتاتے ہوئے کہا لیکن آخر میں وہ ایک بار پھر اپنی عادت کے مطابق پٹڑی سے اتر گیا تھا۔

”گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹ بارٹلے کی بات کر رہے ہو تم۔ اسے ہوٹل میں دیکھا گیا ہے۔ وہ وہاں جنرل مینیجر فخر الدین کے آفس میں کافی دیر رہا ہے اور ان کے ساتھ پاکیشیا کا ایک سائنس دان ڈاکٹر ظفر بھی وہاں موجود رہا ہے۔ پھر بارٹلے اور اس کے تینوں ساتھی پامیلا، ایڈن اور ٹونی ڈاکٹر ظفر کو ساتھ لے کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہاڑی علاقے کے آغاز میں کسی ٹاؤن گئے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ اس معاملے کی انکوائری ملٹری انٹیلی جنس سے کرائی جائے کیونکہ وہ ان علاقوں کو زیادہ اچھی طرح جانتے ہیں لیکن اگر تم اس کیس پر کام شروع کر چکے ہو تو پھر تم ٹیم سمیت کام کرو اور پھر مجھے رپورٹ دو“...... دوسری طرف سے ایکسٹو نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران کے چہرے پر حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ بلیک زیرو کو اس بارے میں معلومات کیسے مل گئی ہیں جبکہ یہ معلومات ان کے پاس بھی نہ تھیں۔

”حیرت ہے چیف۔ آپ اس طرح بات کر رہے ہیں جیسے

آپ کے پاس آئینہ جمشید ہو۔ ایسا آئینہ جس میں آنے والے حالات اور واقعات کو پیشگی دیکھا جا سکتا ہو“...... عمران نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مجھے بے شمار ذرائع سے انفارمیشن ملتی رہتی ہیں۔ تم اس بات کو چھوڑو اور کیس کو ڈیل کرو“...... چیف نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”ارے ارے میرا چیک......“ عمران نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔

”عمران صاحب۔ ابھی مشن ختم نہیں ہوا اور آپ نے چیک کا شور مچا دیا ہے“...... صفدر نے چائے کا گھونٹ لیتے ہوئے کہا کیونکہ سلیمان اس دوران خاموشی سے چائے اور بسکٹ سرو کر کے اسی خاموشی سے واپس چلا گیا تھا۔

”ارے اگر پیشگی کچھ مل جائے تو کم از کم سلیمان کی خاموشی تو ٹوٹ جائے گی“...... عمران نے چائے کا سپ لیتے ہوئے کہا۔

”جب وہ بولتا ہے تو آپ ناراض ہو جاتے ہیں اور جب وہ خاموش ہو جاتا ہے تو آپ پریشان ہو جاتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”صفدر ہمیں مشن کے بارے میں بات کرنی چاہئے“۔ خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”چیف نے آدھا کیس تو خود ہی حل کر دیا ہے۔ جہاں تک

میں سمجھتا ہوں اس ہارڈ ایجنسی کا ٹارگٹ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر موجود خفیہ لیبارٹری ہے۔ اسے ٹریس کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے۔ کوئی ڈاکٹر ظفر اور ہوٹل بریز کا جنرل منیجر فخر الدین بھی ان کے ساتھی ہیں۔ ابھی چیف نے بتایا ہے کہ بارٹلے ہوٹل بریز میں آ کر ڈاکٹر ظفر اور فخر الدین سے ملا ہے۔ اس لئے کوٹھی میں تین افراد موجود تھے۔ اب وہ ہیلی کاپٹر سروس کے ذریعے اس پہاڑی علاقے میں گئے ہیں۔ ہمیں ان کو تلاش کرنا ہے اور پھر ان کا خاتمہ کرنا ہے''...... صفدر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

''ہمیں اس فخر الدین سے پوچھ گچھ کرنی چاہئے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''اس کی فوری ضرورت نہیں ہمیں ان کا تعاقب کرنا ہے۔ ورنہ ہم یہاں پوچھ گچھ کرتے رہ جائیں گے اور وہ مشن مکمل کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''تو پھر ہمیں بھی ہیلی کاپٹر سروس ہائر کرنی پڑے گی''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں چلو اٹھو ہیلی کاپٹر سروس سے بات کر کے وہاں پہنچیں''...... عمران نے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں اٹھ کھڑے ہوئے اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''لیس علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا

ہوں''...... عمران نے کہا۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں باس''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے واپس کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل بھی واپس کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

''باس میں نے سراغ لگا لیا ہے۔ یہ چار افراد تھے ایک عورت اور تین مرد۔ چاروں گریٹ لینڈ نژاد تھے۔ یہ رات کے اڑھائی بجے کالونی کی عقبی طرف کے عارضی کھلنے والے راستے سے اندر گئے اور سر سلطان کی کوٹھی کی عقبی دیوار سے اندر کود گئے۔ جس آدمی نے مجھے بتایا ہے وہ وہاں سے کچھ فاصلے پر ایک چھوٹے سے کمرے میں رہتا ہے۔ وہ چوکیدار ہے لیکن ان دنوں بیمار تھا اس لئے اس نے چھٹی لے رکھی تھی۔ اس نے مجھے بتایا کہ یہ واپس بھی اسی راستے سے گئے ہیں۔ اس نے ان کے منہ سے دو لفظ سنے ہیں۔ پارس اور لیبارٹری''...... ٹائیگر نے دوسری طرف سے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اوہ مجھے کنفرم کرانا پڑے گا کیونکہ مجھے بھی رپورٹ ملی ہے کہ گریٹ لینڈ نژاد چار افراد کا ایک گروپ سائنسدان ڈاکٹر ظفر سے ملا ہے اور پھر ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہاڑی علاقے کی طرف گیا ہے۔ بہرحال تم ہیلی کاپٹر سروس آفس میں جاؤ اور معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ اس گروپ نے ہیلی کاپٹر سروس حاصل کی ہے تو کہاں تک

کے لئے۔ کیا ان کے ساتھ اور بھی کوئی موجود تھا یا یہ چاروں ہی
تھے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن آپ پارس اور لیبارٹری کے الفاظ کے بارے
میں کیا کنفرم کرائیں گے۔ میں سمجھا نہیں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''تمہارا سمجھنا ضروری نہیں ہے لیکن پھر بھی بتا دیتا ہوں کہ
شوگران کی سنٹرل ایجنسی کے چیف کرنل چوشان نے مجھے فون کر
کے بتایا کہ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر ایک انتہائی خفیہ
لیبارٹری جس کا کوڈ نام پارس ہے کے خلاف گریٹ لینڈ کی ہارٹ
ایجنسی کے ایجنٹ بارٹلے اور اس کے ساتھی کام کر رہے ہیں۔ میں
نے سر سلطان سے بات کی تو انہوں نے بتایا کہ یہ لفظ اس
معاہدے میں بھی موجود ہے جو انہوں نے شوگران سے کیا ہے اور
بارٹلے اور اس کے ساتھیوں نے بھی یہی بات سر سلطان کے لاشعور
سے معلوم کر لی ہو گی لیکن سر سلطان چونکہ وہاں کبھی نہیں گئے اس
لئے انہیں مزید معلومات نہیں ملی ہوں گیں اور یقیناً یہ معلومات
حاصل کرنے کے لئے انہوں نے سائنسدان ڈاکٹر ظفر سے رابطہ کیا
ہو گا''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''اب میرے لئے کیا حکم ہے باس۔ کیا میں صرف ہیلی کاپٹر
سروس سے معلومات حاصل کروں یا ان کے پیچھے بھی جاؤں''۔
ٹائیگر نے کہا۔

''میں، صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں ہیلی کاپٹر سروس پر پہنچ رہے

ہیں تم اس علاقے کے لئے ہیلی کاپٹر بک کراؤ اور جہاں وہ گروپ
گیا ہے وہاں جا کر انہیں تلاش کریں گے تم نے بھی ساتھ جانا
ہے''...... عمران نے کہا۔

''او کے باس''...... ٹائیگر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

بار ٹلے اپنے دو ساتھیوں پامیلا اور ٹونی کے ساتھ پہاڑ پور نامی ایک بڑے قصبے کے ایک سیاحتی ہوٹل کے کمرے میں موجود تھا۔ وہ پاکیشیائی دارلحکومت سے ہیلی کاپٹر سروس کے ذریعے یہاں پہنچے تھے اور چونکہ ان سب کے پاس بین الاقوامی سیاحتی کارڈز موجود تھے اس لئے اس سیاحتی ہوٹل میں انہیں آسانی سے کمرے مل گئے تھے۔ بار ٹلے نے وہاں کے ساحتی سنٹر کو فون کر کے نئے ماڈل اور طاقتور انجن کی حامل ایک جیپ بھی ہائر کر لی تھی۔ بار ٹلے دراصل نادر ڈرائیور سے ملنا چاہتا تھا کیونکہ ڈاکٹر ظفر کے بیان کے مطابق لاسٹ شاپ تک پہنچنے کا راستہ ڈرائیور نادر کو معلوم تھا اور وہی مسلسل وہاں آتا جاتا رہتا تھا۔ بقول ڈاکٹر ظفر نادر ڈرائیور کا گھر پراش ٹاؤن میں تھا جو ایک چھوٹا سا قصبہ تھا چونکہ جیپ اور رہائشی سہولیات بھی چاہئے تھیں اس لئے بار ٹلے نے براہ راست نادر کے گاؤں جانے کے یہاں پہاڑ پور میں سکونت اختیار کی تھی۔ پھر اس

نے جیپ لے کر ڈاکٹر ظفر اور ایڈن کو نادر کے گاؤں بھیجا تا کہ وہ اسے اپنے ساتھ لے آئیں اور اس سے معلومات حاصل کی جا سکیں۔ بار ٹلے کو یقین تھا کہ بھاری معاوضے کے عوض نادر آسانی سے معلومات دینے پر آمادہ ہو جائے گا کیونکہ اس کا خیال تھا کہ ایشیا کے لوگ دولت کی خاطر اپنے آپ کو بھی فروخت کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔

"بار ٹلے۔ میرے لئے کافی منگوا لو۔ میں یہاں بور ہو رہی ہوں"...... پامیلا نے کہا تو بار ٹلے چونک پڑا۔

"کافی کیوں۔ تم تو شراب کی رسیا ہو۔ پھر کافی کیوں طلب کر رہی ہو خیریت ہے"...... بار ٹلے نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"ایسی باتیں کر کے مزید بور مت کرو۔ یہ چھوٹا سا ٹاؤن ہے۔ یہاں اچھی شراب کہاں سے ملے گی"...... پامیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا تو بار ٹلے بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہنس کیوں رہے ہو کیا میں نے کوئی جوک سنا دیا ہے"۔ پامیلا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"یہ علاقہ سمگلنگ کا روٹ ہے اور یہ قصبہ موجود ہی اپنے جرائم پیشہ افراد کی وجہ سے ہے۔ یہاں دنیا کی ہر برانڈ کی شراب مل جاتی ہے اور ہم سیاح ہیں اور ہمارے لئے کوئی پابندی نہیں ہے البتہ مقامی افراد کی شراب نوشی کے خلاف یہاں سخت قوانین ہیں"۔ بار ٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر منگواؤ۔ تم نے منگوائی کیوں نہیں اب تک"...... پامیلا نے خوش ہوتے ہوئے کہا اور بارٹلے نے فون کا رسیور اٹھا کر روم سروس کو کمرے میں شراب بھیجنے کا آرڈر دے کر رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد شراب سرو کر دی گئی اور وہ تینوں شراب پینے میں مصروف ہو گئے۔

"باس۔ اس ڈاکٹر ظفر کا آپ کیا کریں گے۔ یہ تو ہمارے خلاف اہم گواہ بن سکتا ہے"...... خاموش بیٹھے ہوئے ٹونی نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ جب تک کسی آدمی کی ہمیں ضرورت ہوتی ہے تب تک وہ زندہ رہتا ہے۔ جب اس کی ضرورت ختم ہو جاتی ہے تو پھر اس دنیا کو بھی اس کی ضرورت نہیں رہتی"...... بارٹلے نے شراب کا سپ لیتے ہوئے مسکرا کر کہا تو پامیلا اور ٹونی دونوں بے اختیار ہنس پڑے۔

"اس کا مطلب ہے کہ جب تک تمہیں میری ضرورت رہے گی تم مجھے زندہ رہنے دو گے جب ضرورت ختم ہو گی تو تم مجھے ختم کر دو گے"...... پامیلا نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"مجھے زندہ رہنے کے لئے ان چیزوں کی ضرورت لازمی پڑتی ہے۔ سورج، ہوا، پانی اور پامیلا وغیرہ وغیرہ"...... بارٹلے نے کہا تو کمرہ ان کے مشترکہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ پھر ابھی وہ شراب پی ہی رہے تھے کہ ایڈن، ڈاکٹر ظفر اور ایک اجنبی انسان کے ساتھ اندر داخل ہوا جو یقیناً نادر تھا۔ بارٹلے اور اس کے ساتھیوں نے اٹھ

کر ڈاکٹر ظفر اور نادر کا استقبال کیا۔ نادر ورزشی جسم کا آدمی تھا۔ اس کی ٹھوڑی کی مخصوص ساخت دیکھ کر بارٹلے سمجھ گیا کہ وہ فطرتاً لالچی انسان ہے اس لئے اسے یقین ہو گیا کہ وہ دولت کے لئے اپنے ملک کے خلاف کام کرنے سے بھی گریز نہیں کرے گا۔ رسمی فقرات کی ادائیگی کے بعد وہ سب اس کمرے سے اٹھ کر اندرونی کمرے میں جا کر بیٹھ گئے کیونکہ بارٹلے کو شبہ تھا کہ ویٹر چھپ کر ان کی باتیں نہ سن رہا ہو کیونکہ اسے کئی بار یہ تجربہ ہوا تھا کہ ویٹر ایسی باتوں کی کھوج میں رہتے ہیں جن سے غیر ملکی سیاحوں کو بلیک میل کیا جا سکے۔

"ڈاکٹر ظفر صاحب کیا آپ نے نادر کو بتا دیا ہے کہ ہم اس سے کیا چاہتے ہیں"...... بارٹلے نے کہا۔

"ہاں۔ میں نے بتا دیا ہے کہ آپ اس لیبارٹری اور دیگر لیبارٹریوں کے بارے میں اقوام متحدہ کے تحت کتاب لکھنے کے لئے کام کر رہے ہیں اور آپ معاوضہ دینے میں بے حد فیاض ہیں"۔ ڈاکٹر ظفر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آپ مجھ سے کیا چاہتے ہیں جناب۔ کھل کر بات کریں"۔ نادر نے پہلی بار بات کرتے ہوئے کہا۔

"صرف اتنا کہ آپ ہمیں اس لاسٹ شاپ تک پہنچا دیں جہاں آپ ڈاکٹر ظفر کو ساتھ لے گئے تھے"...... بارٹلے نے کہا۔

"اس کے بعد کیا ہو گا"...... نادر نے کہا۔

”کچھ نہیں۔ ہم وہاں کا نقشہ بنائیں گے اور واپس آ جائیں گے۔ وہ نقشہ ہم کتاب میں شائع کریں گے اور ساتھ لکھ دیں گے کہ اس کے بعد کا راستہ خفیہ ہے“...... بارٹلے نے کہا۔

”یہ کام تو میں یہاں بیٹھے بیٹھے بھی کر سکتا ہوں بلکہ آپ کو کاغذ پر پورے راستے کا نقشہ بنا کر دے سکتا ہوں“...... نادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہم نے ایسا کرنا ہوتا تو ہم ولنگٹن میں بیٹھ کر بھی کتاب لکھ دیتے۔ ہم نے ہر چیز کو اپنی آنکھوں سے دیکھنا ہے اور پھر لکھنا ہے“...... بارٹلے نے کہا۔

”ٹھیک ہے۔ میں آپ کو وہاں تک لے جاؤں گا۔ آپ مجھے کتنا معاوضہ دیں گے“...... نادر نے ایک لمبا سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ایک لاکھ ڈالر“...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ بہت تھوڑے ہیں۔ آپ مجھے پانچ لاکھ ڈالر دیں تو میں آپ کو نہ صرف وہاں پہنچا دوں گا بلکہ راستے کے بارے میں بھی تفصیل بتاتا رہوں گا تاکہ آپ پورے راستے کا نقشہ بنا سکیں“۔ نادر نے کہا۔

”اوکے ڈن“...... بارٹلے نے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

”ڈن“...... نادر نے بڑے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور بارٹلے کے بڑھائے ہوئے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا۔ اس کا چہرہ

خوشی سے کھل اٹھا تھا۔ بارٹلے نے جیب سے چیک بک نکالی اور پانچ لاکھ کا گارنٹڈ چیک لکھ کر اسے بک سے علیحدہ کیا اور چیک نادر کی طرف بڑھا دیا۔ نادر نے چیک لے کر چند لمحوں تک بغور اسے دیکھا پھر اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”یہ کتنے دنوں میں کیش ہوگا“...... نادر نے چیک جیب میں رکھتے ہوئے کہا۔

”مجھے یہاں کے بینکنگ نظام کا علم نہیں۔ ایکریمیا میں تو بہت کم وقت لگتا ہے“...... بارٹلے نے دانستہ گول مول سے لہجے میں کہا۔

”میں کوشش کروں گا کہ جلد کیش ہو جائے پھر میں آپ کے ساتھ جاؤں گا“...... نادر نے کہا۔

”یہ گارنٹڈ چیک ہے اور ہر صورت میں کیش ہو جائے گا۔ اب اگر میں بھی چاہوں تو اسے کیش ہونے سے نہیں روک سکتا۔ تم ڈاکٹر ظفر صاحب سے پوچھ لو“...... بارٹلے نے کہا تو ڈاکٹر ظفر نے نہ صرف بارٹلے کی بات کی تائید کر دی بلکہ اپنی جیب سے ویسا ہی گارنٹڈ چیک نکال کر اسے دکھایا تو نادر کے چہرے پر مزید اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوکے۔ پھر کب چلنا ہے“...... نادر نے کہا۔

”بس۔ آپ کچھ کھا پی لیں پھر روانہ ہو جائیں گے“۔ بارٹلے نے کہا۔

"فاسٹ فوڈ ساتھ رکھ لیں ورنہ ہمیں وہاں پہنچتے پہنچتے رات پڑ جائے گی اور کچھ نظر نہیں آئے گا یا پھر آپ علی الصبح روانہ ہوں تاکہ پچھلے پہر تک وہاں پہنچ سکیں"...... نادر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ابھی چلتے ہیں۔ فاسٹ فوڈ منگوا لیتے ہیں"۔ بارٹلے نے فون کے رسیور کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا اور پھر اس نے چھ افراد کے لئے فاسٹ فوڈ کا آرڈر دے دیا۔

"چھ افراد لیکن آپ تو پانچ جا رہے ہیں۔ چار آپ اور ایک نادر"...... ڈاکٹر ظفر نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"آپ بھی ہمارے ساتھ جا رہے ہیں تاکہ آپ ہمیں کنفرم کر سکیں کہ واقعی یہ وہی راستہ ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں جیسا آپ سوچ رہے ہیں۔ ویسے نہیں ہو گا"...... نادر نے بارٹلے کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"پھر بھی اگر کتاب میں کنفرمیشن کے بارے لکھ دیا جائے تو کیا حرج ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"سوری مسٹر بارٹلے۔ میرا یہاں تک آپ سے معاہدہ تھا کہ میں آپ کو نادر سے ملوا دوں یہ کام ہو گیا ہے۔ اب میں واپس جاؤں گا میرے کام کا ویسے ہی بہت حرج ہو رہا ہے"...... ڈاکٹر ظفر نے بڑے روکھے سے لہجے میں کہا۔

"آپ کے کام میں واقعی حرج ہو رہا ہے۔ میں اس کے لئے مزید معاوضہ دینے کے لئے تیار ہوں"...... بارٹلے نے مسکراتے

ہوئے کہا اور جیب سے چیک بک نکال لی۔

"آپ واقعی کام کرنا اور کام لینا جانتے ہیں"...... ڈاکٹر ظفر نے اس بار مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یہ لیں۔ یہ ایک لاکھ ڈالر کا گارنٹڈ چیک ہے"...... بارٹلے نے چیک لکھ کر اسے بک سے علیحدہ کر کے ڈاکٹر ظفر کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"تھینکس۔ اب میں ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں"...... ڈاکٹر ظفر نے کہا تو بارٹلے کے ساتھ ساتھ نادر بھی بے اختیار ہنس پڑا۔

"سر۔ آپ وہاں پہنچنے کے بعد کیا کریں گے"...... نادر نے کہا۔

"بس دیکھ کر نقشہ بنا کر اور تم سے اور ڈاکٹر ظفر سے کنفرم کر کے واپس آ جائیں گے"...... بارٹلے نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ پھر میں بھی اسی جیپ سے واپس آ جاؤں گا ورنہ مجھے اپنی جیپ لے جانی پڑتی"...... نادر نے کہا۔

"اس کی ضرورت نہیں"...... بارٹلے نے کہا اور نادر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد وہ سب جیپ میں سوار اس علاقے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں سے راستہ پارس لیبارٹری کو جاتا تھا۔ ڈرائیونگ سیٹ پر نادر تھا جبکہ سائیڈ سیٹ پر بارٹلے اور عقبی سیٹوں پا میلا، ایڈن، ٹونی اور ڈاکٹر ظفر موجود تھے۔ عقبی خالی حصے میں سیاہ رنگ کے لیدر سے بنا ہوا ایک بیگ موجود

تھا۔

''اس بیگ میں کیا ہے مسٹر بارٹلے''...... روانگی کے وقت ڈاکٹر ظفر نے بارٹلے سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

''کیمرے اور حفاظتی پسٹلز''...... بارٹلے نے لاپرواہ سے لہجے میں جواب دیا اور ڈاکٹر ظفر نے بھی مطمئن ہو کر اثبات میں سر ہلا دیا۔

''مسٹر بارٹلے۔ ایک بات میں آپ کو بتا دوں کہ اگر آپ نے اس لاسٹ شاپ سے آگے جانے کی کوشش کی تو وہاں ایسے حفاظتی انتظامات موجود ہیں کہ آپ کو علم بھی نہ ہو گا اور کہیں سے بھی آپ پر شعاع پڑے گی اور آپ ایک لمحے میں جل کر راکھ کا ڈھیر بن جائیں گے''...... نادر نے کہا۔

''تم فکر مت کرو۔ ایسا کچھ نہیں ہو گا''...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''میرا جو فرض تھا میں نے ادا کر دیا''...... نادر نے کہا لیکن بارٹلے نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ تھوڑی دیر بعد مختلف باتیں شروع ہو گئیں اور پھر وقت گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا اور وہ اس پہاڑی کے دامن میں پہنچ گئے جہاں سے پہاڑی راستہ شروع ہوتا تھا۔

یہاں ایک چھوٹا سا گاؤں تھا جس کا نام کارش تھا۔ کارش میں مقامی پہاڑی لوگ رہتے تھے۔ وہ پہاڑوں سے لکڑیاں کاٹ کر

لاتے تھے جہاں سے لکڑی کے بیوپاری آ کر لکڑی لے جاتے تھے۔ یہ ایسی لکڑی تھی جس کی ڈیمانڈ پوری دنیا میں تھی اور یہ عام طور پر نایاب لکڑی تھی لیکن صدیوں سے اس علاقے میں رہنے والے ان دشوار گزار پہاڑوں میں نہ صرف ایسے سپاٹس جانتے تھے جہاں سے لکڑی مل جاتی تھی بلکہ وہاں کے ایسے راستے بھی جانتے تھے جہاں سے وہ لکڑی کو کاندھے پر لاد کر پیدل ہی واپس گاؤں پہنچ جاتے تھے۔ لکڑی کی چونکہ کافی قیمت مل جاتی تھی اس لئے وہ وہاں قدرے خوشحال زندگی گزار رہے تھے۔ یہ ساری باتیں بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کو نادر نے بتائی تھیں۔

''حکومت اس سلسلے میں کوئی مداخلت نہیں کرتی۔ اس قدر قیمتی لکڑی کو اگر حکومت خود فروخت کرے تو بھاری رقم کما سکتی ہے''...... بارٹلے نے کہا۔

''یہاں صدیوں سے یہ کام ہو رہا ہے اس لئے حکومت مداخلت نہیں کرتی''...... نادر نے جواب دیا تو بارٹلے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر آہستہ آہستہ جیسے جیسے جیپ پہاڑوں کے دشوار گزار راستوں سے گزرنے لگی تو بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کو تو جیسے سانپ ہی سونگھ گیا۔ ان کی وہی حالت تھی جو پہلے نادر کے ساتھ جاتے ہوئے ڈاکٹر ظفر کی ہوئی تھی لیکن اس بار ڈاکٹر ظفر مطمئن بیٹھا ہوا تھا۔

''میرے تصور میں بھی نہ تھا کہ اس قدر دشوار گزار راستوں پر

بھی اتنی بڑی جیپ کو باحفاظت چلایا جا سکتا ہے۔ ریل ڈن نادر تم واقعی ڈرائیونگ کے پرنس ہو۔ تم اگر چاہو تو میرے ساتھ ایکریمیا چلو تم وہاں ہیرو بن جاؤ گے اور ڈرائیونگ کے بین الاقوامی ایوارڈز جیت سکتے ہو جس کے بعد تم وہاں لارڈ بن کر رہو گے“...... بارٹلے نے کہا۔

”یہ آپ کی مہربانی ہو گی جناب۔ میں تیار ہوں“...... نادر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

”او کے۔ پھر واپسی پر ایکریمیا لے جانے کا لائحہ عمل طے کریں گے“...... بارٹلے نے کہا۔ پھر مسلسل سفر کرتے ہوئے وہ کئی گھنٹوں بعد لاسٹ شاپ پر پہنچ گئے۔ یہ پہاڑیوں کے درمیان ایک خاصی بڑی مسطح جگہ تھی اور اردگرد اونچی پہاڑیاں تھیں۔ نادر نے جیپ روکی اور وہ سب نیچے اتر آئے۔

”یہاں سے آپ کو کس طرح لے جایا گیا تھا ڈاکٹر ظفر“۔ بارٹلے نے ڈاکٹر ظفر سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہ سامنے جو غار نما سوراخ نظر آ رہا ہے یہاں سے ہمارے دوسرے سفر کا آغاز ہوا تھا۔ آگے کی تفصیل مجھے یاد نہیں ہے۔ بہرحال کافی وقت لگ گیا تھا“...... ڈاکٹر ظفر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایڈن اور ٹونی تم دونوں کیمرے لے کر یہاں کی فوٹو گرافی کرو پھر واپس چلیں گے“...... بارٹلے نے اپنے ساتھیوں سے

مخاطب ہو کر کہا۔

”یس باس“...... ایڈن نے کہا اور وہ جیپ کی عقبی طرف بڑھ گیا۔ اس نے عقبی خالی جگہ پر پڑے ہوئے بیگ کو کھولا اور اس میں سے سائیلنسر لگے مشین پسٹل اور ایک کیمرہ بھی نکال لیا۔ اسی لمحے ٹونی بھی اس کے پاس پہنچ گیا اور ایڈن نے کیمرہ ٹونی کی طرف بڑھا دیا۔

”تم دونوں کو بیک وقت کیسے ہٹ کرو گے۔ دونوں علیحدہ سمتوں میں ہیں“...... ایک سائیلنسر لگا مشین پسٹل بھی مجھے دے دو۔ میں اس نادر کو ختم کر دوں گا اور تم اس سائنس دان کا خاتمہ کر دینا“...... ٹونی نے کہا۔

”تم فکر مت کرو۔ میں کر لوں گا۔ ہم میں سے ایک کے پاس کیمرہ ہونا چاہئے“...... ایڈن نے کہا اور ٹونی نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”اب واپس چلیں“...... ڈاکٹر ظفر نے کہا۔

”ہاں۔ صرف چند منٹ یہاں کی فوٹو گرافی کر لیں۔ یہ بہت اچھا سپاٹ ہے۔ اس کی تصویریں جب کتاب میں شائع ہوں گی تو اس کی قدر و قیمت بڑھ جائے گی“...... بارٹلے نے کہا۔ اسی لمحے جیپ کی عقبی طرف سے کیمرہ ہاتھ میں پکڑے ٹونی نکلا اور تیزی سے درمیانی جگہ پہنچ کر اس نے فوٹو گرافی شروع کر دی۔ سب کا رخ اس کی طرف تھا کہ یکلخت سٹک سٹک کی آوازیں سنائی دیں

اور اس کے ساتھ ہی فضا انسانی چیخوں سے گونج اٹھی۔ فائرنگ کرنے والا ایڈن تھا۔ چونکہ ڈاکٹر ظفر اور نادر دونوں ٹونی کی طرف متوجہ تھے اس لئے وہ آسانی سے ٹارگٹ بن گئے اور پھر وہ دونوں چیختے ہوئے زمین پر گرے اور چند لمحوں تک تڑپ کر ساکت ہو گئے۔

''اب ان دونوں کی جیبوں سے چیک نکال کر مجھے دے دو اور ان کی لاشیں اٹھا کر کسی گہری کھائی میں پھینک دو''...... بارٹلے نے کہا تو ایڈن اور ٹونی دونوں نے اس کے احکامات پر عمل کیا۔ تمام چیک لے کر بارٹلے نے جیب میں ڈالے تو ساتھ کھڑی پامیلا مسکرا دی۔

''بے چارے گارنلڈ چیک لے کر کس قدر خوش ہوئے تھے''...... پامیلا نے کہا۔

''بس اتنی ہی خوشی کافی تھی۔ اگر ان کی جیبوں سے چیک نکل آتے تو سراغ رساں آسانی سے ہم تک پہنچ جاتے''...... بارٹلے نے کہا اور پامیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

''اس جیپ کا کیا ہو گا''...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد پامیلا نے کہا۔

''اسے بھی کسی کھائی میں پھینکنا پڑے گا''...... بارٹلے نے کہا تو پامیلا بے اختیار اچھل پڑی۔

''کیا کہہ رہے ہو۔ کیوں۔ ہم نے واپس بھی تو بہرحال جانا

ہے۔ اسے کہیں چھپا کر کھڑا کر دو''...... پامیلا نے کہا۔

''ہم نے اس لیبارٹری میں جا کر اس طرف واپس نہیں آنا بلکہ دوسری طرف شوگران چلے جانا ہے۔ ہمارے پاس خصوصی کاغذات موجود ہیں''...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''وہ کیوں۔ کوئی خاص وجہ۔ ہمارے پیچھے تو کوئی آدمی نہیں ہے۔ کسی نے ہمارا تعاقب تک نہیں کیا''...... پامیلا نے کہا تو بارٹلے بے اختیار ہنس پڑا۔

''تمہیں ابھی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں علم نہیں ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ ابھی تک ہمیں ان کی پرچھائیں بھی نظر نہیں آئیں لیکن مجھے یقین ہے کہ وہاں ہلچل مچی ہوئی ہو گی اور وہ لوگ لازماً یہاں تک پہنچ جائیں گے اس لئے ادھر واپس آنا آ بیل مجھے مار کے مترادف ہے۔ شوگران والے خاموش بیٹھے رہ جائیں گے اور ہم خاموشی سے ایکریمیا نکل جائیں گے''...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم بہت گہرائی میں سوچتے ہو''...... پامیلا نے بڑے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

''ہمیں سوچنا پڑتا ہے۔ کامیاب وہی ہوتا ہے جو آنے والے وقت کی درست طور پر بو سونگھ سکتا ہو''...... بارٹلے نے کہا۔

''لیکن وہ ڈاکٹر ظفر تو کہہ رہا تھا کہ یہاں سے لیبارٹری تک خفیہ آلات نصب ہیں ان کا کیا کرو گے''...... پامیلا نے کہا۔

"فکر مت کرو۔ ڈبل زیرو کراس میں ایکریمیا سے ساتھ لے آیا
تھا جو بیگ میں ہے اس کو آن کر دیں گے پھر طاقتور ترین مشینری
بھی کام کرنا بند کر دے گی۔ مکمل زیرو ہو جائے گی ہر چیز"......
بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو پامیلا کے چہرے پر ایسے
تاثرات ابھر آئے جیسے انہوں نے مکمل فتح حاصل کر لی ہو۔

کرنل چوشان شوگرانی دارلحکومت میں سنٹرل ایجنسی میں اپنے
آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ فون کی گھنٹی بج
اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"یس"...... کرنل چوشان نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔
"فوگر بات کرنا چاہتا ہے باس"...... دوسری طرف سے فون
سیکرٹری نے کہا تو کرنل چوشان بے اختیار چونک پڑا کیونکہ فوگر اس
کی ایجنسی کا بہترین ایجنٹ تھا۔
"کراؤ بات"...... کرنل چوشان نے کہا۔
"ہیلو باس میں فوگر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں ایک مردانہ
آواز سنائی دی۔
"کیوں کال کی ہے فوگر کوئی خاص بات"...... کرنل چوشان
نے کہا۔
"پاکیشیا کا سپر ایجنٹ علی عمران آپ کا دوست ہے"...... فوگر

نے کہا۔

''ہاں۔ کیوں''...... کرنل چوشان نے چونکتے ہوئے کہا۔

''باس پارس لیبارٹری میں ہمارا آدمی چاشو موجود ہے۔ اس نے مجھے خصوصی ٹرانسمیٹر پر اطلاع دی ہے کہ پاکیشیا کی سائیڈ کی طرف لاسٹ سٹاپ پر چند اجنبی افراد کی موجودگی مارک کی گئی جس پر قانون کے مطابق اس سائیڈ کو کلوز کر دیا گیا اور پاکیشیا کے سائنس دانوں کے انچارج سرداور کو رپورٹ دے دی گئی کیونکہ یہی ان کا حکم ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ انہوں نے علی عمران سے بات کی ہے۔ وہ جلد ہی اس معاملے کو دیکھ لے گا''...... فوگر نے بتاتے ہوئے کہا۔

''اس کا مطلب ہے کہ بارٹلے اور اس کے ساتھی مسلسل آگے بڑھ رہے ہیں۔ جب کہ عمران صاحب نے میری باتوں کو اہمیت نہیں دی''...... کرنل چوشان نے اونچی آواز میں لاشعوری طور پر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''آپ نے عمران صاحب سے بات کی تھی باس''...... فوگر نے کہا۔

''ہاں میں نے اسے تفصیل سے بتا دیا تھا۔ نجانے وہ اب تک حرکت میں کیوں نہیں آیا۔ بہرحال تم اپنے آدمی کو کہہ دو کہ وہ پاکیشیائی راستے کو مکمل بلاک رکھے جب تک کہ ہارڈ ایجنسی کے یہ ایجنٹ مارے نہیں جاتے''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''یس باس۔ ایسا ہی ہو گا''...... فوگر نے جواب دیا تو کرنل چوشان نے کریڈل دبا دیا اور پھر ٹون آنے پر ایک بٹن پریس کر کے اس فون کو ڈائریکٹ کیا اور پھر تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ وہ پاکیشیا میں عمران کے فلیٹ کا نمبر ملا رہا تھا۔ رابطہ نمبر اور نمبر چونکہ اسے زبانی یاد تھے اس لئے اسے کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی۔ چند لمحوں بعد دوسری طرف سے گھنٹی بجنے کی آواز سنائی دینے لگی۔ پھر تین چار بار گھنٹی بجنے کے بعد رسیور اٹھا لیا گیا۔

''سلیمان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے عمران کے باورچی کی آواز سنائی دی۔

''سلیمان میں شوگران سے کرنل چوشان بول رہا ہوں عمران کہاں ہے''...... کرنل چوشان نے کہا۔ وہ اور سلیمان ایک دوسرے سے اچھی طرح واقف تھے کیونکہ کرنل چوشان کئی بار عمران کے فلیٹ پر جا چکا تھا۔

''وہ تو دو روز سے کہیں گئے ہوئے ہیں اور بتا کر بھی نہیں گئے۔ کوئی پیغام ہو تو دے دیں ان کا فون آیا تو میں بتا دوں گا''...... سلیمان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''میں نے اسے فون کر کے بتایا تھا کہ گریٹ لینڈ کے ایجنٹس پاکیشیا اور شوگران کے ایک مشترکہ پراجیکٹ کے خلاف کام کر رہے ہیں اور اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ ان کے خلاف کام کرے گا

لیکن پھر اس کی طرف سے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اب مجھے اطلاع ملی ہے کہ وہ غیر ملکی ایجنٹ اس پراجیکٹ تک پہنچ گئے ہیں لیکن راستہ بلاک کر دیا گیا ہے۔ یہ عمران آخر کیوں کام نہیں کر رہا کیا کرتا پھر رہا ہے''...... کرنل چوشان نے آخر میں قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''آپ فکر نہ کریں اگر صاحب نے وعدہ کیا ہے تو وہ لازماً کام کریں گے اور یہ بھی بتا دوں جناب کہ صاحب کام کرنے کے ساتھ ساتھ ڈھول نہیں بجاتے۔ وہ اس طرح کام کرتے ہیں کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے بارے میں علم نہیں ہو سکتا''...... سلیمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو گے سلیمان۔ بہرحال جیسے ہی وہ واپس آئے اسے کہنا کہ مجھے لازماً فون کرے''...... کرنل چوشان نے سلیمان کی باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا۔

''جی صاحب''...... سلیمان کی مؤدبانہ آواز سنائی دی اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو کرنل چوشان نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے فون سیکرٹری کا نمبر پریس کر دیا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''پاکیشیا میں چاشون سے بات کراؤ''...... کرنل چوشان نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل چوشان نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل چوشان نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''چاشون لائن پر ہے چیف بات کریں''...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''ہیلو چاشون''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''یس چیف۔ چاشون بول رہا ہوں''...... چاشون کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''سنو چاشون۔ پاکیشیا کے دارالحکومت میں گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی کا سپر ایجنٹ بارٹلے اپنے ساتھیوں سمیت پہنچ چکا ہے اور وہ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ لیبارٹری کے خلاف کام کر رہا ہے۔ اس لیبارٹری کے دو راستے ہیں ایک پاکیشیا کی طرف سے اور دوسرا شوگران کی طرف سے۔ میں نے پاکیشیائی ایجنٹ عمران سے کہا تھا کہ وہ اپنی طرف کا خیال رکھے لیکن وہ نجانے کیوں اس پر کام نہیں کر رہا۔ ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ پاکیشیا کی طرف سے لیبارٹری کے راستے میں کچھ لوگوں کی موجودگی مارک کی گئی ہے گو اس راستے کو بلاک کر دیا گیا ہے لیکن بہرحال ہمارے مخالف عام ایجنٹ نہیں اس لئے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ تم وہاں پہنچو اور بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دو''...... کرنل چوشان نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''لیکن مجھے کہاں جانا ہو گا۔ کیا آپ جانتے ہیں''...... چاشون نے کہا۔

''پہاڑ پور سے آگے پہاڑی سلسلہ ہے وہاں سے راستہ جاتا ہے۔ تم وہاں رک کر اس راستے کا پتہ چلاؤ جو پارس لیبارٹری کو جاتا ہے''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''چیف۔ کیا وہاں کے لوگ اس لیبارٹری اور اس کے راستے کے بارے میں جانتے ہوں گے''...... چاشون نے کہا۔

''نہیں۔ یہ انتہائی خفیہ لیبارٹری ہے لیکن وہاں بہرحال ایسے لوگ موجود ہوں گے جو اس بارے میں کچھ نہ کچھ جانتے ہوں گے اور ہاں تم اپنا سیل نمبر مجھے بتا دو تاکہ میں ہر وقت تم سے رابطے میں رہ سکوں''...... کرنل چوشان نے کہا تو چاشون نے اپنا سیل فون نمبر بتا دیا۔

''اوکے۔ کوئی اہم بات ہو تو مجھے ساتھ ساتھ رپورٹ دیتے رہنا اور پوری ہوشیاری سے کام کرنا ورنہ پاکیشیا والے بھی تمہارے خلاف کام کر سکتے ہیں''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''یس چیف''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کرنل چوشان نے رسیور رکھ دیا۔

''اب میں مزید کیا کر سکتا ہوں۔ یہ عمران نجانے کیا سوچ رہا ہے اس بار تو سنجیدہ ہی نہیں ہو رہا''...... کرنل چوشان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو کرنل چوشان نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... کرنل چوشان نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''چیف۔ پارس لیبارٹری کے چیف سیکورٹی آفیسر کمانڈر شوفو آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اوہ اچھا۔ کراؤ بات''...... کرنل چوشان نے چونکتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید تشویش کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''ہیلو سر۔ میں کمانڈر شوفو بول رہا ہوں چیف سیکورٹی آفیسر پارس لیبارٹری ایس سائیڈ''...... دوسری طرف سے ایک بھاری مردانہ آواز سنائی دی لیکن لہجہ مؤدبانہ تھا۔

''یس کمانڈر۔ کوئی خاص بات۔ آپ نے مجھے کیوں فون کیا ہے''...... کرنل چوشان نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

''سر۔ میں شوگران سائیڈ کا چیف سیکورٹی آفیسر ہوں۔ گزشتہ دنوں پاکیشیا سائیڈ پر چند مشکوک افراد کی نقل و حرکت مارک کی گئی تو پورے راستے کو بلاک کر دیا گیا۔ یہ کام پاکیشیا سائیڈ کے چیف سیکورٹی آفیسر راحت خان نے کیا۔ قانون کے مطابق مجھے رپورٹ بھی دی گئی۔ ہم دونوں نے مل کر یہ طے کیا کہ دونوں اطراف کے راستے مکمل طور پر بلاک کر دیئے جائیں۔ جب کسی کے آنے کی ضرورت ہوئی تو لیبارٹری سے باہر اس کی مکمل چیکنگ کر کے اس کے لئے راستہ کھول دیا جائے گا چنانچہ پاکیشیا سائیڈ سے بھی یہی کام کر دیا گیا ہے۔ گو ہماری طرف سے فی الحال کوئی ایکٹویٹی سامنے نہیں آئی لیکن احتیاطاً ایسا کیا گیا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ

میں چاہتا ہوں کہ لیبارٹری کے راستے کے باہر آپ کوئی ایسا انتظام کرا دیں کہ وہاں باقاعدہ چیک پوسٹ ہو جہاں جدید مشینری کے ذریعے مکمل چیکنگ کی جا سکے اور کوئی بھی انسان چاہے وہ سائنس دان بھی کیوں نہ ہو بغیر مکمل چیکنگ کے لیبارٹری کے قریب بھی نہ آ سکے''...... کمانڈر نے کہا۔

''او کے۔ آپ کی تجویز اچھی ہے۔ میں ابھی احکامات دے دیتا ہوں۔ اس ہفتے کے اندر اندر چیک پوسٹ بھی بن جائے گی اور جدید مشینری اور چیکنگ کرنے والے تربیت یافتہ افراد بھی وہاں پہنچ جائیں گے اور چیکنگ چوبیس گھنٹے ہوتی رہے گی''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ اب میں مطمئن ہوں''...... دوسری طرف سے اطمینان بھرے لہجے میں کہا گیا۔

''پاکیشیا سائیڈ پر بھی ایسے ہی انتظامات ہونے چاہئیں۔ وہ لوگ کیا کر رہے ہیں''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''پاکیشیا کی سائیڈ کے چیف سیکورٹی آفیسر راحت خان میرے ساتھ بیٹھے ہیں۔ آپ ان سے براہ راست بات کر لیں چیف''۔ کمانڈر شوفو نے کہا۔

''راحت خان بول رہا ہوں سر''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ خاصا مؤدبانہ تھا۔

''مسٹر خان۔ کیا مشکوک معاملات آپ نے چیک کئے

تھے''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''وہاں سے خوفناک دھماکے کی آواز آلات نے کیچ کی وہاں فائرنگ بھی ہوئی۔ دو افراد کی لاشیں بھی چیک کی گئیں اور چار مشکوک افراد کی نقل و حرکت بھی چیک کی گئی جس پر میں نے مکمل راستہ ہی بلاک کر دیا ہے''...... راحت خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''آپ ادھر چیک پوسٹ بنائیں''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''سر آپ کی طرف لیبارٹری کا راستہ سیدھا ہے جبکہ پاکیشیا کی سائیڈ پر سرے سے راستہ ہی نہیں ہے۔ مختلف قدرتی کریکوں، غاروں اور کھائیوں کو ملا کر ایسا راستہ بنایا گیا ہے جسے کسی بھی وقت مکمل بلاک کیا جا سکتا ہے اس لئے ہمیں چیک پوسٹ بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ ویسے بھی پاکیشیا میں اس لیبارٹری کو ٹاپ سیکرٹ رکھا گیا ہے۔ چیک پوسٹ سے الٹا یہ بات سب کو معلوم ہو جائے گی''...... راحت خان نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''سنو راحت خان۔ گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی جسے ہارڈ ایجنسی کہا جاتا ہے کا سپر ایجنٹ بارٹلے اپنے ساتھیوں سمیت اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا پہنچ چکا ہے۔ ہمیں اس کی کنفرم اطلاع مل گئی اور میں نے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے کام کرنے والے ایجنٹ علی عمران کو آگاہ بھی کر دیا تھا لیکن وہ نجانے

کیوں اس معاملے میں دلچسپی نہیں لے رہا۔ بہرحال تم نے اچھا کیا کہ راستے کو بلاک کر دیا لیکن اس کے باوجود تم نے بے حد محتاط رہنا ہے کیونکہ لیبارٹری کی تباہی دونوں ممالک کے لئے بہت بڑے نقصان کا باعث ہوگی''...... کرنل چوشان نے کہا۔

''یس سر۔ آپ بے فکر رہیں سر۔ میں پہلے ہی چوکنا ہوں اور اب آپ نے مزید الرٹ کر دیا ہے۔ تھینک یو سر''...... راحت خان نے جواب دیا تو کرنل چوشان نے اس کا شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے اور اب اسے پرواہ نہ رہی تھی کہ عمران اس معاملے میں دلچسپی لیتا ہے یا نہیں۔ اس کے خیال کے مطابق اب لیبارٹری پوری طرح محفوظ تھی۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہیلی کاپٹر کے ذریعے پہاڑی علاقے کے آغاز میں واقع شہر پہاڑ پور پہنچا تھا کیونکہ بارٹلے اور اس کے ساتھی بھی دارالحکومت سے ہیلی کاپٹر کی اسی سروس کے ذریعے پہاڑ پور پہنچے تھے۔ پہاڑ پور اس علاقے کے لحاظ سے خاصا بڑا شہر تھا لیکن دارالحکومت اور ایسے ہی بڑے شہروں کے مقابل وہ کسی گاؤں جتنا ہی تھا لیکن یہاں سیاحتی ہوٹل موجود تھے اور عمران اپنے ساتھیوں سمیت ایک سیاحتی ہوٹل کے ایک بڑے کمرے میں موجود تھا البتہ ٹائیگر وہاں موجود نہ تھا۔ عمران نے اسے یہ ٹاسک دے کر بھیجا تھا کہ وہ یہ معلوم کرے کہ بارٹلے اور اس کے ساتھی یہاں آنے کے بعد اب کہاں موجود ہیں یا کہاں چلے گئے ہیں۔

''عمران صاحب۔ اس بار یہ کیسا مشن ہے کہ نہ ہی مس جولیا ہمارے ساتھ ہیں اور نہ ہی تنویر''...... صفدر نے کہا۔

''ابھی مشن کہاں شروع ہوا ہے۔ ہم تو ابھی مخالف ایجنٹوں کو

ٹریس کرتے پھر رہے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ان لوگوں کے پیچھے بھاگنے کی بجائے ہم ان کے آگے دیوار کیوں نہیں بن جاتے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''کھل کر بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو''...... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

''جہاں تک میرا خیال ہے یہ سیکرٹ لیبارٹری جسے پارس کہا جاتا ہے پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر بنائی گئی ہے جہاں سپر ہاک میزائل تیار کئے اور اس پر تجربات کئے جاتے ہیں۔ اس لیبارٹری کے دو راستے ہیں۔ ایک پاکیشیا کی طرف سے اور دوسرا شوگران کی طرف سے''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو لیکن یہ تو ہم تینوں بھی جانتے ہیں۔ وہ بات کرو جو تم تجویز کر رہے تھے''...... صفدر نے کہا۔

''بارٹلے اور اس کے ساتھی پاکیشیائی راستے کی طرف سے اس لیبارٹری میں گھس کر اسے تباہ کرنے کے مشن پر کام کر رہے ہیں اور ہم انہیں ایسا کرنے سے روکنا چاہتے ہیں اور ہمارا حال یہ ہے کہ وہ ہم سے بہت آگے دوڑ رہے ہیں اور ہم ان کا تعاقب کر رہے ہیں لیکن ہمیں یہ تک معلوم نہیں ہے کہ وہ یہاں سے کہاں گئے ہیں اور اب کہاں ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ وہ لیبارٹری تباہ کر دیں گے اور ہم بعد میں انہیں ہلاک کر دیں گے تو کیا ہمارا مشن مکمل ہو جائے گا''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم نے واقعی اہم بات کی ہے لیکن ہم ان سے آگے کیسے پہنچیں''...... صفدر نے کہا۔

''کیپٹن شکیل کا مطلب ہے کہ ہم لیبارٹری پہنچ کر وہاں گھات لگا کر بیٹھ جائیں اور جیسے ہی بارٹلے اور اس کے ساتھی وہاں پہنچیں ان کا شکار کھیلنا شروع کر دیں لیکن یہ ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری ہے۔ اسے کوئی اوپن نہیں کر سکتا حتیٰ کہ سرداور نے بھی اسے اوپن کرنے سے انکار کر دیا ہے ورنہ ہیلی کاپٹر یہاں اتارنے کی بجائے وہاں لیبارٹری لے جاتے''...... عمران نے کہا۔

''یہ کیسے ہو سکتا ہے عمران صاحب کہ سرداور آپ کو انکار کر دیں''...... صفدر نے کہا۔

''وہ تو شاید بتا بھی دیتے لیکن تمہارے نقاب پوش چیف نے انہیں منع کر دیا تھا''...... عمران کہا تو صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

''چیف نے منع کر دیا تھا۔ کیوں۔ یہ کیسے ممکن ہے''...... صفدر نے تیز لہجے میں کہا اور کیپٹن شکیل نے اس کی تائید میں سر ہلا دیا۔

''تاکہ ہم لیبارٹری میں جا کر نہ بیٹھ جائیں۔ اس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس کو آسان راستہ منتخب کرنے کی عادت پڑ جائے گی''...... عمران نے جواب دیا۔

''چیف کا خیال تو درست ہے لیکن آپ شاید چیف سے انتقام لے رہے ہیں کہ کام انتہائی سست رفتاری سے کر رہے ہیں۔ جیسے

بیگار بھگتا رہے ہوں"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہیں ایسا اس لئے لگ رہا ہے کہ ہمیں بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معمولی سی معلومات بھی نہ مل سکی تھیں پھر تم نے کوشش کی اور ہم انہیں شناخت کرنے کے قابل ہو گئے اس کے بعد وہ لوگ یہاں پہنچ گئے اور ہم بھی اب یہاں ہیں۔ اب ٹائیگر یہاں کام کر رہا ہے اس لئے جلد ہی ہم آگے بڑھ جائیں گے"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ اصل بات صفدر کو بتا دیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا تو صفدر بے اختیار اچھل پڑا۔

"اصل بات۔ کیا مطلب۔ اصل بات کیا ہے اور کیوں مجھ سے چھپائی جا رہی ہے"...... صفدر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیپٹن شکیل درست کہہ رہا ہے اصل بات تم سے چھپائی جا رہی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن شکیل۔ تم بتاؤ تم کیا جانتے ہو"...... صفدر نے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"مجھے خود ہی نہیں معلوم صرف عمران صاحب کے اندازِ گفتگو سے میں نے اندازہ لگایا ہے کہ عمران صاحب اصل بات چھپا رہے ہیں اور شاید اسی وجہ سے وہ اپنی عادت کے خلاف سست رفتاری

سے کام کر رہے ہیں"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب پلیز"...... صفدر نے اس بار منت بھرے لہجے میں کہا۔

"پارس کے حفاظتی انتظامات ایسے ہیں کہ وہاں تک کوئی آدمی، مشین، بارودی یا شعاعی اسلحہ پہنچ ہی نہیں سکتا۔ وہاں ہر جگہ ایسے ٹریپس لگے ہوئے ہیں جو خودکار ہیں اس لئے جب تک اندر سے ان ٹریپس کو آف نہ کیا جائے تب تک وہاں کسی انسان کا پہنچنا تقریباً ناممکن ہے۔ میرے اصرار پر سرداور نے وہ فائل مجھے دی جس میں ان تمام حفاظتی انتظامات کی تفصیل موجود تھی اس لئے اس بات سے بے فکر ہو جاؤ کہ بارٹلے اور اس کے ساتھی لیبارٹری تک پہنچ کر اسے تباہ کر سکتے ہیں البتہ ہم انہیں ٹریس کرنے میں لگے ہوئے ہیں جیسے ہی وہ ٹریس ہوں گے ہم بھوکے عقاب کی طرح ان پر جھپٹ پڑیں گے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ اس مشترکہ لیبارٹری کا راستہ شوگران کی طرف سے بھی ہے یا نہیں"...... صفدر نے کہا۔

"ہاں ہے۔ کیوں"...... عمران نے کہا۔

"ہو سکتا ہے کہ بارٹلے اور اس کے ساتھی یہاں صرف ہمیں مصروف رکھنے کے لئے کام کر رہے ہوں جبکہ ان کا دوسرا گروپ شوگران ی طرف سے لیبارٹری تک پہنچ جائے اور ہم یہاں ان کا تعاقب ہی کرتے رہ جائیں"...... صفدر نے کہا۔

"وہاں سنٹرل انٹیلی جنس بہت فعال ہے۔ اس کے چیف کرنل چوشان نے مجھے پہلے ہی بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کی پاکیشیا میں موجودگی سے آگاہ کر دیا تھا۔ وہاں سے بھی ان کا لیبارٹری تک پہنچنا محال ہے"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنا سیل فون باہر نکالا۔ اسے آف رکھا گیا تھا عمران نے اسے آن کیا اور اس پر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس راحت خان بول رہا ہوں چیف سیکورٹی آفیسر"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران۔ ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص انداز میں اپنا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

"اوہ آپ ہیں۔ آپ کے بارے میں مجھے سرداور نے خصوصی ہدایات دی ہیں ورنہ میں یہ دیکھ کر پریشان ہو گیا تھا کہ اجنبی نمبر کی کال ہمارے کمپیوٹر نے کیسے قبول کر لی۔ حکم فرمائیں"...... دوسری طرف سے راحت خان کی آواز سنائی دی۔ عمران نے چونکہ لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تھا اس لئے صفدر اور کیپٹن شکیل بھی دوسری طرف سے آنے والی راحت خان کی آواز بخوبی سن رہے تھے۔

"پاکیشیا کی سائیڈ پر خصوصی حفاظتی انتظامات کئے گئے تھے کیا یہ تمام حفاظتی انتظامات کام کر رہے ہیں یا نہیں اور کیا آپ نے اس طرف کوئی مشکوک حرکت چیک کی ہے۔ تفصیل سے بتائیں"......

عمران نے کہا۔

"یس سر۔ مشکوک معاملات چیک کئے گئے ہیں۔ فائرنگ ہوئی، دھماکہ سنا گیا اور آگ بھی چیک کی گئی جس پر میں نے فوری طور پر پورا راستہ مکمل طور پر بلاک کر دیا ہے اور ابھی تک بلاک ہے"۔ راحت خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"آپ کی حفاظتی مشینری کی الیکٹرک ٹاپ پاور ریڈنگ کیا ہے"...... عمران نے کہا۔

"ٹو ہنڈرڈ سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا مطلب ہے کہ ٹو ہنڈرڈ سے زیادہ پاور کراس اسے فیل کر سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"سر۔ آپ کی بات درست ہے لیکن ابھی تک صرف ون ہنڈرڈ پاور کراس ہی ایجاد ہوا ہے اس لئے ایسا کوئی خدشہ نہیں ہے جو آپ کے ذہن میں ابھرا ہے"...... راحت خان نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"گو میں نے استعمال تو نہیں کیا لیکن مجھے اطلاع مل چکی ہے کہ تھری زیرو کراس فار ایکریمیا میں ایجاد ہو چکا ہے۔ بہرحال ٹھیک ہے آپ راستہ بلاک رکھیں اور کوئی مسئلہ ہو تو میرے سیل فون کے نمبر پر مجھے فوری اطلاع دیں"...... عمران نے کہا۔

"اوکے سر۔ میں نے آپ کا نمبر محفوظ کر لیا ہے"...... راحت خان نے جواب دیا تو عمران نے اوکے کہہ کر سیل فون آف کر کے

اسے جیب میں ڈال لیا۔

''اس رپورٹ کا مطلب ہے کہ بارٹلے اور اس کے ساتھی صحیح راستے پر آگے بڑھ رہے ہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں اور اگر ان کے پاس ٹو زیرو کراس سے زیادہ پاور فل کراس ہوگا تو پھر حفاظتی انتظامات دھرے کے دھرے رہ جائیں گے''...... عمران نے کہا اور صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ چند لمحوں بعد دروازے پر دستک ہوئی تو صفدر کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''کون ہے''...... صفدر نے ڈور فون کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا۔

''ٹائیگر''...... دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو صفدر نے ڈور فون آف کیا اور دروازہ کھول دیا۔ ٹائیگر نے اندر داخل ہو کر سب کو سلام کیا اور پھر عمران کے سامنے موجود خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ہاں کوئی خاص بات''...... عمران نے کہا۔

''باس۔ بارٹلے اور اس کے ساتھیوں نے اس شہر کے ایک سیاحتی ہوٹل میں کچھ دیر قیام کیا۔ پھر انہوں نے ایک طاقتور جیپ خریدی اور اس جیپ پر دو افراد سوار ہو کر وہ یہاں سے پراش ٹاؤن گئے جہاں وہ حکومت کے ایک ڈرائیور نادر سے ملے۔ نادر لیبارٹری جانے اور وہاں سے آنے والوں کو جیپ میں لانے اور لے جانے

کے لئے کام کرتا ہے۔ وہاں سے یہ نادر کو ہوٹل میں لائے اور پھر کچھ دیر بعد وہ سب اس جیپ پر سوار ہو کر پہاڑی علاقے میں چلے گئے اور اب تک ان کی واپسی نہیں ہوئی''...... ٹائیگر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

''اس قدر تفصیل تم نے کیسے اور کہاں سے حاصل کی ہے''۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں بھی حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

''باس۔ بارٹلے اور اس کے ساتھی جن میں ایک عورت اور دو مرد شامل ہیں ایکریمین میک اپ میں ہیں۔ ان کے پاس بین الاقوامی سیاح ہونے کے کاغذات اور سیاحت کے پاس موجود ہیں۔ وہ انہی چہروں میں ہیں جن چہروں میں وہ گریٹ لینڈ سے پاکیشیا آئے ہیں۔ چنانچہ بارٹلے کے بارے میں پوچھنے پر معلومات مل جاتی ہیں۔ بارٹلے نے ہوٹل والوں سے باقاعدہ نادر کے گاؤں پراش ٹاؤن کے بارے میں معلومات حاصل کی تھیں۔ ان کے ساتھ پہاڑ پور سے روانگی کے وقت ایک مقامی آدمی بھی تھا جس کے حلیئے سے معلوم ہوا کہ وہ سائنس دان ڈاکٹر ظفر ہے اور دارالحکومت میں کسی لیبارٹری میں کام کرتا ہے''...... ٹائیگر نے کہا تو عمران سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔

''سائنس دان ڈاکٹر ظفر خود ساتھ تھا۔ اوہ۔ آگے بتاؤ کیا ہوا''...... عمران نے بے چین سے لہجے میں کہا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل

دونوں اس کی بے چینی کا سبب جانتے تھے۔

''میں نے پراش ٹاؤن جا کر معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق وہاں ڈاکٹر ظفر نے نادر سے بات کی اور پھر ڈاکٹر ظفر، بارٹلے کا ایک ساتھی اور نادر جیپ میں بیٹھ کر ہوٹل واپس آئے اور کچھ دیر وہاں رہنے کے بعد بارٹلے اور اس کے ساتھی، ڈاکٹر ظفر اور نادر یہ سب لوگ اسی جیپ میں سوار ہو کر پہاڑی علاقے کی طرف چلے گئے اور ان کی واپسی ابھی تک نہیں ہوئی''...... ٹائیگر نے جواب دیا۔

''کس سے معلوم ہوا ہے''...... عمران نے کہا۔

''نادر سے پہلے ایک آدمی رحمت خان یہی کام کرتا تھا لیکن پھر ایک ایکسیڈنٹ میں اس کی ایک ٹانگ فریکچر ہو گئی تو اسے ریٹائرڈ کر دیا گیا۔ وہ اب ڈرائیونگ تو نہیں کر سکتا لیکن راستہ بتا سکتا ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے پھر ہمیں وہاں پہنچنا ہے''...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو صفدر اور ٹائیگر نے بھی اس کی تائید کر دی۔

بارٹلے اپنے ساتھیوں سمیت ایک غار میں سے گزرنے کے بعد ایک قدرتی کریک سے گزر کر دوسری طرف موجود ایک چھوٹی سی لیکن گول غار میں داخل ہوا۔ اب تک ان پر کسی بھی طرف سے کوئی اٹیک نہ ہوا تھا جبکہ ڈاکٹر ظفر نے انہیں ڈرایا تھا کہ وہ کسی بھی لمحے کسی بھی اٹیک کا شکار ہو سکتے ہیں۔

''ڈاکٹر ظفر تو ہمیں خواہ مخواہ ڈرا رہا تھا''...... پامیلا نے کہا۔

''ہاں۔ یہ ایشیائی لوگ ایسے ہی ہوتے ہیں''...... ایڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''دراصل ہمارے پاس ڈبل زیرو کراس فائر موجود ہے۔ اس کی وجہ سے یہاں موجود کوئی ڈیوائس کام نہیں کر رہی''...... بارٹلے نے کہا۔

''اوہ ہاں۔ یہی وجہ ہو سکتی ہے۔ اکریمیا زندہ باد''...... اس بار ٹونی نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"آؤ اب آگے چلیں"...... بارٹلے نے کہا اور ایک طرف موجود غار نما سوراخ کی طرف بڑھنے لگا۔ یہ ایک سرنگ نما غار تھی لیکن اس قدر کھلی ضرور تھی کہ وہ سر جھکا کر اور قطار بنا کر اس میں سے گزر سکتے تھے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور پھر وہ بارٹلے کی رہنمائی میں دوسری طرف پہنچے تو یہ بھی ایک چھوٹی سی غار تھی جس کی چھت میں سوراخ موجود تھا۔ وہ سر اٹھا کر اس سوراخ کو دیکھ ہی رہے تھے کہ یکلخت سرر کی تیز آواز کے ساتھ سوراخ اس طرح بند ہو گیا جیسے کبھی وہاں رہا ہی نہ ہو۔ بہت موٹی چٹان نجانے کہاں سے آ کر اس میں ایڈجسٹ ہو گئی تھی۔ اس طرح کہ معمولی سی جھری بھی سائیڈوں پر نظر نہ آ رہی تھی۔ اسی لمحے ان کے عقب میں بھی سرر کی تیز آواز سنائی دی تو وہ سب اچھل کر مڑے تو سرنگ کا راستہ بھی چھت کے سوراخ کی طرح بند ہو چکا تھا۔

"یہ کیا ہوا۔ یہ تو لگتا ہے کہ باقاعدہ ہمارے خلاف کوئی کارروائی کی جا رہی ہے"...... پامیلا نے چیختے ہوئے کہا۔

"ہاں۔ ہمیں باقاعدہ یہاں لا کر بلاک کر دیا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ڈبل زیرو کراس کام نہیں کر رہا۔ یہ کیسے ممکن ہے"...... بارٹلے نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ہم بم مار کر راستہ کھول سکتے ہیں"...... ایڈن نے کہا۔

"نکالو بم اور پہلے واپسی کا راستہ کھولو ورنہ چھت ٹوٹ گئی تو ہم سب ملبے تک دب جائیں گے"...... بارٹلے نے کہا۔

"اوہ تو یہ مسئلہ ہے۔ ویری بیڈ"...... پامیلا نے کہا۔

"کیا ہوا"...... بارٹلے نے چونک کر پامیلا کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"اب ہم واپس تو جا سکتے ہیں لیکن آگے نہیں بڑھ سکتے کیونکہ چھت پر بم مارنے کا نتیجہ کچھ بھی نکل سکتا ہے۔ ہم ملبے کے نیچے دب کر ہلاک ہو سکتے ہیں اور اگر ملبہ زیادہ ہوا تو ہماری ہڈیاں تک سرمہ کی طرح پس جائیں گی۔ یقیناً یہ انہوں نے باقاعدہ ٹریپ بنایا ہے"...... پامیلا نے کہا۔

"ہم کوئی اور راستہ بھی تو تلاش کر سکتے ہیں۔ بہرحال بم مارو تاکہ ہم یہاں سے تو نکلیں ورنہ یہاں ہمارے دم بھی گھٹ سکتے ہیں۔ مجھے یہاں آکسیجن کی کمی ابھی سے محسوس ہونے لگ گئی ہے"...... بارٹلے نے کہا تو سب کے چہروں پر انتہائی تشویش کے تاثرات ابھر آئے۔ ایڈن نے اپنی پشت پر لادے ہوئے بیگ میں سے ایک میگا پاور بم نکالا اور اس کی پن کھینچ کر اسے پوری قوت سے عقبی دیوار کے اس حصے پر مار دیا جہاں پہلے راستہ موجود تھا لیکن کچھ بھی نہ ہوا۔ بم ٹوٹ کر نیچے گرا اور بارود زمین پر بکھر گیا۔

"کیا مطلب۔ یہ بم کام نہیں کر رہا۔ کیوں"...... بارٹلے نے حیرت سے اچھلتے ہوئے کہا۔

"آپ اپنا زیرو کراس آف کر دیں شاید اس کی وجہ سے ایسا ہوا

ہو گا''...... پامیلا نے کہا تو بارٹلے نے اثبات میں سر ہلا دیا اور جیب سے ڈبل زیرو کراس نکال کر اسے آف کر دیا۔

''اب دوسرا بم فائر کرو''...... بارٹلے نے آف شدہ ڈبل زیرو کراس واپس جیب میں رکھتے ہوئے کہا اور ایڈن نے پشت پر موجود بیگ میں سے ایک اور بم نکالا۔ اس کی پن دانتوں سے کھینچ کر اس نے اسے پوری قوت سے دیوار پر مار دیا لیکن اس کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلے کا ہوا تھا۔

''اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہاں کوئی ایسا آلہ کام کر رہا ہے جو بارود کو زیرو کر دیتا ہے اور وہ ڈبل زیرو پاور کراس سے بھی زیادہ طاقتور ہے''...... بارٹلے نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

''اب کیا ہو گا۔ یہاں تو اب سانس لینا بھی دشوار ہو رہا ہے۔ یہاں موجود آکسیجن جلد ختم ہو جائے گی''...... پامیلا نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''دو بموں سے نکلنے والا بارود اب یہاں کی فضا میں شامل ہو گیا ہے۔ وہ ہمیں کسی بھی وقت بے ہوش کر سکتا ہے اور آکسیجن کی کمی ہمیں ہلاک کر دے گی''...... ایڈن نے کہا۔

''خاموش ہو جاؤ مجھے کچھ سوچنے دو''...... بارٹلے نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''سوچو جلدی سوچو بارٹلے ورنہ بند غار ہمارا مقبرہ بن جائے

گا۔ مجھے تو چکر آ رہے ہیں اور میرا ذہن لٹو کی طرح گھوم رہا ہے''...... پامیلا نے تیز تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح نیچے گری جیسے اس کے جسم سے توانائی یکلخت غائب ہو گئی ہو۔

''اوہ اوہ۔ ہاں ہاں یہ ہو سکتا ہے''...... اسی لمحے بارٹلے نے آنکھیں کھولتے ہوئے کہا۔ وہ آنکھیں بند کئے کھڑا تھا جبکہ ٹونی جھک کر پامیلا کو ہوش میں لانے کی کوشش کر رہا تھا۔

''ایڈن۔ تمہارے بیگ میں ریز پشر موجود ہے وہ نکالو جلدی کرو''...... بارٹلے نے ایڈن سے مخاطب ہو کر کہا تو ایڈن نے اپنا بیگ اپنی پشت سے اتارا اور نیچے رکھ کر کھول دیا لیکن خود بھی وہ اس طرح پیروں کے بل بیٹھ گیا جیسے اس کے جسم میں جان نہ رہی ہو۔

''مم۔ مم۔ میرا سر۔ میرا سر''...... ایڈن کے منہ سے گھٹی گھٹی آواز نکلی اور پھر وہ وہیں زمین پر گر گیا۔ اسی لمحے پامیلا کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتا ہوا ٹونی بھی بے ہوش ہو کر گر گیا۔ بارٹلے کی اپنی حالت بھی خراب تھی لیکن اسے معلوم تھا کہ اگر وہ بے ہوش ہو گیا تو پھر ان سب کی موت یقینی ہے اس لئے وہ اپنے آپ کو سنبھالنے کی پوری کوشش کر رہا تھا۔ پھر اس نے خود ہی بیگ میں سے ریز پشر نکال لیا۔ یہ ایک پستول نما آلہ تھا جس کے سامنے مستطیل شکل کی پلیٹ لگی ہوئی تھی اس سے جو ریز نکلتی تھیں وہ اس

پلیٹ پر پہنچ کر زور دار جھٹکے سے آگے بڑھتی تھیں اور یہ جھٹکا اس قدر زور دار ہوتا تھا کہ بڑی بڑی چٹانیں کھل جاتی تھیں اس لئے اسے یقین تھا کہ گو یہاں بارود کام نہیں کر رہا لیکن ریز آلہ ضرور کام کرے گا کیونکہ ریز کے آلات بے حد جدید بھی تھے اور انتہائی مہنگے بھی۔ اس لئے پس ماندہ ملکوں نے صرف میگزینوں اور کتب میں ان کا تذکرہ پڑھا ہو گا لیکن اس کا حصول اور استعمال ان پس ماندہ ملکوں کے لئے ناممکن تھا۔ اس کے تینوں ساتھی بے ہوش ہو چکے تھے لیکن اس نے اپنے آپ کو کنٹرول کیا ہوا تھا کیونکہ وہ ان سب کا انچارج تھا۔ یہ اس کی ڈیوٹی تھی کہ وہ اپنے ساتھیوں کا خیال رکھے۔ اس نے ریز پشر کو آن کیا اور پھر اس کا رخ اس عقبی دیوار کی طرف کر دیا جہاں سے وہ سرنگ عبور کر کے اس غار میں داخل ہوئے تھے۔ اس نے ریز پشر کا ٹریگر دبا دیا۔ کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی پلیٹ سے نکلنے والی بنفشی رنگ کی شعاعیں سامنے دیوار سے ٹکرائیں اور اس کے ساتھ ہی خوفناک دھماکہ ہوا اور وہ دیوار ریزہ ریزہ ہو کر عقبی طرف گر گئی اور سرنگ کا راستہ پہلے سے بھی زیادہ کھل گیا۔ اس کے ساتھ ہی تازہ ہوا کا ریلا بھی غار میں داخل ہوا تو بارٹلے خوشی سے اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ وہ نہ صرف خود بلکہ اس کے ساتھی بھی بچ گئے تھے۔ جو آکسیجن کی کمی اور بارود کی وجہ سے فضا کی آلودگی سے بے ہوش ہو گئے تھے لیکن اسے یقین تھا کہ اب یہ جلد ہی ہوش میں آ جائیں گے کیونکہ اسے مسلسل احساس

ہو رہا تھا کہ چٹان ہٹنے کے بعد تازہ ہوا کسی نہ کسی راستے سے اندر آ رہی تھی اور پھر اس نے ایک ایک کر کے ایڈن اور ٹونی کو ہوش دلایا البتہ پامیلا جب باوجود کوشش کے ہوش میں نہ آئی تو اس نے اسے اٹھا کر اپنے کاندھے پر لادا اور پھر وہ تینوں اس سرنگ میں داخل ہو گئے۔ طویل سرنگ کا خاتمہ بڑے کمرے نما غار میں ہوا اور یہاں پہنچ کر انہیں ایک بار پھر شاک سا لگا کیونکہ اس کا واپسی کا راستہ بھی بند تھا لیکن بارٹلے کو اب ریز پشر پر بھروسہ تھا اور اس کا بھروسہ درست ثابت ہوا۔ جب ریز پشر کی مدد سے آخری رکاوٹ بھی دور ہو گئی اور وہ سب ایک ایک کر کے غار سے باہر کھلے آسمان کے نیچے پہنچ گئے اور پھر وہ سب بے اختیار لمبے لمبے سانس لینے لگے۔ کھلی فضا میں پہنچ کر پامیلا کو بھی ہوش آ گیا تھا۔ یہ وہی جگہ تھی جسے لاسٹ سٹاپ کہا جاتا تھا اور جہاں سے آگے لیبارٹری تک کے لئے پہاڑوں کے اندر کا راستہ استعمال کیا جاتا تھا۔

”یہ انتہائی خوفناک راستہ ہے بارٹلے۔ ہمیں کچھ اور سوچنا چاہئے“...... پامیلا نے کہا جبکہ ایڈن اور ٹونی دونوں لمبے لمبے سانس لیتے ہوئے ادھر ادھر گھوم پھر رہے تھے۔

”دوسری طرف کا راستہ شوگران سے ہے اور میں پہلے ہی بتا چکا ہوں کہ وہ لوگ سائنس میں بھی آگے ہیں اور کام کرنے میں بھی۔ اس لئے ادھر سے ہی مشن مکمل کرنا ہے“...... بارٹلے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ اس کا آخری فیصلہ ہو۔

"اوکے"...... پامیلا نے بارٹلے کا موڈ دیکھ کر اس کی تائید کر دی۔

"باس باس"...... اچانک لاسٹ سٹاپ کے آخری کنارے پر کھڑے ایڈن نے چیختے ہوئے کہا۔ وہ نیچے دیکھ رہا تھا۔

"کیا ہوا ایڈن۔ کیوں چیخ رہے ہو"...... بارٹلے نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ایک بڑی جیپ آ رہی ہے اس طرف"...... ایڈن نے کہا تو بارٹلے سمیت سب اچھل پڑے۔

"اوہ۔ وہ یہیں آ رہے ہوں گے۔ یہاں اور کسی طرف جانے کا راستہ نہیں ہے"...... بارٹلے نے کہا۔

"لیکن وہ کون ہو سکتے ہیں بارٹلے"...... پامیلا نے بھی آگے بڑھتے ہوئے کہا۔

"وہ یقیناً کوئی سائنس دان ہو گا۔ ڈاکٹر ظفر کی طرح اسے لیبارٹری لے جایا جائے گا۔ ہمارے لئے یہ بہترین موقع ہے ہم پہلے اس کمرے تک پہنچ جائیں جہاں ہمیں ہلاک کیا گیا تھا اور اگر ریز پشر کام نہ کرتی تو اب تک ہم ختم ہو چکے ہوتے۔ وہاں سے آگے ہم کنٹرول کر لیں گے"...... بارٹلے نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"باس۔ ہم یہاں اردگرد کیوں نہ چھپ جائیں۔ نادر نے بتایا تھا کہ اندر سے آدمی آتا ہے وہ سائنس دان کو لے جاتا ہے اگر

پہلے وہاں ہماری موجودگی مارک ہو گئی تو وہ آدمی نہ آئے گا"...... ایڈن نے کہا۔

"لیکن ان لوگوں کے خاتمے کے لئے ہمیں ان پر فائر کھولنا پڑے گا۔ سائیلنسر لگے دو پسٹلز تھے وہ نادر اور ڈاکٹر ظفر پر خالی کر دیئے تھے اور پہاڑوں میں فائرنگ کی گونج نجانے کہاں کہاں سنائی دے گی اس طرح ہم پھنس سکتے ہیں اس لئے ہم گردن دبا کر اور کنپٹی پر ضرب لگا کر ان کا خاتمہ کریں گے"...... بارٹلے نے کہا۔

"جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو وہ لوگ یہاں پہنچ گئے تو پھر مسئلہ بن جائے گا"...... پامیلا نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"آؤ ہمیں اندر ہی رہنا ہو گا۔ آؤ"...... بارٹلے نے حتمی لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا تو پامیلا، ایڈن اور ٹونی تینوں بھی اس کے پیچھے چل پڑے۔

عمران نے پہاڑ پور سے طاقتور انجن اور نئے ماڈل کی مضبوط
باڈی والی جیپ خریدی اور پھر اس جیپ پر ہی سوار ہو کر وہ سب
اس ٹاؤن کی طرف روانہ ہو گئے جہاں نادر کی رہائش گاہ تھی۔ گو
ٹائیگر کو اس کا درست پتہ معلوم تھا کیونکہ ٹائیگر نے پہاڑ پور میں
ایک ہوٹل میں کام کرنے والے سپر وائزر سے اس بارے میں
معلومات حاصل کر لی تھیں جو نادر کے گاؤں میں ہی رہتا تھا اور
نادر سے پہلے اسی پوسٹ پر کام کرتا تھا یعنی وہ سرکاری طور پر
لیبارٹری جانے والے افراد کو جیپ میں سوار کر کے لاسٹ سٹاپ پر
پہنچایا کرتا تھا یا لیبارٹری سے واپس آنے والوں کو لاسٹ سپاٹ
سے واپس ٹاؤن لے آتا تھا جہاں سے وہ بائی روڈ پہاڑ پور پہنچ
جاتے تھے۔

لیکن پھر اس آدمی جس کا نام رحمت خان تھا کی ایک ایکسیڈنٹ
میں ایک ٹانگ تین جگہوں سے ٹوٹ گئی تھی۔ گو وہ اس قابل تو ہو

گیا تھا کہ چھڑی کے سہارے سے چل بھی سکتا تھا اور ڈرائیونگ بھی
با آسانی کر سکتا تھا کیونکہ اس کی جو ٹانگ ٹوٹی تھی اس سے اس نے
صرف ایکسیلیٹر دبانا تھا اور یہ کام وہ اب بھی آسانی سے کر سکتا تھا
جبکہ دوسری ٹانگ درست حالت میں تھی لیکن محکمہ نے اسے نہ صرف
ڈیوٹی سے ہٹا دیا تھا بلکہ اسے جبری پنشن پر بھی بھیج دیا گیا تھا۔
ظاہر ہے یہ پنشن اس قدر نہ ہوتی تھی جس سے اس کا اور اس کے
گھر والوں کا با آسانی گزارا ہو سکے اس لئے اس نے پہاڑ پور کے
ایک ہوٹل میں بطور سپروائزر نوکری کر لی تھی۔ وہ اپنی ڈیوٹی کرسی پر
بیٹھ کر کرتا تھا اور ویٹرز کو چیک کرتا رہتا تھا تاکہ ہوٹل کے گاہکوں کو
کوئی شکایت نہ ہو۔

ٹائیگر نے اس سے ملاقات کر کے اسے اپنے ساتھ چلنے اور
اس کے لئے بھاری معاوضے کی پیشکش کی تو رحمت خان مان گیا
اور پھر ٹائیگر نے پہلے تو خود جا کر عمران کو تفصیل بتائی تھی پھر اس
نے رحمت خان کو عمران سے ملوا دیا تھا اور عمران نے نہ صرف اسے
معقول معاوضہ دینے کا وعدہ کیا بلکہ اسے بھاری انعام دینے کا بھی
وعدہ کر لیا۔ ٹاؤن پہنچ کر رحمت خان نے وہاں نادر کے بارے میں
چیکنگ کی لیکن اسے بھی یہی رپورٹ دی گئی کہ نادر آخری بار ایک
جیپ میں سائنس دان ڈاکٹر ظفر کو لے کر جس کے ساتھ ایک غیر
ملکی آدمی بھی تھا گیا ہے اور پھر اب تک نہ ہی نادر کی واپسی ہوئی
اور نہ ہی وہ جیپ واپس آتی دیکھی گئی جس پر عمران نے فوری طور

پر اس لاسٹ سٹاپ تک پہنچنے کے لئے روانگی کا اعلان کر دیا اور اب عمران، ٹائیگر، صفدر اور کیپٹن شکیل رحمت خان کے ساتھ لاسٹ سٹاپ کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ رحمت خان کے ساتھ سائیڈ سیٹ پر ٹائیگر تھا جبکہ عقبی سیٹوں پر عمران، صفدر اور کیپٹن شکیل کے ساتھ موجود تھا۔

"عمران صاحب۔ کیا بارٹلے اور اس کے ساتھی وہاں موجود حفاظتی انتظامات کو کور کر لیں گے کیونکہ اس لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات آپ کے بقول فول پروف ہیں"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"دونوں باتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ ہائی پاور زیرو کر اس کو استعمال کر کے حفاظتی انتظامات کو زیرو کر دیں ایسی صورت میں وہ اب تک لیبارٹری پہنچ بھی چکے ہوں گے اور اگر ایسا نہیں ہے تو پھر دوسری صورت ان کے وہاں رکنے کی ایک ہی وجہ ہو سکتی ہے کہ وہ لوگ وہاں بیٹھے کسی کی آمد کا انتظار کر رہے ہوں کیونکہ لیبارٹریوں میں اکثر ریسرچ ورک میں رکاوٹ آ جاتی ہے اور اس رکاوٹ کو دور کرنے کے لئے کسی نہ کسی سائنس دان کو وہاں بھیجا جاتا ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ڈاکٹر ظفر اور نادر تو واپس آ جاتے۔ کیا وہ بھی راستہ کھلنے کے انتظار میں ہوں گے"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"اوہ۔ تم نے اچھا پوائنٹ سوچا ہے۔ یہ واقعی اہم بات

ہے"...... عمران نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب۔ میرا خیال ہے کہ ڈاکٹر ظفر اور نادر کو ان لوگوں نے ختم کر دیا ہو گا۔ وہ انہیں زندہ چھوڑنے کا رسک نہیں سکتے"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"لیکن وہ ڈاکٹر ظفر کو ساتھ کیوں لے گئے۔ وجہ"...... صفدر نے کہا۔

"ڈاکٹر ظفر پارس لیبارٹری کو ایک چکر لگا آئے ہیں۔ بارٹلے اسے اپنے ساتھ اس لئے لے گیا تاکہ ڈاکٹر ظفر اس کی رہنمائی کر سکے۔ البتہ نادر کی واپسی نہیں ہوئی اس لئے ہو سکتا ہے کہ اسے ہلاک کر دیا گیا ہو اور جیپ کہیں چھپا دی گئی ہو اور ڈاکٹر ظفر کو وہ لوگ اس وقت تک ہلاک نہیں کریں گے جب تک وہ لیبارٹری تک نہ پہنچ جائیں"...... فرنٹ سیٹ پر بیٹھے ہوئے ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ ہماری جیپ اس پہاڑی علاقے میں دور سے مارک ہو سکتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ بارٹلے اور اس کے ساتھی کسی وجہ سے ابھی تک اس لاسٹ سٹاپ پر ہی ہوں اس صورت میں وہ ہمارے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوں گے اس لئے ہمیں تقسیم ہو کر اور چٹانوں کی اوٹ لے کر وہاں پہنچنا چاہئے"۔ صفدر نے کہا۔

"رحمت خان۔ کتنا سفر باقی ہے"...... عمران نے ڈرائیور سے

مخاطب ہو کر کہا۔

''سر۔ ایک چکر کے بعد ہم لاسٹ پوائنٹ پر ہوں گے اور یہ چکر تقریباً دس کلو میٹر کا ہے''...... ڈرائیور رحمت نے جواب دیا۔

''اوکے۔ پھر جیپ کو کسی چٹان کی اوٹ میں روک دو۔ ایسی جگہ کہ کسی طرف سے بھی اور خصوصاً اوپر سے کوئی اسے دیکھ نہ سکے''...... عمران نے کہا۔

''یس سر''...... رحمت خان نے جواب دیا اور پھر تھوڑا آگے جا کر رحمت خان نے جیپ آگے کی طرف نکلی ہوئی ایک چٹان کے نیچے اس طرح لے جا کر روک دی کہ اسے کسی بھی طرف سے چیک نہ کیا جا سکتا تھا جب تک اس کے قریب نہ کوئی پہنچ جائے۔

''کہاں ہے وہ لاسٹ سٹاپ۔ اشارے سے بتاؤ''...... عمران نے رحمت خان سے کہا تو اس نے انگلی اوپر کی طرف اور تھوڑا سا رخ موڑ کر اشارہ کر دیا۔

''اگر وہاں لوگ چھپے ہوئے ہوں اور ہم ان کی نظروں میں آئے بغیر وہاں تک پہنچنا چاہیں تو کیسے پہنچ سکتے ہیں''...... عمران نے کہا۔

''ہمیں گھوم کر عقبی طرف جانا ہو گا وہاں سے اوپر چڑھ کر ہم وہاں پہنچ جائیں گے جبکہ وہ لوگ فطری طور پر ہمیں نیچے ہی چیک کرتے رہیں گے اور وہ بھی اس صورت میں اگر انہوں نے ہمیں پہلے چیک کر لیا ہو کہ ہم اوپر آ رہے ہیں''...... رحمت خان نے

جواب دیا۔

''اوکے۔ چلو ہمیں جلد از جلد وہاں پہنچنا ہے''...... عمران نے کہا اور پھر وہ سب رحمت خان کی رہنمائی میں آگے بڑھنے لگے اور پھر کافی مشقت کے بعد وہ عقبی طرف سے لاسٹ سٹاپ پر پہنچ گئے لیکن یہ ویران پڑا تھا وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

''ان کی جیپ یہاں موجود ہو گی اور وہ نادر ان کا ڈرائیور کہاں ہو سکتا ہے''...... عمران نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہو سکتا ہے کہ وہ کسی اور راستے سے جیپ کو واپس لے جا چکا ہو''...... صفدر نے کہا۔

''نہیں جناب۔ جیپ کا یہاں اور کوئی راستہ نہیں البتہ پیدل چلنے کے کئی راستے ہو سکتے ہیں''...... رحمت خان نے کہا۔

''عمران صاحب۔ ادھر آئیں یہاں ایک جیپ کھائی میں گری ہوئی ہے''...... کچھ فاصلے پر موجود کیپٹن شکیل نے کہا تو وہ سب تیزی سے اس کی طرف بڑھنے لگے۔

''اوہ ہاں۔ جیپ واقعی کھائی میں پڑی ہے اور اسے آگ بھی لگ گئی ہے اور یہ پوری جلی ہوئی ہے''...... عمران نے نیچے جھانکتے ہوئے کہا۔

''یہ کھائی ایسی جگہ پر ہے عمران صاحب کہ جیپ چلتی ہوئی نیچے نہیں گر سکتی۔

یہ خصوصی طور پر کھائی میں گرائی گئی ہے۔ اگر ہم اوپر موجود

چٹانوں سے یہاں نہ پہنچتے تو ایسی کھائیوں پر ہماری توجہ ہی نہ جاتی“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ انہوں نے یہاں اپنی آمد کو چھپانے کے لئے جیپ کو کھائی میں گرایا ہے“...... عمران نے کہا۔

”یس عمران صاحب حقیقت یہی ہے“...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”پھر تو یقیناً نادر کو بھی ہلاک کر دیا گیا ہوگا اور اس کی لاش بھی کسی کھائی میں پڑی ہو گی۔ اسے تلاش کرو تاکہ معاملات واضح ہو سکیں اور پھر ان معاملات کو مدنظر رکھ کر آئندہ کا لائحہ عمل بنایا جا سکے“...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل، صفدر اور ٹائیگر تینوں بکھر کر لاسٹ شاپ کے کناروں کے قریب موجود کھائیوں کی طرف بڑھ گئے۔

”کیا نادر کو واقعی ہلاک کر دیا گیا ہے“...... عمران کے ساتھ موجود رحمت خان نے پریشان ہو کر پوچھا۔

”جیپ کی حالت دیکھ کر تو ایسا ہی محسوس ہوتا ہے۔ وہ ملک دشمن لوگ ہیں اور ملک کے مفاد کے خلاف کام کر رہے ہیں جبکہ نادر نے صرف دولت کی لالچ میں ملک دشمنوں کا ساتھ دیا اس کا انجام ایسا ہی ہونا تھا“...... عمران نے سرد لہجے میں جواب دیا تو رحمت خان نے بے اختیار جھرجھری لی۔

”عمران صاحب“...... اسی لمحے کنارے سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

”باس باس۔ ادھر کھائی میں کوئی لاش پڑی ہے“...... اسی لمحے ایک اور کنارے سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

”یہاں بھی ایک لاش موجود ہے“...... صفدر نے بلند آواز میں کہا۔

”دو لاشیں۔ کیا مطلب۔ ایک تو نادر کی ہو سکتی ہے لیکن دوسری کس کی ہے“...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر کچھ دیر بعد جب لاشیں نکال لی گئیں تو پتہ چلا کہ ایک لاش نادر ڈرائیور کی ہے اور دوسری سائنس دان ڈاکٹر ظفر کی ہے۔ انہیں گولیاں مار کر ہلاک کیا گیا تھا اور پھر ان کی لاشیں کھائیوں میں پھینک دی گئی تھیں۔

”ان کی جیبیں چیک کرو“...... عمران نے کہا۔

”کچھ نہیں ہے چیک کر چکا ہوں“...... صفدر نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ گارڈز چیک دیئے گئے تھے جو واپس لے لئے گئے۔ او کے۔ اب معاملہ صاف ہو گیا ہے کہ یہ لوگ راستے میں ہیں یا پھر لیبارٹری تک پہنچ چکے ہیں۔ اب ہمیں تیزی سے آگے بڑھنا ہے تاکہ اگر یہ ابھی راستے میں ہیں تو انہیں کور کیا جا سکے“...... عمران نے کہا۔

”عمران صاحب۔ اگر وہ لیبارٹری تک پہنچ بھی گئے ہوں گے تو ظاہر ہے اپنی موجودگی میں تو اسے تباہ نہیں کریں گے ورنہ وہ خود بھی ساتھ ہی ہلاک ہو جائیں گے اس لئے وہ لازماً واپس آ کر ہی اسے تباہ کریں گے۔ ہمیں ان کا یہیں انتظار کرنا چاہئے“...... صفدر

نے کہا۔

''شوگران کی طرف سے بھی راستہ موجود ہے۔ وہ ادھر سے بھی نکل سکتے ہیں۔ ہمیں بہرحال چیکنگ کرنی ہوگی۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہمارا ٹکراؤ اندر ہی ہوگا''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے عمران صاحب۔ پھر ہمیں پوری طرح تیار ہو کر اندر داخل ہونا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ ہم بطور اجنبی کسی ہتھیار کا نشانہ بن جائیں''...... صفدر نے کہا۔

''اگر کسی ہتھیار نے ان پر اثر نہیں کیا تو ہم پر بھی نہیں کرے گا۔ رحمت خان تم چاہو تو جیپ کے اندر ہماری واپسی تک رہو چاہو تو جیپ لے کر واپس چلے جاؤ۔ ضرورت پڑنے پر ہم تمہیں سیل فون پر کال کر لیں گے''...... عمران نے کہا۔

''جیسے آپ کا حکم سر''...... رحمت خان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم چلے جاؤ۔ ہمیں معلوم نہیں کس قسم کے حالات پیش آئیں اور تم یہاں چند گھنٹوں سے زیادہ تو نہیں رہ سکتے۔ ہم تمہیں کال کر لیں گے''...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

''اوکے۔ اللہ حافظ''...... رحمت خان نے کہا اور مڑ کر لاسٹ سٹاپ کے ایک کنارے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

''آؤ۔ اب ہم آگے بڑھیں''...... عمران نے کہا اور پھر سب نے مشین پسٹل جیبوں میں رکھے جبکہ عمران کے ہاتھ میں مشینری کو

زیرو کرنے والا کراس بھی موجود تھا۔

''عمران صاحب۔ پلیز ایک منٹ''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

''کیا بات ہے کھل کر کہو''...... عمران نے کیپٹن شکیل کی آنکھوں میں موجود ہچکچاہٹ کے تاثرات دیکھتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ ہم سب کو اس طرح احمقوں کی طرح سر اٹھا کر اندر نہیں جانا چاہئے۔ ہم اکٹھے مارے بھی جا سکتے ہیں کیونکہ ہو سکتا ہے کہ انہیں ہماری آمد کی خبر پہلے ہی مل چکی ہو اور وہ راستے میں ہماری تاک میں بیٹھے ہوں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''لیکن الگ الگ جانے کا بھی کوئی فائدہ نہیں کیونکہ راستہ ایک ہی ہے''...... عمران نے کہا۔

''میرا مطلب تھا کہ پہلے کوئی ایک وہاں جائے اور جب راستہ کلیئر ہو تو ساتھیوں کو کال کرے اس طرح ہم زیادہ محفوظ رہ سکتے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''ہم سب تربیت یافتہ ہیں ہمیں معلوم ہے کہ ایسی صورت حال میں ہم نے کیا کرنا ہے اور کس طرح کرنا ہے''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ وہ راستہ ہے کہاں جہاں سے ہم نے گزرنا ہے''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں۔ کیا یہاں سے لیبارٹری کے اندر کسی سائنس دان سے رابطہ ہو سکتا ہے''...... اچانک خاموش کھڑے ٹائیگر نے کہا۔

"ہاں لیکن کیوں"...... عمران نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اس سے اندر کی صورتحال معلوم ہو سکتی ہے"...... ٹائیگر نے کہا۔

"تم چلو۔ جو صورتحال ہو گی سامنے آ جائے گی"...... عمران نے فیصلہ کن لہجے میں کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

بارٹلے اور پامیلا لیبارٹری کے راستے میں اس کمرے میں موجود تھے جہاں انہوں نے دو طاقتور بارودی بم مار کر بلاکنگ توڑنے کی کوشش کی تھی لیکن الٹا بارود کی بُو پھیل جانے اور آکسیجن کی تیزی سے کمی ہونے کی وجہ سے وہ سب سوائے بارٹلے کے بے ہوش ہو گئے تھے البتہ بارٹلے نے اپنے حواس سلامت رکھے اور پھر ریز پشر کے استعمال سے وہ بلاکنگ توڑنے میں کامیاب ہو گیا تھا۔ پھر وہ باری باری ہوش میں آ کر باہر لاسٹ سپاٹ پر نکل گئے۔ اب مسئلہ یہ تھا کہ کیا ریز پشر آگے بھی کام کرے گا یا نہیں کیونکہ ان کا طاقتور زیرو کراس بھی وہاں موجود مشینری پر اثر انداز نہ ہو سکا تھا اور اگر بارٹلے ہوش میں نہ رہتا تو شاید اب تک وہ سب ہلاک ہو چکے ہوتے اور ان کی لاشیں بھی گل سڑ چکی ہوتیں۔ بارٹلے اور پامیلا دونوں اس کمرے میں موجود تھے۔

یہاں کی فضا میں ابھی تک بھاری پن موجود تھا لیکن بہرحال

ایسا بھی نہ تھا کہ وہ ہوش میں نہ رہ سکتے۔ ایڈن اور ٹونی دونوں کو راستے میں موجود دوسرے حصوں میں بھیجا گیا تھا تاکہ وہ باہر کی چیکنگ کرتے رہیں اور اپنی رپورٹ بارٹلے کو دیں اور پھر ان کی رپورٹ کے مطابق کارروائی کی جا سکے کیونکہ وہ ایک جیپ کو ادھر آتے دیکھ چکے تھے۔

''مجھے یقین ہے کہ جیپ میں کوئی سائنس دان ہی یہاں آ رہا ہوگا اور کسی کو یہاں آنے کی کیا ضرورت ہے''...... پامیلا نے کہا۔

''اگر ایسا ہے تو یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ سائنس دان کے لئے وہ لازماً راستہ کھولیں گے اور ہم اس کے پیچھے وہاں پہنچ جائیں گے''...... بارٹلے نے کہا۔

''پھر واپسی کیسے ہوگی۔ لیبارٹری کی تباہی سے جو دھماکہ ہوگا وہ نجانے کہاں تک سنا جائے''...... پامیلا نے کہا۔

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم شوگران کے راستے آسانی سے نکل سکتے ہیں''...... بارٹلے نے جواب دیا۔ اسی لمحے اس کے سیل فون کی مخصوص گھنٹی بج اٹھی تو دونوں چونک پڑے۔ بارٹلے نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے سیل فون کو دیکھا۔

''ایڈن کی کال ہے۔ میرا خیال ہے کہ کوئی اچھی خبر ہوگی''۔ بارٹلے نے کہا اور بٹن پریس کر دیا۔

''یس بارٹلے بول رہا ہوں''...... بارٹلے نے کہا۔

''ایڈن بول رہا ہوں چیف۔ جیپ تو یہاں نہیں آئی البتہ اوپر

سے کود کر کچھ آدمی یہاں پہنچے ہیں۔ یہ پانچ افراد ہی ہیں اور ان میں ایک مقامی ہے۔ ان کا انداز ایسا ہے جیسے یہ تربیت یافتہ لوگ ہوں''...... ایڈن نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

''انہیں چیک کرتے رہو جب کوئی خاص بات ہو تو رپورٹ دینا البتہ ٹونی کو میرے پاس بھیج دو۔ اس کے وہاں رہنے کا کوئی فائدہ نہیں''...... بارٹلے نے کہا۔

''ٹونی میرے ساتھ ہے۔ میں ایک سوراخ سے ایک سمت دیکھ رہا ہوں وہ دوسرے سوراخ سے دوسری سمت دیکھ رہا ہے اس طرح ہمیں پورا منظر دیکھنے کا موقع مل رہا ہے''...... ایڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ پوری طرح ہوشیار رہو''...... بارٹلے نے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

''وہ سائنس دان والا آئیڈیا تو ختم ہوگیا''...... پامیلا نے کہا۔

''ہاں سائنسدانوں کو کیا ضرورت تھی کہ وہ جیپ چھوڑ کر پیدل چلتے ہوئے لمبا چکر کاٹ کر یہاں پہنچے۔ یہ میرے خیال میں ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ ہیں۔ یہاں پاکیشیا میں لیبارٹریوں کی حفاظت ملٹری انٹیلی جنس کی ذمہ داری ہے''...... بارٹلے نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

''ویری بیڈ۔ دیکھو اب کیا ہوتا ہے لیکن اس بار تمہارا لائحہ عمل مجھے پسند نہیں آیا''...... پامیلا نے کہا۔

"کیوں کیا مطلب"...... بارٹلے نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اس لئے کہ تم خود انہیں اپنی طرف آنے کی دعوت دے رہے ہو جبکہ تمہارے پاس وہ آلہ موجود ہے جس سے بلاکنگ ختم کر کے ہم آسانی سے لیبارٹری تک پہنچ سکتے ہیں۔ اب یہ لوگ یہاں حملہ کریں گے اور ہم دیوار کے ساتھ لگ جانے پر مجبور ہو جائیں گے"...... پامیلا نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"جہاں بلاکنگ ختم کی گئی ہے یہ ابتدائی حصہ ہے۔ آگے لازماً یہاں سے زیادہ طاقتور حفاظتی انتظامات ہوں گے اور ہو سکتا ہے کہ مزید آگے جا کر ریز پشر بھی اس طرح کام نہ کر سکے جس طرح یہاں کام کر رہا ہے اور اگر ایسا نہ بھی ہوا تب بھی ہم اپنے عقب کو اس طرح خطرناک حالت میں کیسے چھوڑ سکتے ہیں۔ ہم انہیں ختم کر کے ہی آسانی اور اطمینان سے آگے بڑھ سکیں گے"...... بارٹلے نے اس بار تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے سیل فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"یس"...... بارٹلے نے رابطہ کا بٹن پریس کرتے ہوئے کہا اور پھر اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تو دوسری طرف سے آنے والی آواز پامیلا کو بھی بخوبی سنائی دینے لگی۔

"چیف ان لوگوں نے ہماری جیپ کو بھی چیک کر لیا ہے اور نادر اور ڈاکٹر ظفر کی لاشیں بھی تلاش کر لی ہیں"...... ایڈن نے کہا۔

"اوہ ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ عام لوگ نہیں ہیں بلکہ کسی خصوصی مشن پر یہاں آئے ہیں۔ میرا خیال تھا کہ یہ روٹین کی چیکنگ کر کے واپس چلے جائیں گے کیونکہ اکثر ایسی لیبارٹریوں کی حفاظت کے لئے چیکنگ کے لئے ٹیمیں آتی جاتی رہتی ہیں"۔ بارٹلے نے کہا۔

"اب کیا حکم ہے چیف۔ ویسے یہ ہماری موجودگی سے بے خبر ہیں اس لئے اگر آپ اجازت دیں تو ہم آسانی سے ان کا خاتمہ کر سکتے ہیں"...... ایڈن نے کہا۔

"احمق مت بنو یہ اتنی آسانی سے مارے نہیں جا سکتے۔ یہ تربیت یافتہ لوگ ہیں۔ جب یہ اندر آنے لگیں تو مجھے بتانا"۔ بارٹلے نے کہا اور رابطہ منقطع کر دیا۔

"تم آخر کرنا کیا چاہتے ہیں۔ یہ بہت اچھی تجویز تھی کہ انہیں باہر ہی فائرنگ کر کے ختم کر دیا جاتا"...... پامیلا نے کہا۔

"تمہیں پتہ ہے کہ یہاں بارودی ہتھیار کام نہیں کرتا اور انہیں اس بات کا علم نہیں ہے اس لئے ان کا تمام تر انحصار بارودی ہتھیاروں پر ہو گا جبکہ ہمیں اس اہم بات کا علم ہے اس لئے ہمارا انحصار ریز پشر پر ہو گا یا پھر جسمانی فائٹ پر۔ جس میں سپر گروپ کو ویسے ہی دنیا جانتی ہے۔ جبکہ باہر بارودی ہتھیار کام کریں گے کیونکہ جب نادر اور سائنسدان ڈاکٹر ظفر پر باہر گولیاں چلائی گئیں تو نتیجہ سامنے آ گیا"...... بارٹلے نے کہا۔

"کمال ہے تم واقعی بے حد گہرائی میں سوچتے ہو۔ نجانے کہاں سے تمہارے ذہن میں یہ باتیں آ جاتی ہیں"...... پامیلا نے تحسین بھرے لہجے میں کہا تو بارٹلے بے اختیار ہنس پڑا۔

"اچھا ایک بات بتاؤ۔ کیا تم یہاں ان کی آمد کا انتظار کرو گے۔ کیا پلان ہے تمہارے ذہن میں"...... پامیلا نے کہا۔

"کچھ نہیں۔ جب وہ اندر داخل ہوں گے تو ہم اچانک ان پر ٹوٹ پڑیں گے اور ان کا خاتمہ ہو جائے گا"...... بارٹلے نے ایسے لہجے میں کہا جیسے یہ کوئی عام سی اور انتہائی معمولی سی بات ہو۔ پھر کچھ دیر بعد سیل فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو بارٹلے نے رابطے کا بٹن پریس کر دیا۔

"یس"...... رابطہ ہونے پر بارٹلے نے کہا۔

"ایڈن بول رہا ہوں چیف"...... دوسری طرف سے ایڈن کی آواز سنائی دی۔

"ہاں کیا ہوا کوئی خاص رپورٹ"...... بارٹلے نے اشتیاق بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

"چیف انہوں نے مقامی آدمی کو واپس بھیج دیا ہے وہ شاید جیپ کا ڈرائیور ہے کیونکہ جو ہلکی سی آواز مجھ تک پہنچی ہے اس کے مطابق اس آدمی کا نام رحمت خان ہے اسے کہا گیا کہ وہ جیپ لے کر واپس چلا جائے جب ضرورت ہوگی تو اسے کال کر لیا جائے گا اور وہ واپس چلا گیا ہے۔ اب یہاں چار افراد ہیں اور ہاں چیف

ان کا جو باس ہے اسے عمران کا نام لے کر پکارا جا رہا ہے"۔ ایڈن نے کہا تو بارٹلے بے اختیار اچھل پڑا جبکہ پامیلا چونک کر اسے دیکھنے لگی۔

"عمران۔ کیا تم نے درست سنا ہے کوئی غلط فہمی تو نہیں ہوئی تمہیں"...... بارٹلے نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں چیف۔ ایک بار نہیں کئی بار یہ نام لیا گیا ہے۔ ٹونی نے بھی سنا ہے اس نے بھی یہی نام بتایا ہے"...... ایڈن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ویری بیڈ"...... بارٹلے نے پریشان سے لہجے میں کہا۔

"کیا ہوا باس کیا اس نام کی کوئی خاص اہمیت ہے"...... ایڈن نے کہا۔

"نانسنس کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ پاکیشیا میں عمران کون ہے۔ دنیا کا خطرناک ترین ایجنٹ جس کا نام سن کر ہی بڑے بڑے ایجنٹ چوکڑی بھول جاتے ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لیڈر عمران۔ اس کا مطلب ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے پیچھے ہے اور وہ یہاں تک بھی پہنچ گئے ہیں اور ہم احمقوں کی طرح یہ سمجھ رہے ہیں کہ پاکیشیا میں ہماری موجودگی اور مشن کا ابھی تک کسی کو علم نہیں ہے"...... بارٹلے نے تیز تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"چیف یہ آدمی وہ عمران نہیں ہے۔ جو آپ سمجھ رہے ہیں یہ تو

شکل سے ہی احمق دکھائی دیتا ہے''...... ایڈن نے کہا تو بارٹلے بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہی تو اس کی واحد نشانی ہے۔ بہرحال اب ہمیں بے حد ہوشیار رہنا ہے۔ تم اب ٹونی کو ساتھ لے کر میرے پاس آ جاؤ جلدی۔ ورنہ وہ تمہیں گھیر لیں گے۔ اب مجھے کچھ اور سوچنا پڑے گا۔ جلدی آؤ۔ فوراً''...... بارٹلے نے چیختے ہوئے کہا اور رابطہ ختم کر دیا۔

''کیا ہوا تمہیں ایسی بھی کیا پریشانی ہے۔ انسان ہی ہے وہ کوئی دیو یا جن تو نہیں ہے''...... پامیلا نے کہا۔

''وہ انسان کے روپ میں بھیڑیا ہے۔ دشمن ایجنٹوں کے لئے خوفناک بھیڑیا اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ اس لیبارٹری سے زیادہ ضروری اس عمران کا خاتمہ کرنا ہے''...... بارٹلے نے کہا۔

''تمہارے ذہن میں کیا پلاننگ ہے تفصیل سے بتاؤ بہت اہم معاملہ ہے۔ ہماری معمولی سی غفلت ہم سب کا خاتمہ کر دے گی''...... پامیلا نے کہا۔

''عمران اور اس کے ساتھی جس انداز میں لاسٹ سٹاپ پر موجود ہیں اور انہوں نے ڈرائیور کو واپس بھجوا دیا ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ ہم اس راستے سے گزر کر آگے بڑھ رہے ہیں اور وہ آسانی سے ہمیں عقب سے شکار کر لیں گے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ان کا خیال ہو کہ ہمارا رابطہ لیبارٹری کے

کسی آدمی سے بھی ہے''...... بارٹلے نے کہا۔

''لیکن جن کا رابطہ لیبارٹری سے ہو اس کے لئے تو لیبارٹری سے آدمی لاسٹ سٹاپ پر آتا ہے اور آنے والوں کو اپنے ساتھ لے جاتا ہے جبکہ ہمارے ساتھ تو کوئی ایسا آدمی نہیں ہے اور دوسری بات یہ کہ کیا ریز پشر آگے بھی کام دے گا یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ ریز پشر کام نہ کرے اور ہم الٹا پھنس کر رہ جائیں''...... پامیلا نے کہا۔

''تم فکر مت کرو یہ ہر صورت میں کام کرے گا اور ہم انہیں گھیر کر ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے''...... بارٹلے نے کہا اور پامیلا نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے وہ مزید بات نہ کرنا چاہتی ہو۔ تھوڑی دیر بعد ایڈن اور ٹونی بھی وہاں پہنچ گئے تو بارٹلے نے انہیں مختلف سائڈز پر اس انداز میں کھڑا کر دیا کہ عمران اور اس کے ساتھی جب اندر داخل ہوں یا ہو سکتا ہے کہ پہلے اندر جھانکیں دونوں صورتوں میں وہ انہیں نظر نہ آئیں۔ ریز پشر کی وجہ سے جو چٹانیں ہٹ گئی تھیں۔ ان کی آڑ میں بارٹلے اور اس کے ساتھی موجود تھے۔

بارٹلے خود ایسی جگہ پر موجود تھا۔ جہاں سے وہ اس راستے پر نظر رکھ سکتا تھا۔ جہاں سے عمران اور اس کے ساتھیوں نے داخل ہونا تھا اور پھر انہیں قریب سے ہی قدموں کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور آواز سنتے ہی بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کے جسم یکلخت تن سے گئے۔ وہ سمجھ گئے تھے کہ خوفناک ٹکراؤ کا وقت آ گیا ہے۔

عمران اور اس کے ساتھی اگر سیکرٹ سروس کے تربیت یافتہ افراد
تھے تو بارٹلے اور اس کے ساتھی نہ صرف گریٹ لینڈ بلکہ پوری دنیا
کی معروف ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹ تھے۔ پھر قدموں کی آواز
قریب آتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ بارٹلے اور اس کے
ساتھیوں کے جسموں میں تناؤ آتا چلا گیا۔

"عمران صاحب۔ ایک بار پھر سوچ لیں۔ جس طرح آپ کرنا
چاہتے ہیں اس طرح تو ہم براہ راست موت کے منہ میں بھی داخل
ہو سکتے ہیں"...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
"یہ تو بہت اچھا ہوگا۔ ہم آسانی سے موت کے دانت گن سکیں
گے کتنے ہیں اور کس قسم کے ہیں"...... عمران نے کہا تو صفدر نے
اس طرح سختی سے ہونٹ بھینچ لئے جیسے وہ آئندہ کبھی نہیں بولے گا۔
"عمران صاحب۔ دانتوں کی تعداد تو سمجھ میں آتی ہیں لیکن
آپ کا یہ فقرہ کس قسم کے ہیں یہ سمجھ نہیں آیا۔ دانت تو دانت
ہوتے ہیں۔ ان میں قسموں کا کیا تعلق"...... کیپٹن شکیل نے کہا۔
"کمال ہے تم نے آج تک اس بارے میں نہیں سوچا۔ قدرت
نے دو قسم کے دانت پیدا کئے ہیں۔ ایک قسم کے دانت گوشت
خوری کے کام آتے ہیں اور دوسری قسم کے دانت سبزی خوری کے
لئے۔ جن کے منہ میں صرف وہ دانت ہوں جو گوشت خوری کے

کام آتے ہوں۔ میرا مطلب ہے نوکدار دانت تو ایسے دانت رکھنے والے گوشت خور ہوتے ہیں جیسے شیر اور چیتا وغیرہ اور جن کے منہ میں سبزی کھانے والے دانت ہوں وہ گوشت نہیں کھا سکتے اس لئے وہ سبزی خور ہوتے ہیں۔ البتہ انسان کے منہ میں اللہ تعالیٰ نے دونوں قسموں کے دانت رکھ دیئے ہیں۔ اس لئے انسان بیک وقت سبزی خور بھی ہے اور گوشت خور بھی۔ اس لئے میں نے کہا تھا کہ موت کے منہ میں جا کر معلوم ہوگا کہ اس کے دانت کس قسم کے ہیں''...... عمران نے مسکراتے ہوئے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ موت تو جانداروں کو آتی ہے چاہے وہ گوشت خور ہوں یا سبزی خور''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تو موت کے دانت جان خور ہوئے''...... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

''باس۔ کیا یہ بہتر نہیں ہے کہ آپ یہیں رکیں۔ میں اندر کا چکر لگا کر آتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اندر کیا پوزیشن ہے''۔ اچانک عقب میں چلتے ہوئے ٹائیگر نے کہا۔

''میں بغیر اندر گئے اندر کی پوزیشن بتا دیتا ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''آپ کو کیسے معلوم ہو سکتا ہے''...... صفدر نے چونک کر ایسے لہجے میں کہا جیسے وہ بات نہ کرنا چاہتا ہو لیکن اس سے رہا نہ گیا

ہو۔

''یہ سامنے کا دروازہ نما دہانہ نظر آ رہا ہے یہ اس راستے کا آغاز ہے جو لیبارٹری کو جاتا ہے اور پاکیشیا کی طرف سے لیبارٹری تک پہنچنے کے لئے اس راستے سے گزرنا لازمی ہے۔ لیبارٹری کے پاکیشیا سائیڈ کے چیف سیکورٹی آفیسر سے میری بات ہوئی ہے اس سے معلوم ہوا ہے کہ باہر سے آنے والوں کو لیبارٹری میں لے جانے کے لئے ایک آدمی کو باہر بھیجا جاتا ہے اس کے پاس ایسا آلہ ہوتا ہے جو اس راستے میں موجود تمام حفاظتی انتظامات کو زیرو کرتا رہتا ہے اس طرح باہر سے آنے والا بخیر و عافیت لیبارٹری میں پہنچ جاتا ہے بارٹلے اور اس کے ساتھی ڈاکٹر ظفر اور نادر کے ہمراہ یہاں پہنچے پھر ڈاکٹر ظفر اور نادر کو ہلاک کر دیا گیا اب وہ یقیناً اندر گئے ہوں گے ان کے پاس کوئی ایسا آلہ موجود ہوگا جس کے ذریعے انہوں نے اس راستے میں موجود حفاظتی آلات کو زیرو کر دیا ہوگا لیکن میں نے محسوس کیا ہے کہ وہ اندر کہیں پھنسے ہوئے ہیں شاید آگے ایسے آلات ہیں جو ان کے آنے سے زیرو نہیں ہو سکے اور اسی طرح میں نے یہ بھی محسوس کیا ہے کہ وہ یہاں سے ہماری نقل و حرکت کی نگرانی کر رہے تھے اور ہو سکتا ہے کہ ہمارے درمیان ہونے والی گفتگو بھی سن رہے ہوں۔ بہرحال وہ ابھی تک لیبارٹری نہیں پہنچے کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو چیف سیکورٹی آفیسر مس کال دیتا''...... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"باس۔ ہوسکتا ہے کہ ان کے پاس ریز پشر ہو جس کی مدد سے وہ راستے کھولتے چلے جا رہے ہوں وہاں موجود حفاظتی آلات کے باوجود"...... ٹائیگر نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ریز پشر۔ تو تم نے ڈاکٹر ہربنس کا مضمون پڑھ لیا ہے۔ اس کی بات کر رہے ہو۔ یہ ابھی حال ہی میں گریٹ لینڈ نے ایجاد کیا ہے جس کی مدد سے بڑی بڑی چٹانوں کو ان کی جگہوں سے ہٹایا جا سکتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس باس۔ میں نے پچھلے ہفتے اس بارے میں پڑھا تو میں نے گریٹ لینڈ میں اپنے ایک دوست سے بات کی جو اس قسم کے آلات دنیا بھر میں سپلائی کرنے کا کام کرتا ہے اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اسے حاصل کر کے مجھے بھجوا دے گا"...... ٹائیگر نے کہا۔

"عمران صاحب۔ ایسی صورت میں تو وہ ہمارے لئے بے حد خطرناک ثابت ہوں گے۔ ہم تو اندھے کنویں میں پھنس کر رہ جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"دو صورتیں ہوسکتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ ہم واپس چلے جائیں اور ہارڈ ایجنسی کو اجازت دے دیں کہ وہ ہماری سب سے قیمتی لیبارٹری کو تباہ کر دیں اور دوسری صورت یہ کہ ہم اپنی جانوں پر کھیل کر لیبارٹری کو بچا لیں"...... عمران نے کہا۔

"کیا کوئی ایسی صورت ہے کہ لیبارٹری بھی بچ جائے، دشمن بھی ہلاک ہو جائیں اور آپ کی جان بھی بچ جائے کیونکہ پاکیشیا کے

لئے اس جیسی سینکڑوں لیبارٹریوں سے بھی آپ قیمتی ہیں"...... صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"تمہارے خلوص کا شکریہ صفدر لیکن تم نے کب سے یہ سمجھ لیا کہ ہماری زندگی اور موت کا اختیار اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ کوئی انسان زندگی میں ایک لمحے کا بھی اضافہ یا کمی کرنے پر قادر نہیں ہے اس لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ جو ہوگا بہتر ہوگا"...... عمران نے کہا اور اس بار صفدر نے کوئی جواب دینے کی بجائے صرف اثبات میں سر ہلانے پر ہی اکتفا کیا اور پھر عمران کی رہنمائی میں وہ سب اس غار کے دروازے نما دہانے میں داخل ہو کر آگے بڑھتے گئے۔ ان سب کے ہاتھوں میں مشین پسٹل موجود تھے اور وہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھتے ہوئے آگے بڑھ رہے تھے۔ ہر طرف گہری خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ انہیں صرف اپنے سانسوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ عمران کے ایک ہاتھ میں ٹارچ تھی جس کی تیز روشنی زمین پر پڑ رہی تھی اور عمران وہاں موجود پیروں کے ہلکے نشانات کو ٹارچ کی روشنی میں دیکھتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا تھا۔ گو یہ نشانات بے حد ہلکے تھے لیکن عمران کی تیز نظریں باآسانی انہیں دیکھ رہی تھیں۔ پھر ایک سرنگ نما راستہ طے کرتے ہی وہ ایک چوڑے غار نما کمرے میں جیسے ہی داخل ہوئے یکلخت گڑگڑاہٹ کی تیز آوازیں گونجیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو بے اختیار انتہائی پھرتی

سے چھلانگیں لگا کر اپنے آپ کو بلندی سے گرتی ہوئی بھاری چٹان سے بچانا پڑا البتہ اس چٹان نے وہ راستہ بند کر دیا تھا جہاں سے گزر کر عمران اور اس کے ساتھی اندر داخل ہوئے تھے اور پھر یہ غار نما کمرہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔ پھر ابھی قہقہوں کی گونج ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک بار پھر تیز گڑگڑاہٹ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی موجود ایک بڑی سی چٹان اڑتی ہوئی عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف اس طرح آئی جیسے کسی نے چٹان کو پوری قوت سے دھکا دے دیا ہو۔ یہ سب اس قدر تیزی سے ہوا کہ عمران اور اس کے ساتھی حرکت بھی نہ کر سکے تھے لیکن شاید ابھی ان کی زندگی باقی تھی کہ دوسری چٹان کا اندرونی حصہ خم دار تھا۔ اس چٹان کے دونوں سرے باہر کو نکلے ہوئے تھے جبکہ اندرونی حصہ اندر کی طرف قدرے دبا ہوا تھا۔ اگر قدرتی طور پر ایسا نہ ہوتا تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے جسموں کی تمام ہڈیاں پچک کر رہ جاتیں لیکن اب بھی وہ دو بڑی چٹانوں کے درمیان بری طرح پھنس کر رہ گئے تھے۔ صفدر اور کیپٹن شکیل قدرے بھاری جسموں کے مالک تھے اس لئے انہیں سانس لینا بھی مشکل ہو رہا تھا جبکہ عمران اور ٹائیگر دونوں کی پوزیشن قدرے بہتر تھی۔

"ختم ہو گئی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور وہ عمران جس کا نام لے لے کر ہمیں ڈرایا جاتا رہا ہے۔ ہا ہا ہا"...... ایک مردانہ آواز سنائی دی اور پھر مشترکہ قہقہوں سے کمرہ ایک بار پھر گونج اٹھا۔ عمران اس

اس کے ساتھیوں نے چٹانوں کو دھکیلنے کی بے حد کوشش کی لیکن وہ ایک انچ کی حد تک بھی انہیں نہ ہٹا سکے اور محاورتاً نہیں حقیقتاً وہ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پھنس کر رہ گئے تھے۔

"باس۔ میں باہر جا رہا ہوں"...... ٹائیگر کی گھٹی گھٹی سی آواز سنائی دی۔

"میں بھی"...... عمران نے تقریباً اسی لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ دونوں کناروں پر تھے جبکہ صفدر اور کیپٹن شکیل درمیان میں تھے۔ عمران کی سائیڈ پر دونوں چٹانوں کے سرے آپس میں سختی سے ملے ہوئے تھے۔ معمولی سی لکیر بھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ یہی پوزیشن ٹائیگر کی طرف تھی لیکن استاد شاگرد ہونے کی وجہ سے دونوں نے بیک وقت ایک ہی انداز میں سوچا تھا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے اپنے جسم کو سیدھا کر کے کسی نیزے کی طرح اکڑا لیا اور اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ایک جھٹکے سے اوپر کی طرف اٹھا لیکن جگہ اس قدر تنگ تھی کہ وہ صرف چند انچ ہی اوپر کو اٹھ سکا لیکن اس نے اپنے جسم کو مخصوص انداز میں موڑ کر وہیں اپنے آپ کو روک لیا جبکہ دوسری طرف عمران نے ٹائیگر سے ہٹ کر دوسرا انداز اختیار کیا۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو موڑ توڑ کر اوپر کی طرف اٹھایا اور تھوڑی سی جدوجہد کے بعد وہ دونوں ہاتھ اپنے سر سے اوپر لے جانے میں کامیاب ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم کو اوپر اچھالا اور اس کا جسم چند انچ تک اوپر کو اٹھا لیکن پھر

واپس نیچے جانے لگا ہی تھا کہ عمران نے دونوں ٹانگوں کو تھوڑا سا موڑ کر اپنے جسم کو واپس نیچے جانے سے روک لیا۔ پھر وہ دونوں مسلسل یہ عمل دوہرانے میں مصروف ہو گئے لیکن ان کی رفتار بے حد سست تھی کیونکہ جگہ بالکل نہ تھی۔ یہ بھی ان کی ہمت تھی کہ وہ بہرحال کچھ نہ کچھ اوپر ہو جانے میں کامیاب ہو رہے تھے۔

"ان کا خاتمہ تو ہو گیا بارٹلے اب آگے چلو"...... اسی لمحے ایک نسوانی آواز سنائی دی جو بارٹلے کی ساتھی پامیلا ہی کی ہو سکتی تھی۔

"ان کا خاتمہ تو ہو چکا۔ اب یہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اسی طرح دو چٹانوں کے درمیان سینڈ وچ بنے رہ جائیں گے اور لاکھوں سالوں بعد جب ان کے ڈھانچے سامنے آئیں گے تو ماہرین آثار قدیمہ اندازے لگاتے رہ جائیں گے"...... دوسری طرف سے بارٹلے کی مضحکہ اڑاتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران کے لبوں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔

"ارے یہ کیا یہ تو کام نہیں کر رہا"...... چند لمحوں بعد بارٹلے کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے ابھی تو اس کے ذریعے دو چٹانوں کو اٹھا کر پھینکا ہے اور اب یہ ریز پشر کام نہیں کر رہا۔ اوہ۔ اب کیا ہو گا"...... ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"میرا خیال ہے کہ اس کے اندر موجود ریز ختم ہو گئی ہیں"۔ ایک اور مردانہ آواز سنائی دی۔

"اب تو ہم خود بھی پھنس گئے۔ واپس جانے والے راستے کے سامنے چٹانیں ہیں جبکہ آگے جانے والا راستہ بلاکڈ ہے۔ ہم کب تک زندہ رہ سکیں گے۔ کچھ سوچو بارٹلے۔ کچھ سوچو"...... پامیلا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"کیا سوچوں۔ کوئی بات سمجھ نہیں آ رہی۔ اتنی جلدی یہ پشر ریز ختم نہیں ہو سکتی۔ اس کے اندر ریز موجود ہیں لیکن ٹریگر ڈھیلا پڑ گیا ہے۔ شاید اس کے اندر کوئی خرابی پیدا ہو گئی ہے لیکن اب ہم واقعی پھنس گئے ہیں"...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارے پاس سیل فون ہے اس سے کام لو"...... پامیلا نے کہا۔

"نہیں۔ میں نے اندر آنے سے پہلے سیل فون باہر رکھ دیا تھا کیونکہ اس کے سگنل چیک کئے جا سکتے تھے"...... بارٹلے نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہم ہاتھ پیر چھوڑ کر بیٹھ جائیں"...... پامیلا نے کہا۔

"کچھ نہ کچھ تو کرنا پڑے گا۔ سوچنے دو مجھے ڈسٹرب مت کرو"...... بارٹلے کی آواز سنائی دی اور پھر خاموشی طاری ہو گئی جبکہ عمران اور ٹائیگر مسلسل اوپر اٹھنے کی سرتوڑ کوششوں میں مصروف تھے اور پھر ٹائیگر سے پہلے عمران کے اوپر کو اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھ چٹان کے اوپر والے سرے پر پہنچ گئے اور پھر ہاتھوں کے زور پر

عمران کا جسم جھٹکے سے اوپر کو اٹھتا چلا گیا۔ چند ہی جھٹکوں کے بعد اس کا جسم چٹان کے اوپر پہنچ گیا اور پھر عمران قلابازی کھا کر نیچے جا گرا۔ عمران قلابازی کھا کر جیسے [illegible] اس نے سامنے چٹان کے ساتھ موجود چار افراد کو دیکھا۔ ان میں ایک عورت تھی۔

''میں بتاتا ہوں تمہیں کہ تم نے اب کیا کرنا ہے''...... بارٹلے نے اس طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا جیسے یہ سب کچھ پہلے سے طے شدہ کسی ڈرامے کا سین ہو۔ اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس سے پہلے کہ بارٹلے اور اس کے ساتھی ذہنی طور پر سنبھل پاتے عمران نے بارٹلے کے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریز پشر کو جھپٹا اور پھر جس تیزی سے وہ آگے بڑھا تھا اتنی ہی تیزی سے وہ پیچھے ہٹ گیا۔

''تم۔ تم زندہ ہو۔ چٹانوں کے درمیان پس کر بھی زندہ ہو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے''...... بارٹلے نے حیرت کی شدت سے یکلخت چیختے ہوئے کہا۔ عمران کو دیکھ کر اس کے چہرے پر شدید ترین حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''یہ تو مر چکے تھے پھر''...... اسی لمحے پامیلا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس نے لاشعوری طور پر اپنے دونوں ہاتھ اپنے منہ پر رکھ لئے تھے۔

''بب۔ بب۔ باس۔ یہ سب کیا ہے''...... ایڈن اور ٹونی کے لبوں سے بھی الفاظ جیسے ان کی مرضی کے بغیر پھسل کر باہر آ رہے تھے۔

تھے۔

''جلدی کرو ٹائیگر۔ انہیں کور کرو''...... عمران نے ریز پشر ٹائیگر کی طرف اچھالتے ہوئے کہا لیکن ابھی اس کا فقرہ مکمل ہی ہوا تھا کہ بارٹلے یکلخت اچھلا اور اس کی تیزی سے نیم دائرے کی صورت میں گھومتی ہوئی ٹانگیں بجلی کی سی تیزی سے عمران کی گردن کی طرف آئیں لیکن عمران کا جسم اس قدر تیزی سے اوپر کو اٹھا کہ بارٹلے کا یہ پہلا حملہ ناکام ہو گیا۔

''تو تم اے او کے ماہر ہو''...... عمران نے بارٹلے کی اس حرکت کو دیکھتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم بجلی کی سی تیزی سے پہلے ہوا میں اٹھا جبکہ دوسری طرف بارٹلے کے ساتھی ایڈن اور ٹونی نے بھی ذہنی طور پر سنبھلتے ہی فضا میں چھلانگیں لگائیں جبکہ ٹائیگر ابھی تک ریز پشر میں الجھا ہوا تھا اور صفدر اور کیپٹن دونوں چٹانوں کے درمیان جس بری طرح پھنسے ہوئے تھے کہ ان کو باہر نکلنے کا کوئی ذریعہ سمجھ نہ آ رہا تھا جبکہ بارٹلے کی ساتھی پامیلا کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ عمران کے مقابلے میں اس کے تینوں ساتھی کسی جیٹ طیارے جیسی تیزی سے حرکت کر رہے تھے۔ بارٹلے اور اس کے دونوں ساتھیوں کی صرف ایڑیاں چند لمحوں کے لئے زمین سے لگی تھیں جبکہ وہ مسلسل ہوا میں اٹھ کر اور اس کے ساتھ ساتھ تیزی سے گھومتے ہوئے عمران کو کوئی بڑی ضرب لگا کر ناکارہ کرنا چاہتے تھے لیکن عمران کا جسم پارے کی

طرح تڑپ رہا تھا اور جب سے بارٹلے کے ساتھی اس کے مقابلے پر آئے تھے وہ بظاہر تو بری طرح پھنس گیا تھا کیونکہ تینوں کا انداز بتا رہا تھا کہ وہ اے او میں خاصی مہارت رکھتے ہیں۔

''اب تم ایک کے مقابلے پر تین آ گئے ہو اس لئے اب ناکارہ ہونے کے لئے تیار ہو جاؤ''...... یکلخت عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی عمران اس طرح آگے بڑھا جیسے سانپ لہراتے ہوئے انداز میں چلتا ہے اور کمرہ ایک زوردار چیخ سے گونج اٹھا اور اس کے ساتھ ہی بارٹلے ایک زوردار دھماکے سے سر کے بل عقبی چٹان سے ٹکرایا اور اس طرح اوپر سے نیچے گرا جیسے چھت سے چمٹی ہوئی چھپکلی نیچے فرش پر آ گرتی ہے اور پامیلا چیختی ہوئی اس کی طرف بڑھنے لگی کہ ایک بار پھر انسانی چیخ سنائی دی اور بارٹلے کا ایک ساتھی ایڈن پوری قوت سے پھینکی ہوئی گیند کی طرح ایک چٹان سے جا ٹکرایا اور ابھی اس کی چیخ کی بازگشت ختم نہ ہوئی تھی کہ ایک اور چیخ فضا میں گونج اٹھی۔ یہ ٹونی کی چیخ تھی۔ عمران کی مخصوص انداز کی ضرب کھا کر اس کا جسم رول ہو کر اس چٹان سے جا ٹکرایا تھا جس کے نیچے صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔

''تم۔ تم نے سب کو مار دیا ہے''...... یکلخت پامیلا نے چیختے ہوئے اور ساتھ ہی جیب سے مشین پسٹل نکال کر بار بار ٹریگر دباتے ہوئے کہا لیکن سوائے کٹاک کٹاک کی آوازوں کے کچھ برآمد نہ ہوا۔ اسی لمحے عمران کی گھومتی ہوئی ٹانگ اس کی پسلیوں پر

پڑی اور پامیلا چیختی ہوئی پشت کے بل زمین پر گری اور ساکت ہو گئی۔ یہ سب کچھ اس قدر تیزی سے ہوا جیسے وقت کی رفتار رک گئی ہو۔

''کیا ہوا ٹائیگر''...... عمران نے چار افراد کو چند لمحوں میں شکار کر لینے کے بعد بڑے اطمینان بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے یکلخت ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور پھر گڑگڑاہٹ کی تیز آواز گونج اٹھی اور عمران کے ذہن میں چند لمحوں تک حیرت کے تاثرات ابھرے پھر تاریکی سمندر کی لہروں کی طرح پھیلتی چلی گئی۔ اس کے ذہن میں آخری احساس یہی ابھرا تھا کہ وہ ہٹ ہو چکے ہیں۔

ہارڈ ایجنسی کا چیف جمز اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل پڑھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا اور کان سے لگا لیا۔

"یس"..... چیف جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں"..... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو جیمز بے اختیار چونک پڑا۔

"یس۔ کراؤ بات"..... جیمز نے کہا۔

"ہیلو"..... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"یس سر۔ میں جیمز بول رہا ہوں جناب"..... جیمز نے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ گریٹ لینڈ میں اصل حاکمیت بیورو کریٹس کی ہوتی ہے اور چیف سیکرٹری پورے ملک کی بیورو

کریسی کے ہیڈ ہیں۔ ان کے منہ سے یا قلم سے نکلا ہوا ایک لفظ بھی بے حد اہمیت رکھتا ہے۔

"آپ کے سپر ایجنٹس جنہیں آپ نے پاکیشیا بھجوایا تھا خفیہ میزائل لیبارٹری کو تباہ کرنے کی غرض سے وہ وہاں کیا کر رہے ہیں۔ آپ کی طرف سے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی۔ کیوں"..... چیف سیکرٹری نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اس مشن پر وہ پاکیشیا میں کام کر رہے ہیں اور ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹس کی صلاحیتوں کو تو آپ بھی جانتے ہیں"۔ جیمز نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہیں انہوں نے وہاں جانے کے بعد کوئی رپورٹ نہیں دی"..... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"رابطہ تو ہوتا رہتا ہے لیکن ابھی چونکہ مشن مکمل نہیں ہوا اس لئے تفصیلی رپورٹ ابھی تیار نہیں کی جا سکتی۔ لیکن جناب آپ اس انداز میں کیوں پوچھ رہے ہیں۔ کیا کوئی خاص بات ہے جناب"..... جیمز نے آخر کار وہ الفاظ کہہ ہی دیئے جو اس نے اب تک رو کے رکھے تھے۔

"چیف جیمز۔ آپ نے جو ٹیم پاکیشیا بھجوائی ہے کیا اس میں ایڈن اور ٹونی نام کے دو افراد بھی شامل ہیں"..... چیف سیکرٹری نے کہا تو چیف جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

"یس سر۔ آپ کیوں پوچھ رہے ہیں سر۔ آپ کو کیسے علم

ہوا''...... جیمز نے قدرے پریشان لہجے میں کہا۔

''مجھے سرکاری خصوصی ذرائع سے رپورٹ ملی ہے کہ پاکیشیا کے پہاڑی علاقے پہاڑ پور سے دو گریٹ لینڈ نژاد افراد کی لاشیں ملی ہیں اور جہاں سے یہ لاشیں ملی ہیں وہیں سے تباہ شدہ ایک بڑی جیپ اور دو مقامی افراد کی لاشیں بھی ملی ہیں۔ یہ تمام لاشیں پہاڑ پور کے مقامی تھانے میں موجود ہیں۔ گریٹ لینڈ سفارت خانے کے ذمہ دار ان دونوں لاشوں کو حاصل کرنے کے لئے کام کر رہے ہیں۔ ان دونوں کی جیبوں سے ہارڈ ایجنسی کے کوڈ کارڈ ملے ہیں اور ایک مقامی لاش کو پاکیشیا کے سینیئر سائنس دان کی حیثیت سے شناخت کر لیا گیا ہے۔ ان سب باتوں سے بخوبی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ دونوں آپ کے بھیجے ہوئے گروپ کے ارکان تھے۔ آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے کتنے افراد کا گروپ بھجوایا تھا''...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

''ایڈن اور ٹونی کے ساتھ بارٹلے اور اس کی بیوی پامیلا بھی شامل تھی''...... جیمز نے بے اختیار ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا۔

''وہ دونوں یقیناً زندہ ان کے ہاتھ لگ گئے ہوں گے اور ان سے سب کچھ اگلوا لیا جائے گا۔ اس کے بعد تمہارے ہیڈ کوارٹر اور تمہارے گروپ کے باقی افراد سب کچھ تباہ کر دیا جائے گا''۔ چیف سیکرٹری نے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ نے جو کچھ بتایا ہے وہ واقعی درست ہے لیکن آپ اس

بات پر اتنا پریشان کیوں ہیں۔ ایجنٹس کی زندگی میں ایسے کھیل تماشے ہر وقت ہوتے رہتے ہیں۔ جہاں تک ہارڈ ایجنسی کے ہیڈ کوارٹر کا تعلق ہے تو صحرائے گابی میں قائم کردہ ہیڈ کوارٹر تک کوئی انسان پہنچ ہی نہیں سکتا''...... جیمز نے اس بار کھل کر اور قدرے سخت لہجے میں کہا۔

''مسٹر جیمز۔ صحرائے گابی میں صرف آپ کی ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر ہی نہیں ہے بلکہ وہاں گریٹ لینڈ کا گریٹ اٹاٹک سسٹم بھی کام کر رہا ہے۔ گو پورے صحرائے گابی کی خصوصی سیٹلائٹس کے ذریعے ہر وقت اور ہر لمحہ چیکنگ کی جاتی ہے اور پورے صحرائے گابی میں پھیلی ہوئی ریت کے ایک ایک ذرے کو بھی مسلسل چیک کیا جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دس سال کا طویل عرصہ گزرنے کے باوجود یہ اٹاٹک سسٹم نہ صرف کام کر رہا ہے بلکہ پوری دنیا پر اس کا رعب طاری ہے کیونکہ ہمارا اٹاٹک سیکشن اس بارے میں ایسی تصاویر اور معلومات خفیہ طور پر شائع کرتا رہتا ہے لیکن اب تمہاری ایجنسی کی ناقص کارکردگی نے ہمارے لئے خطرے کی گھنٹی بجا دی ہے۔ تم نے پاکیشیا میں پارس لیبارٹری کے خلاف کام کیا لیکن الٹا تمہاری ایجنسی کے ایجنٹس ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور اب یقیناً بظاہر احمق نظر آنے والا عمران تمہارے ہیڈ کوارٹر پر چڑھ دوڑے گا اور تمہارے ہیڈ کوارٹر کے ساتھ ساتھ اٹاٹک سسٹم بھی خطرے کی زد میں آ جائے گا''...... چیف سیکرٹری نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں۔ ہارڈ ایجنسی نے چوڑیاں نہیں پہن رکھیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہمارے مقابلے میں ایسے ہے جیسے شیر کے سامنے چوہا۔ اول تو بارٹلے اور پامیلا کی لاشیں نہیں ملیں اس کا مطلب ہے کہ وہ لازماً کام کر رہے ہوں گے اور اگر وہ ختم بھی ہو گئے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہارڈ ایجنسی ناکارہ یا فیل ہو گئی"۔ جیمز نے غصے میں آتے ہوئے قدرے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ اس بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کر کے رپورٹ مجھے بھجوا دیں تاکہ اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں آپ کی رپورٹ کو ڈسکس کیا جا سکے پھر جو فیصلہ کیا جائے گا اس سے آپ کو بھی آگاہ کر دیا جائے گا"...... چیف سیکرٹری نے انتہائی سخت لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیمز نے ایک جھٹکے سے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"نانسنس۔ نجانے اتنے بڑے عہدوں پر بزدل لوگ کیوں بٹھا دیئے جاتے ہیں"...... جیمز نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی دوبارہ بج اٹھی تو جیمز چونک پڑا اور اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس"...... جیمز نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"پاکیشیا سے مسٹر پراؤڈ کا فون ہے چیف"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"اوہ۔ جلدی بات کراؤ"...... جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو سر۔ میں پاکیشیا سے پراؤڈ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"یس مسٹر پراؤڈ۔ کہو تمہیں بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں معلومات مل چکی ہیں یا نہیں"...... جیمز نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ پہاڑ پور پولیس اسٹیشن کا عملہ جنرل چیکنگ کے لئے جب پہاڑوں کے اندر پہنچا تو انہیں وہاں دو لاشیں پڑی دکھائی دیں۔ لاشیں ملنے پر ادھر ادھر چیکنگ کی گئی تو دو مقامی افراد کی لاشیں بھی گہرائیوں سے ملیں۔ ایک نئی اور طاقتور جیپ بھی ایک کھائی میں پڑی ملی اور باوجود سخت ترین چیکنگ کے مزید وہاں کچھ نہ ملا۔ یہ اطلاع مجھے بھی مل گئی۔ میں وہاں گیا تو میں نے تین افراد کو شناخت کر لیا۔ ان میں سے دو بارٹلے کے ساتھی ایڈن اور ٹونی تھے جبکہ تیسری لاش معروف سائنسدان ڈاکٹر ظفر کی تھی۔ پولیس نے گریٹ لینڈ سفارت خانے کو اطلاع دی اور اب لاشیں پولیس اسٹیشن سے سفارت خانے پہنچ چکی ہیں جبکہ ڈاکٹر ظفر کی لاش اس کے وارثان کے حوالے کر دی گئی البتہ چوتھی لاش ایک مقامی آدمی کی ہے۔ اس کی شناخت بھی ہو گئی ہے وہ وزارت سائنس کے تحت ڈرائیور تھا"...... دوسری طرف سے مسٹر پراؤنڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ کہانی تو میں نے سن رکھی ہے۔ مجھے یہ بتاؤ کہ بارٹلے اور

پامیلا کہاں ہیں۔ جو مر گئے سو مر گئے مجھے ان سے کوئی دلچسپی نہیں رہی جو زندہ ہیں ان کے بارے میں بتاؤ''...... جیمز نے سخت اور تیز لہجے میں کہا۔

''ان کا باوجود کوشش کے ابھی تک کچھ پتہ نہیں چلا کہ وہ زندہ بھی ہیں یا نہیں''...... مسٹر پراوڈ نے کہا۔

''اوکے۔ پھر مجھے ہی کچھ کرنا پڑے گا''...... جیمز نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھنے لگا تھا کہ پھر بیٹھ گیا۔ اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور ایک بٹن پریس کر کے اسے ڈائریکٹ کر کے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس ورلڈ لنک''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''ہارڈ ایجنسی کا چیف جیمز بول رہا ہوں۔ جانسن سے بات کرائیں''...... جیمز نے کہا۔

''اوہ۔ آپ ہولڈ کریں''...... دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا۔

''ہیلو۔ جانسن بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جانسن۔ بارٹلے اور اس کی بیوی پامیلا دونوں پاکیشیا کے پہاڑی علاقے جسے پہاڑ پور کہا جاتا ہے میں جا کر غائب ہو گئے ہیں جبکہ ان کے دو ساتھیوں ایڈن اور ٹونی کی لاشیں ملی ہیں۔ ہارڈ

ایجنسی کے سپر ایجنٹس ورلڈ لنک میں شامل ہیں۔ تم معلوم کر کے مجھے بتاؤ کہ یہ دونوں زندہ بھی ہیں یا نہیں''...... جیمز نے کہا۔

''اوکے۔ میں معلوم کر کے تمہیں خود اطلاع دیتا ہوں''۔ جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ پھر تقریباً نصف گھنٹے بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیمز نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

''یس''...... جیمز نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

''ورلڈ لنک کے جانسن بات کرنا چاہتے ہیں چیف''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... جیمز نے کہا۔

''ہیلو چیف جیمز۔ جانسن بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے جانسن کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ کیا رپورٹ ہے''...... جیمز نے کہا۔

''دونوں ابھی زندہ ہیں اور پہاڑ پور کے علاقے میں ہی ہیں لیکن کہاں ہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا''...... جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ بات تو طے ہے نا کہ وہ زندہ ہیں''...... جیمز نے پرجوش لہجے میں کہا۔

''یس سر۔ سو فیصد طے ہے۔ اب سے بیس منٹ پہلے تک وہ زندہ تھے یقیناً اب بھی ہوں گے''...... جانسن نے جواب دیتے

ہوئے کہا۔

''اوکے۔ تم مستقل انہیں چیک کرتے رہو اور روزانہ کی بنیاد پر مجھے رپورٹ دیتے رہو۔ تمہیں تمہارا معاوضہ باقاعدگی سے ملتا رہے گا''...... جیمز نے کہا۔

''اوکے سر''...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیمز نے رسیور رکھا اور انٹرکام پر اس نے اپنے سٹینوگرافر کو کال کیا اور اسے رپورٹ لکھوانی شروع کر دی تاکہ یہ رپورٹ چیف سیکرٹری کو بھجوائی جا سکے۔ اس میں اس نے بارٹلے اور پامیلا کے زندہ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی مہارت اور اعلیٰ کارکردگی کا بھی ذکر کرتے ہوئے یہ نتیجہ نکالا کہ بارٹلے اور پامیلا ایسے سپر ایجنٹس ہیں جو آسانی سے مار نہیں کھا سکتے اس لئے وہ لازماً پارس لیبارٹری کو تباہ کر کے ہی واپس آئیں گے اور یہ بھی طے ہے کہ وہ اپنے پیچھے کوئی سراغ نہ چھوڑیں گے۔

خوفناک دھماکے اور گڑگڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں یہی خیال ابھرا تھا کہ وہ ہٹ ہو گئے ہیں۔ ظاہر ہے اس قدر بھاری چٹانوں کے ان پر گرنے کے بعد ان کا خاتمہ یقینی تھا۔ یہ خیال آتے ہی اس کے ذہن پر تاریکی پھیلتی چلی گئی لیکن جس قدر تیزی سے ایسا ہوا تھا اس سے زیادہ تیز رفتاری سے ان کے ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی روشنی میں پھیلتی چلی گئی۔

''عمران صاحب۔ ہم آزاد ہو گئے''...... صفدر کی آواز عمران کے کانوں میں پڑی تو وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کر بیٹھ گیا۔

''باس۔ میں نے ریز پشر کی مدد سے نہ صرف دونوں چٹانوں کو ہٹا دیا ہے بلکہ بیرونی راستے پر آ جانے والی بھاری چٹانیں بھی ہٹا دی ہیں''...... ٹائیگر کی آواز سنائی دی تو عمران کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا۔

''تو یہ گڑگڑاہٹ اور دھماکے ریز پشر کے تھے لیکن بارٹلے سے

تو ریز پشر آپریٹ نہ ہو سکا تھا۔ تم نے کیسے آپریٹ کر لیا''...... عمران نے حیرت بھرے انداز میں کہا۔

''ریز پشر کو دو بڑے پش کے بعد وقفہ دینا پڑتا ہے اور یہ وقفہ دس منٹ ہوتا ہے جبکہ بارٹلے کو اس بارے میں معلوم نہ تھا اس نے دو بڑے پش کرنے کے بعد دس منٹ سے پہلے ہی تیسرا پش کرنے کی کوشش کی جس میں وہ ناکام رہا۔ مجھے اس بارے میں معلوم تھا۔ میں نے وقفے کے بعد اسے دوبارہ استعمال کر لیا''۔ ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''گڈ ٹائیگر۔ ویری گڈ''...... عمران نے اس کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا تو ٹائیگر کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

''تھینکس باس''...... ٹائیگر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''عمران صاحب۔ یہ ایڈن اور ٹونی تو ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ بارٹلے اور یہ عورت پامیلا ابھی زندہ ہیں ان کا کیا کرنا ہے''۔ صفدر نے کہا۔

''ان دونوں لاشوں کو اٹھا کر باہر لاسٹ شاپ پر لے جاؤ جبکہ ان دونوں کو مشینی طور پر زندہ رکھنا ہے''...... عمران نے کہا تو ٹائیگر سمیت سب چونک پڑے۔

''مشینی طور پر زندہ رکھنا ہے۔ اس کا کیا مطلب ہوا عمران صاحب''...... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''پہلے میں کام مکمل کر لوں پھر تفصیل سے بات ہو گی''۔ عمران نے کہا اور پھر کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تیز دھار خنجر نکال کر وہ بارٹلے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کے بازو پر ایک جگہ کراس ڈالا تو صفدر، کیپٹن شکیل اور ٹائیگر بے اختیار چونک پڑے کیونکہ کراس کے نیچے نیلے رنگ کا ایک بٹن نظر آ رہا تھا۔ عمران نے خنجر کی نوک کو اس بٹن کے درمیان میں رکھ کر اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اوپر کو اٹھایا تو ہلکی سی کٹاک کی آواز سنائی دی۔ عمران نے خنجر ایک طرف رکھا اور پھر اس زخم پر انگوٹھا رکھ کر اسے دائیں بائیں گھما کر انگوٹھا اٹھا کر بارٹلے کے لباس سے صاف کیا اور پھر خنجر اٹھا کر وہ پامیلا کی طرف بڑھ گیا۔ پامیلا کے بازو پر بھی کراس کٹ لگا کر اس نے وہی کارروائی کی جو بارٹلے کے ساتھ کی تھی۔

''یہ آپ کیا کر رہے ہیں باس''...... ٹائیگر نے کہا۔

''یہ ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹ ہیں اور ہارڈ ایجنسی کے تمام سپر ایجنٹس گریٹ لینڈ کے ایک مخصوص سیٹلائٹ کے ساتھ لنکڈ رہتے ہیں۔ اس سیٹلائٹ کو ورلڈ لنک کہا جاتا ہے۔ ایڈن اور ٹونی تو ہلاک ہو گئے لیکن بارٹلے اور پامیلا ابھی زندہ ہیں اس لئے میں نے ورلڈ لنک کے مخصوص بٹن کو زندہ پر فکس کر دیا ہے۔ اب سیٹلائٹ کی مدد سے جب بھی معلومات حاصل کی جائیں گی بارٹلے اور پامیلا کی طرف سے زندہ ہونے کا کاشن ہی ملے گا''...... عمران نے خنجر کو پامیلا کے لباس سے صاف کر کے واپس اپنی جیب میں رکھتے

ہوئے کہا۔

"تو کیا آپ انہیں زندہ رکھیں گے......" صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ انہیں تو ہر حال میں مرنا ہی پڑے گا کیونکہ انہوں نے پاکیشیا کے سائنسدان ڈاکٹر ظفر کو ہلاک کیا ہے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"لیکن ڈاکٹر ظفر نے تو شاید لالچ کے بنا پر یہ سب کچھ کیا ہے"...... صفدر نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہے۔ انہیں ہلاک تو ہونا پڑے گا۔ البتہ مجھے بارٹلے سے ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کی تفصیلات معلوم کرنی ہیں کیونکہ جب تک ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تباہ نہیں ہو گا یہ پارس لیبارٹری کے پیچھے لگے رہیں گے"...... عمران نے کہا۔

"لیکن یہ تو سپر ایجنٹ ہے عمران صاحب۔ یہ آسانی سے تو کچھ نہیں بتائے گا۔ کیا آپ اس کے نتھنے کاٹیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"نہیں۔ یہ اپنا لاشعور بلینک کر لے گا۔ مجھے آئی ٹی ای۔ کے تحت سب کچھ معلوم کرنا ہو گا"...... عمران نے کہا اور پھر اس نے بارٹلے کو اٹھا کر ایک دیوار کے ساتھ اس طرح لگا کر بیٹھا دیا کہ وہ سائیڈوں پر نہ گر سکے اور نہ ہی فوراً اٹھ کر حملہ کر سکے۔ اس کے بعد عمران نے پامیلا کو بھی بارٹلے کی طرح ایک چٹان کے ساتھ لگا کر بیٹھا دیا۔ پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر بارٹلے کی ناک اور منہ

دونوں ہاتھوں سے بند کر دیئے۔ چند لمحوں بعد جب بارٹلے کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہوئے تو عمران نے ہاتھ ہٹا لئے۔ چند لمحوں بعد بارٹلے کراہتا ہوا ہوش میں آ گیا۔ البتہ جیب سے خنجر نکال کر عمران نے ہاتھ میں پکڑ لیا تھا۔

"تم۔ تم۔ عمران ہو۔ تم۔ یہ میں......" بارٹلے نے کراہتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم مجھے اچھی طرح پہچانتے ہو اس لئے مجھے کوئی حیرت نہیں ہوئی البتہ مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ تمہاری آنکھوں کا رنگ کیوں بدل گیا ہے۔ پہلے تو سبز تھیں اب سیاہ کیوں ہو گئی ہیں۔ گرگٹ کا تو جسم رنگ بدلتا ہے تمہاری آنکھیں رنگ بدلتی ہیں"۔ عمران نے کہا تو بارٹلے بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ ایسا ہونا تو ممکن ہی نہیں ہے"۔ بارٹلے نے کہا۔

"دیکھو میری طرف غور سے دیکھو"...... عمران نے کہا تو بارٹلے نے لاشعوری طور پر عمران کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال دیں اور پھر وہ دونوں اس طرح ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے دونوں کے درمیان پلکیں نہ جھپکانے کی شرط لگ گئی ہو۔ پھر کچھ دیر بعد اچانک عمران نے جھٹکے سے آنکھیں پھیر لیں اور پھر آنکھیں بند کر کے کچھ دیر تک ان پر ہاتھ پھیرتا رہا۔

''صحرائے گابی کی جو سیٹلائٹ نگرانی کرتا ہے۔ اس کا کنٹرولنگ آفس کہاں ہے''...... عمران نے اچانک کہا۔

''برسٹل''...... بارٹلے کے منہ سے اس طرح نکلا جیسے اس کے منہ سے لفظ خود بخود پھسل کر باہر آ گیا ہو۔

''او کے۔ اب تم دونوں آرام کرو۔ تم نے بہت کام کر لیا ہے''...... عمران نے کہا اور دوسرے ہی لمحے اس کے ہاتھ میں موجود خنجر ہوا میں اڑتا ہوا سیدھا بارٹلے کے سینے میں گھستا چلا گیا۔ بارٹلے کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ جھٹکا کھا کر سائیڈ کے بل نیچے گر گیا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔ دل میں اتر جانے والے خنجر نے اسے زیادہ تڑپنے کی بھی مہلت نہ دی تھی۔ عمران نے بارٹلے کے جسم سے خنجر کھینچ کر باہر نکالا اور پامیلا کی طرف بڑھ گیا لیکن دوسرے لمحے اس کے منہ سے بے اختیار ایک طویل سانس نکل گیا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی مر چکی تھی۔

''عمران صاحب۔ کیا آپ بارٹلے سے جو معلوم کرنا چاہتے تھے وہ معلوم ہو گیا ہے یا نہیں''...... صفدر نے کہا۔

''ہاں جو کچھ یہ جانتا تھا وہ سب معلوم ہو گیا ہے''...... عمران نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران کے کہنے پر بارٹلے اور پامیلا دونوں کی لاشیں اس کمرہ نما غار کے دائیں طرف واقع ایک غار میں لے جا کر ایک گہری کھائی میں پھینک دی گئیں اور ان پر پتھر ڈال کر انہیں چھپا دیا گیا۔ اب یہ لاشیں آسانی سے

چیک نہ ہو سکتی تھیں۔

''عمران صاحب۔ آپ نے جو کچھ کیا ہے میری سمجھ میں تو نہیں آیا''...... کیپٹن شکیل نے کاندھے پر ایڈن کی لاش اٹھائی ہوئی تھی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ عمران کی رہنمائی میں صفدر اور کیپٹن شکیل، ٹونی اور ایڈن کی لاشیں اٹھائے چل رہے تھے جبکہ سب سے آخر میں ٹائیگر تھا چونکہ ٹائیگر نے ریز پشر کی مدد سے واپسی کے راستے کو بند کر دینے والی چٹان کو ہٹا دیا تھا اس لئے وہ سب واپس لاسٹ سٹاپ کی طرف بڑھ رہے تھے۔

''میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ ہارڈ ایجنسی کے تمام سپر ایجنٹس کا لنک مستقل طور پر گریٹ لینڈ کی ایک تنظیم ورلڈ لنک سے رکھا گیا ہے۔ ہر ایجنٹ کے بازو کی کھال کی نیچے مخصوص بٹن لگایا گیا ہے جو اس کے دل کی دھڑکن کے ساتھ کام کرتا ہے۔ جب تک آدمی زندہ ہوتا ہے اس کے دل کی دھڑکن کا پتہ ورلڈ لنک کو ان بٹنوں کے ذریعے ہوتا رہتا ہے۔ جب آدمی مر جاتا ہے تو یہ آلات بتا دیتے ہیں کہ آدمی مر چکا ہے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پھر آپ نے ان بٹنوں کے ساتھ ایسا کیا کیا ہے کہ بارٹلے اور پامیلا کے مرنے کے باوجود وہ انہیں زندہ ظاہر کریں گے''۔ صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

''دل کی دھڑکن کا اثر اس بٹن کے مخصوص حصے میں لرزش کے سے انداز میں ہوتا ہے۔ جب دل کی دھڑکن بند ہو جائے تو یہ

لرزش ختم ہو جاتی ہے لیکن اس بٹن کے اندر ایک ایسی بیٹری موجود ہے جو بے حد چھوٹی ہونے کے باوجود طویل عرصے تک اس بٹن کی کارکردگی کو قائم رکھتی ہے میں نے اس بیٹری کا لنک بٹن کے اس حصے سے جوڑ دیا ہے جس کے ذریعے انسان کے زندہ ہونے یا مر جانے کے بارے میں پتہ چلتا ہے۔ چنانچہ اب چاہے بارٹلے اور پامیلا مر بھی چکے ہیں لیکن طویل عرصہ تک اس بیٹری سے ہونے والی مخصوص لرزش ان دونوں کو زندہ ظاہر کرے گی“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سے ہمیں کیا فائدہ ہوگا“...... صفدر نے کہا۔

”ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹس دو چار افراد نہیں ہوتے کافی تعداد میں ہوتے ہیں اگر ایک گروپ کا خاتمہ ہو جائے تو دوسرا سامنے آ جاتا ہے۔ پارس لیبارٹری میں سپر ہاک میزائل تیار ہو رہے ہیں۔ جن پر گریٹ لینڈ بھی کام کر رہا ہے۔ وہ نہیں چاہتے کہ ان سے پہلے پاکیشیا اور شوگران سپر ہاک میزائل تیار کر لیں۔ چنانچہ وہ پارس لیبارٹری کو تباہ کرنا چاہتے ہیں۔ بارٹلے ان کا سینئر ترین سپر ایجنٹ ہے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ اس نے ہمیں کامیابی دی اور بارٹلے اور اس کے ساتھی ختم ہو گئے لیکن اگر ہارڈ ایجنسی تک یہ رپورٹ پہنچ جائے کہ بارٹلے اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں تو وہ فوراً دوسرا گروپ بھیج دیں گے اور یہ ضروری نہیں کہ دوسرے گروپ کے بارے میں بھی ہمیں کسی ذریعے سے اطلاع مل

سکے۔ البتہ ایڈن اور ٹونی کی لاشیں انہیں مل جائیں گی لیکن بارٹلے اور پامیلا کی لاشیں نہ ملیں گی اور نہ ہی ان کی طرف سے کوئی رپورٹ ملے گی تو لازماً ہارڈ ایجنسی کا چیف ورلڈ لنک کے ذریعے معلوم کرے گا کہ کیا وہ دونوں زندہ بھی ہیں یا نہیں اور اسے یہی رپورٹ ملے گی کہ وہ دونوں زندہ ہیں تو وہ مطمئن ہو جائے گا اور دوسرا گروپ نہیں بھیجے گا۔ اس دوران ہم ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر تک پہنچ جائیں گے اور پھر نہ ہو گی ہارڈ ایجنسی اور نہ مزید یہ کھیل کھیلا جائے گا اور پھر جب تک نیا سیٹ اپ وجود میں آئے گا تب تک بہت سا پانی پلوں کے نیچے سے گزر چکا ہوگا“...... عمران نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ واقعی بہت گہرائی میں سوچتے ہیں عمران صاحب“۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس لئے تو تمہارا نقاب پوش بڑا چیک نہیں دیتا کہ کہیں میں لمبا غوطہ لگا گیا تو شاید پھر واپسی نہ ہو سکے“...... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ہارڈ ایجنسی کا چیف جیمز اپنے آفس میں بیٹھا بارٹلے کے بارے میں سوچ رہا تھا کیونکہ چیف سیکرٹری نے ایک ہفتے تک اس کی طرف سے مکمل رپورٹ کا انتظار کیا پھر انہوں نے سختی سے اسے مکمل رپورٹ دینے کا حکم دے دیا۔ تب سے کئی دن گزر چکے تھے اس نے بارٹلے اور پامیلا سے ہر طرح سے رابطہ کرنے کی کوشش کی تھی لیکن ان سے رابطہ نہ ہو سکا جبکہ ورلڈ لنک کی روزانہ رپورٹ کے مطابق وہ دونوں نہ صرف زندہ تھے بلکہ اسی پہاڑی علاقے میں تھے جہاں وہ لیبارٹری موجود تھی۔ جسے تباہ کرنے کے لئے بارٹلے اور اس کے ساتھی گئے تھے۔

''آخر یہ بارٹلے رابطہ کیوں نہیں کرتا''...... جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جیمز نے کہا۔

''چیف سیکرٹری صاحب سے بات کریں چیف''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... جیمز نے کہا۔

''ہیلو چیف جیمز۔ چیف سیکرٹری سے بات کریں''...... اس بار چیف سیکرٹری کی فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

''کرائیں بات''...... جیمز نے کہا۔

''ہیلو جیمز''...... چند لمحوں بعد بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ جیمز حاضر ہے''...... جیمز نے کہا۔

''دو گھنٹے بعد میٹنگ روم میں آ جاؤ۔ تمام تفصیلات سمیت، تمہاری ایجنسی اور مشن کے بارے میں فائنل فیصلے ہو گئے ہیں''۔ چیف سیکرٹری نے سرد اور خشک لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیمز نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ چیف سیکرٹری اس کی فیور میں نہیں ہیں اس لئے اسے خدشہ تھا کہ کہیں وہ اسے ہارڈ ایجنسی سے آؤٹ نہ کر دے۔ کافی دیر وہ بیٹھا سوچتا رہا پھر اچانک اسے ایک خیال آیا تو اس نے تیزی سے فون کا رسیور اٹھایا اور اسے ڈائریکٹ کر کے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس۔ رچمنڈ بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

''جیمز بول رہا ہوں رچمنڈ''...... جیمز نے کہا۔

"اوہ آپ۔ آج کیسے یاد کرلیا آپ نے مجھے"...... رچمنڈ کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی تو جیمز نے اسے پاکیشیا میں مشن سے لے کر اب تک کے تمام حالات مختصر طور پر بتا دیئے اور ساتھ ہی چیف سیکرٹری کی طرف سے ذہن میں ابھرنے والے خدشات بھی تفصیل سے بتا دیئے۔ کیونکہ جیمز کو معلوم تھا کہ رچمنڈ گریٹ لینڈ کے پرائم منسٹر کا پرسنل سیکرٹری ہے۔ اس لئے وہ بے حد بااثر سمجھا جاتا تھا۔ چیف سیکرٹری تک اس سے دبتے تھے۔ جیمز کے ساتھ اس کی دوستی کافی پرانی تھی کیونکہ رچمنڈ پہلے گریٹ لینڈ کی ایک سرکاری ایجنسی کا چیف تھا اور جیمز دوسری سرکاری ایجنسی کا پھر رچمنڈ ایک حادثے کا شکار ہو گیا جس کی وجہ سے وہ تیزی سے چل پھر نہ سکتا تھا۔ چنانچہ اس نے اس ایجنسی سے استعفیٰ دے دیا تو پرائم منسٹر نے اسے اپنا پرسنل سیکرٹری بنا لیا جو حقیقتاً بے حد طاقتور عہدہ تھا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ بارٹلے اور پامیلا ابھی کام کر رہے ہیں لیکن تمہاری بات چیف سیکرٹری کو سمجھ نہیں آ رہی"...... رچمنڈ نے کہا۔

"ہاں۔ تم تو جانتے ہو کہ سپر ایجنٹس اگر زندہ ہوں تو آخری سانس تک اپنے مشن پر کام کرتے رہتے ہیں"...... جیمز نے کہا۔

"لیکن مقابلے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس ہو تو سب کو خوف آتا ہے اور صحرائے گابی میں گریٹ لینڈ کا وارڈیفنس سسٹم موجود ہے۔

جسے نقصان پہنچنے کا مطلب ہے گریٹ لینڈ کی تباہی۔ اس لئے چیف سیکرٹری بھی اپنی جگہ درست کہہ رہے ہیں۔ بہرحال تم فکر مت کرو تمہاری پوزیشن کو کوئی خطرہ پیش نہیں آئے گا"...... رچمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ تمہارا شکریہ"...... جیمز نے اطمینان اور مسرت بھرے لہجے میں کہا تو دوسری طرف سے گڈ بائی کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیمز نے بھی رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور ان کاغذات کو ترتیب دینے میں مصروف ہو گیا جو اس نے اعلیٰ سطح کی میٹنگ میں ساتھ لے جانے تھے اور جب وہ بیگ اٹھائے چیف سیکرٹری ہاؤس کے مخصوص میٹنگ روم میں داخل ہوا تو سامنے بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔ چیف سیکرٹری کے ساتھ سیکرٹری سائنس سر والتھ بھی موجود تھے اور دو اور سرکاری ایجنسیوں کے سربراہ رچرڈ اور جانسن بھی موجود تھے۔ جیمز نے سب کو ہیلو ہائے کہا اور پھر اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد میٹنگ کی کارروائی شروع کر دی گئی اور سب کو اس مشن کے بارے میں تمام تفصیلات بتائی گئیں۔ جیمز نے بتایا کہ ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹس بارٹلے اور پامیلا ابھی زندہ ہیں اور مشن پر کام کر رہے ہیں اس لئے مشن کسی بھی وقت ان کے حق میں مکمل ہو سکتا ہے۔

"چیف جیمز۔ آپ کا بارٹلے اور پامیلا سے آخری بار رابطہ کب ہوا تھا"...... جانسن نے براہ راست جیمز سے مخاطب ہو کر کہا۔

"دس روز پہلے رابطہ ہوا تھا"...... جیمز نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور جب مقابلے پر پاکیشیائی ایجنٹ عمران ہو تو پھر بھی آپ احمقوں کی جنت میں رہنے کو ترجیح دے رہے ہیں"...... جانسن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں احتجاج کرتا ہوں۔ جانسن کو کوئی حق نہیں ہے کہ مجھ پر اس طرح طنز کرے۔ بارٹلے اور پامیلا کا زندہ ہونا اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ کسی بھی طرح عمران اور اس کے ساتھیوں سے کم نہیں ہیں"...... جیمز نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"آپ ورلڈ لنک کی رپورٹس پر اکتفا کر رہے ہیں چیف جیمز"...... اس بار رچرڈ نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس اور آپ سب کو معلوم ہے کہ ورلڈ لنک کی رپورٹ سو فیصد درست ہوتی ہیں"...... جیمز نے کہا۔

"لیکن اگر مقابلے میں عمران ہو تو کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ وہ شیطان کا دماغ رکھتا ہے اس لئے ہمیں بہرحال گریٹ لینڈ کے وارڈیفنس سسٹم کو ہر صورت میں تحفظ دینا چاہئے"...... رچرڈ نے کہا۔

"مسٹر رچرڈ۔ آپ درست کہہ رہے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے رچرڈ کی تائید کرتے ہوئے کہا تو جیمز نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ چیف سیکرٹری

کی پرسنل سیکرٹری اندر داخل ہوئی اور اس نے چیف سیکرٹری کے کان میں آہستہ سے کچھ کہا۔

"میں ابھی آتا ہوں"...... چیف سیکرٹری نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جیمز خاموش بیٹھا تھا اسے احساس ہو رہا تھا کہ یہ میٹنگ اس کے خلاف بلائی گئی ہے اور ضرور کوئی فیصلہ پہلے سے ہو چکا ہے جو اس کے خلاف جائے گا لیکن وہ چونکہ چیف سیکرٹری کے خلاف کچھ نہ کر سکتا تھا اس لئے وہ خاموش بیٹھا تھا۔ تھوڑی دیر بعد چیف سیکرٹری واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

"اس میٹنگ کی اہمیت کے پیش نظر پرائم منسٹر صاحب خود اس میٹنگ کو پریزائڈ کرنا چاہتے تھے لیکن کچھ ایسی مصروفیات کی وجہ سے جنہیں ٹالا نہیں جا سکتا۔ وہ خود نہیں آ رہے۔ البتہ ان کے پرسنل سیکرٹری مسٹر رچمنڈ میٹنگ میں شریک ہو رہے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ جیمز کے چہرے پر بھی قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ رچمنڈ کو تمام حالات پہلے ہی بتا چکا تھا۔ کچھ دیر بعد رچمنڈ لنگڑاتا ہوا اندر داخل ہوا اور ایک خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"میں پرائم منسٹر صاحب کی جگہ یہاں موجود ہوں۔ مجھے تمام حالات و واقعات کا پہلے سے علم ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی بے حد طاقتور ایجنسی ہے لیکن اس کے باوجود پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں صرف مفروضوں پر اکتفا کر کے نہیں

بیٹھ جانا چاہئے۔ سپر ایجنٹس ایڈن اور ٹونی کی لاشیں جس ایریے
سے ملی ہیں اسی علاقے میں وہ لیبارٹری ہے جسے گریٹ لینڈ اس
طرح تباہ کرنا چاہتا تھا کہ کسی کو اس کی کانوں کان خبر نہ ہو لیکن دو
سپر ایجنٹس کی ہلاکت سے معلوم ہوتا ہے کہ معاملات بہت آگے
بڑھ چکے ہیں۔ اس لیبارٹری میں داخلے کے دو راستے ہیں ایک
شوگران کے راستے سے اور دوسرا پاکیشیا کی طرف سے۔ ہارڈ ایجنسی
نے پاکیشیا کی سائیڈ والے راستے کا انتخاب کیا لیکن ہم دو ایجنٹوں
کے خاتمے اور دو کی گمشدگی کے باوجود ابھی تک امید کا دامن
پکڑے ہوئے ہیں۔ اس کا ایک اور پہلو بھی قابل غور ہے کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا یہ طریقہ رہا ہے کہ وہ اپنی ایک لیبارٹری کو
بچانے کے لئے مخالف ملک کو مکمل تباہی سے دو چار کر دیتی ہے اور
مجھے یقین ہے بارٹلے اور پامیلا زندہ ہونے کے باوجود اب مزید
کچھ نہ کر سکیں گے۔ جہاں تک ان کے زندہ ہونے کا تعلق ہے تو
میں نے اس بارے میں ورلڈ لنک کے ماہر سائنسدان سے بات کی
ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ ورلڈ لنک کا خصوصی بٹن کھال کے نیچے چھپا
دیا جاتا ہے اگر اس بٹن کے خاص حصے کو بیٹری کے ساتھ جوڑ دیا
جائے تو وہ بٹن آدمی کے مر جانے کے باوجود اس کے زندہ ہونے
کا کاشن دیتا رہتا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا لیڈر عمران خود
سائنس دان ہے وہ ایسے حربوں کا ماہر ہے اس لئے ہمیں اب
بارٹلے اور پامیلا کو بھول جانا چاہئے۔ ان پر اکتفا کر کے بیٹھے رہنا

حماقت ہے۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اپنی لیبارٹری بچانے کے لئے
اب ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تباہ کرنے کی کوشش کرے گی اور یہ
بدقسمتی ہے کہ ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر صحرائے گابی میں ہے اور
گریٹ لینڈ کا وار ڈیفنس سسٹم بھی صحرائے گابی میں ہے اور اگر
ایک بار عمران صحرائے گابی داخل ہو گیا تو پھر نہ ہیڈکوارٹر کو صحیح سالم
چھوڑے گا اور نہ وار ڈیفنس سسٹم کو اور اگر وار ڈیفنس سسٹم تباہ کر
دیا گیا تو گریٹ لینڈ کے دشمن اس پر چڑھ دوڑیں گے اس لئے
چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے ہمیں وار ڈیفنس سسٹم کو بچانا
ہے''...... رچمنڈ نے باقاعدہ تقریر کرنے والے انداز میں بات
کرتے ہوئے کہا تو جیمز کا چہرہ ایک بار پھر لٹک گیا۔

''تو اس سلسلے میں کیا پلاننگ کی جائے کہ ہماری ایجنسی کا
ہیڈکوارٹر بھی بچ جائے اور وار ڈیفنس سسٹم بھی اور ان کی بجائے
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دیا جائے''...... چیف سیکرٹری نے
رچمنڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہمیں ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کی قربانی دینا پڑے گی۔ یہاں
اس کا ہیڈکوارٹر تباہ کر دیا جائے اور یہاں کی بجائے اس کا ہیڈکوارٹر
برسٹل میں بنا دیا جائے اور وہاں ہم آسانی سے پاکیشیا سیکرٹ سروس
کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور جب انہیں معلوم ہو گا کہ ہماری ایجنسی کا
ہیڈکوارٹر برسٹل میں ہے تو وہ صحرائے گابی کی طرف متوجہ نہ ہوں
گے''...... رچمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن انہیں کیسے معلوم ہو گا کہ ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر صحرائے گابی میں نہیں بلکہ برسٹل میں ہے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"میں بھی گریٹ لینڈ کی ایک فعال ایجنسی کا چیف رہا ہوں اور میری ایجنسی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا کئی بار ٹکراؤ ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے معلوم ہے عمران نے صحرائے گابی میں داخل ہونے سے پہلے کیا کرنا ہے"...... رچمنڈ نے مزے لے لے کر بات کرتے ہوئے کہا۔

"آپ کا کیا کہنا چاہتے ہیں کھل کر کہیں"...... چیف سیکرٹری نے قدرے برا مانتے ہوئے کہا۔

"صحرائے گابی کی چیکنگ ایک خصوصی سیٹلائٹ سے کی جاتی ہے اور اس سیٹلائٹ کا مرکز برسٹل میں ہے اس لئے عمران صحرائے گابی میں داخل ہونے سے پہلے لازماً برسٹل جائے گا اور وہاں ایسے انتظامات کرے گا کہ وہ اور اس کا گروپ صحرائے گابی میں داخل ہونے کے باوجود چیک نہ ہو سکے"...... رچمنڈ نے کہا۔

"اوہ واقعی آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں"...... چیف سیکرٹری نے چونک کر کہا۔

"اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ برسٹل میں اس کے دوست کون ہیں اور وہ معلومات کن ذرائع سے حاصل کرتا ہے اس لئے اب ہمیں صرف اتنا کرنا ہے کہ ہم ان تک یہ بات پہنچادیں کہ صحرائے گابی میں ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر صرف ڈاج دینے کے لئے ہے

اصل ہیڈکوارٹر برسٹل میں ہے اس کے لئے ہم ایک فون کال کا سہارا بھی لیں گے اور کام بغیر کسی شک کے مکمل ہو جائے گا"۔ رچمنڈ نے کہا۔

"یہ کام کون کرے گا۔ کیا ہارڈ ایجنسی یا کوئی اور"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"برسٹل ہیڈکوارٹر میں جیمز چیف ہو گا لیکن اس کام کے لئے اسے استعمال نہیں کیا جاسکتا کیونکہ عمران کو معمولی سا شک بھی پڑ گیا تو وہ جلد ہی حقیقت معلوم کر لے گا۔ اس لئے انفارمشن والا کام بلیک ایجنسی کے ذمے لگانا ہو گا اور یہ کام مجھ پر چھوڑ دیں میں بلیک ایجنسی کے چیف آرتھر کو بریف کر دوں گا"...... رچمنڈ نے کہا۔

"تو پھر کیوں نہ یہ مشن ہی ہارڈ ایجنسی سے لے کر بلیک ایجنسی کو دے دیا جائے"...... چیف سیکرٹری نے کہا۔

"جیسے آپ کی مرضی"...... رچمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے تو سب سن لیں کہ اب یہ مشن ہارڈ ایجنسی کا نہیں رہا بلکہ یہ بلیک ایجنسی کو دے دیا گیا ہے اور اس کے عملی انچارج رچمنڈ صاحب ہوں گے اور اب میٹنگ برخواست کی جاتی ہے"...... چیف سیکرٹری نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑا ہوا تو جیمز سمیت سب اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور پھر سب ایک ایک کر کے میٹنگ ہال سے باہر آ گئے۔

"سوری جیمز یہ فیصلے چیف سیکرٹری اور پرائم منسٹر نے پہلے ہی کر لئے تھے اس لئے میں مجبور تھا"...... رچمنڈ نے کہا۔

"کوئی بات نہیں مشن مکمل ہونا چاہئے رچمنڈ تمہارا شکریہ"...... جیمز نے کہا اور رچمنڈ سر ہلاتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ جیمز واپس اپنے آفس آ گیا لیکن اس کا چہرہ بری طرح لٹکا ہوا تھا کیونکہ اس سے پہلے اس کی اور اس کی ایجنسی کی اس قدر بے عزتی نہیں ہوئی تھی۔ وہ اس بے عزتی کا بدلہ لینا چاہتا تھا لیکن اسے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کرے کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیمز نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا سے مسٹر پراؤڈ کی کال ہے جناب"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... جیمز نے سخت لہجے میں کہا۔

"پراؤڈ بول رہا ہوں پاکیشیا سے چیف"...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی البتہ لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"یس کوئی خاص بات ہے"...... جیمز نے قدرے اکتاہٹ بھرے لہجے میں کہا۔

"بارٹلے اور پامیلا کی لاشیں بھی مل گئی ہیں چیف"...... پراؤڈ نے کہا تو جیمز بے اختیار اچھل پڑا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ بارٹلے اور پامیلا کی لاشیں کہاں ہیں۔ کہاں سے ملی ہیں، کیسے ملی ہیں"...... جیمز نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں چیخ کر کہا۔

"دونوں لاشیں اسی سپاٹ سے ملی ہیں جہاں سے پہلے ایڈن اور ٹونی کی ملی تھیں۔ ان دونوں کی لاشیں ایک بے حد گہری کھائی میں پھینکی گئی تھیں اور اوپر سے پتھر ڈال دیئے گئے تھے۔ جب ان میں سے تیز بو اٹھی تو ان کے بارے میں پتہ چلا اور چیف یہ بات بھی پہلی بار سامنے آئی ہے کہ ان دونوں کے بازوؤں میں کوئی سائنسی بٹن موجود تھا جسے توڑ دیا گیا تھا"...... پراؤڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور جیمز فوراً سمجھ گیا کہ رچمنڈ کی بات درست ثابت ہوئی ہے۔ اس سے ورلڈ لنک کو دھوکہ دیا گیا تھا اور ورلڈ لنک ان دونوں کو مردہ ہونے کے باوجود زندہ ڈیکلئر کرتی رہی۔

"یہ عمران واقعی شیطانی دماغ کا مالک ہے۔ ہم ورلڈ لنک پر بھروسہ کرتے رہے ہیں اور اس نے باآسانی ورلڈ لنک کو دھوکہ دے دیا"...... جیمز نے کہا۔

"ہیلو سر۔ اب کیا حکم ہے"...... پراؤڈ نے کہا۔

"سفارت خانہ خود ہی ان کی لاشیں بھجوا دے گا۔ تم نے اب اس سلسلے میں مزید کچھ نہیں کرنا کیونکہ اب یہ مشن ہارڈ ایجنسی سے لے کر بلیک ایجنسی کو دے دیا گیا ہے"...... جیمز نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

عمران نے کار اپنی رہائشی بلڈنگ کے مخصوص حصے میں پارک کی اور پھر سیڑھیاں چڑھتا ہوا اپنے فلیٹ کے دروازے پر پہنچ گیا۔ کال بیل کے جواب میں جب اسے سلیمان کے قدموں کی آتی ہوئی آوازیں سنائی دیں تو اس نے بے اختیار گنگنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں بعد دروازے کھل گا۔

"یہ گنگناہٹ کرنل چوشان کو سنوائیں مجھے نہیں"...... سلیمان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ تو تمہارے قدموں کی آواز سے خود بخود شروع ہو جاتی ہے تمہارے قدموں کی آواز سن کر یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کوئی حسین رقاصہ کتھک ڈانس کر رہی ہو"...... عمران نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"کتھک تو کیا کاتھک ڈانس بھی ہو سکتا ہے اگر آپ کو گزشتہ تین روز سے ہر نصف گھنٹے بعد کرنل چوشان کا فون سننا پڑے اور

ہر بار یہی کہا جائے کہ اِٹ اِز ایمرجنسی عمران سے بات کراؤ، حالانکہ کچن میں اس سے کہیں زیادہ ایمرجنسی ہوتی ہے لیکن کوئی سمجھتا ہی نہیں"...... سلیمان نے دروازہ بند کر کے واپس جاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات تھی تو سیل فون پر کال کر لیتے"...... عمران نے سٹنگ روم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"آپ نے خود کہا ہے کہ سوائے ٹاپ ایمرجنسی کے سیل فون پر کال نہ کی جائے اور میں نے ایمرجنسی کو کبھی ٹاپ تک جانے ہی نہیں دیا"......سلیمان نے کہا اور کچن کی طرف بڑھ گیا جبکہ عمران مسکراتا ہوا سٹنگ روم میں داخل ہوا اور پھر کرسی پر بیٹھ کر اس نے میز پر پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس چوشان بول رہا ہوں"...... رابطہ ہونے پر دوسری طرف سے کرنل چوشان کی آواز سنائی دی۔ کیونکہ جو نمبر عمران نے ملایا تھا وہ کرنل چوشان کا ڈائریکٹ نمبر تھا۔

"علی عمران ۔ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"شکر ہے تمہاری آواز تو سنی۔ ورنہ سلیمان کا رٹا رٹایا فقرہ ہی سننے کو ملتا تھا کہ صاحب فلیٹ پر نہیں ہیں اور نہ ہی ان سے رابطہ ہوا ہے"...... دوسری طرف سے کرنل چوشان کی آواز سنائی دی۔

"کیا ہوا ہے کوئی خاص بات ہے کہ گزشتہ تین روز سے مسلسل فون کر رہے ہو"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"وہی پارس لیبارٹری کا مسئلہ ہے۔ مجھے اطلاع ملتی رہی ہے کہ پاکیشیائی راستے میں کچھ لاشیں بھی ملی ہیں۔ پاکیشیائی سائنس دان ڈاکٹر ظفر کی بھی لاش ملی ہے اور دو گریٹ لینڈ نژاد افراد کی لاشیں بھی ہیں اور وہاں ابھی کچھ دیر پہلے پاکیشیا سے یہ اطلاع ملی ہے کہ مزید دو لاشیں اور ملی ہیں لیکن ان سب کے باوجود تم حرکت میں نہیں آ رہے"...... کرنل چوشان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ سب کچھ معلوم ہو جانے کے باوجود تم کہہ رہے ہو کہ میں کچھ نہیں کر رہا"...... عمران نے کہا۔

"اوہ۔ اوہ۔ تو یہ بات ہے۔ وری گڈ مجھے افسوس ہو رہا تھا کہ اتنی اہم لیبارٹری کے تحفظ کے لئے تم کیوں کچھ نہیں کر رہے لیکن اب مجھے اپنی سوچ پر شرمندگی ہو رہی ہے"...... کرنل چوشان نے شرمندہ سے لہجے میں کہا۔

"ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ لوگ پاکیشیا کی طرف سے ناکام ہو گئے ہیں تو اب یہ شوگران کی طرف سے اٹیک کریں گے اس لئے اب تم نے ہوشیار رہنا ہے۔ ویسے میں کوشش کروں گا کہ ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کو ہی تباہ کر دوں تاکہ لیبارٹری کو جو فوری خطرہ ہے وہ دور ہو جائے۔ پھر جب تک وہ دوبارہ اٹیک کرنے کے

قابل ہوں گے تب تک مخصوص میزائل بن چکا ہو گا"...... عمران نے کہا۔

"ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تو صحرائے گابی میں ہے اور وہاں مسلسل انتہائی سخت سیٹلائٹ چیکنگ ہوتی ہے۔ آج تک وہاں کوئی بیرونی پارٹی کامیاب نہیں ہو سکی"...... کرنل چوشان نے کہا۔

"سیٹلائٹ چیکنگ کا بھی کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا بس تم دعا کرتے رہنا۔ او کے گڈ بائی"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ کر اس نے میز پر رکھی ہوئی بھاپ اڑاتی چائے کی پیالی اٹھائی جو سلیمان کال کے دوران رکھ گیا تھا۔ اور چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے وہ اپنے آئندہ لائحہ عمل پر غور کرتا رہا۔ اچانک ایک خیال اس کے ذہن میں آیا تو اس نے میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک ڈائری نکال کر اس نے اسے میز پر رکھا اور پھر دراز بند کر کے اس نے ڈائری کھولی اور سرسری انداز میں اس کا جائزہ لینا شروع ہو گیا۔ کچھ دیر بعد ایک صفحے پر اس کی نظریں جم گئیں کافی دیر تک وہ اسے دیکھتا رہا پھر اس نے ڈائری بند کر کے میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ہوزر بول رہا ہوں"...... رابطہ ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا سے پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں"...... عمران نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"اوہ پرنس آپ۔ بڑے طویل عرصے بعد یاد کیا ہے آپ نے حکم دیں"...... دوسری طرف سے اس طرح مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا جیسے واقعی عمران پرنس ہو اور اس کا بطور پرنس اقرار کیا جا رہا ہو۔

"ناٹ پارٹی کے چیف جیکب سے بات کرائیں"...... عمران نے کہا۔

"آپ کا پارٹی کوڈ کیا ہے جناب"...... دوسری طرف سے پہلے کی طرح انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بتایا تو ہے پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے خشک لہجے میں کہا۔

"آپ فون کال آف کر دیں جلد ہی آپ کو کال کی جائے گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اسے یقین تھا کہ انتہائی فعال اور خفیہ تنظیم ناٹ پارٹی کی مدد سے وہ اصل حقیقت جان لے گا کہ گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور اسے کس طرح تباہ کیا جا سکتا ہے کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ناٹ پارٹی ایک خفیہ لیکن بے حد فعال تنظیم ہے جس کا نیٹ ورک پوری دنیا میں پھیلا ہوا ہے۔ اس کی ممبر شپ حاصل کرنا خاصا مشکل تھا اور اس تنظیم کے ذریعے حکومتیں اپنے مخالفوں اور مخالف تنظیموں کا خاتمہ کراتی ہیں اور آج تک کبھی ناٹ پارٹی کا نام بھی سامنے نہیں آیا تھا۔ عمران بھی اس ناٹ پارٹی کا

ممبر تھا لیکن اس ممبر شپ کا مقصد صرف معلومات کا حصول تھا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"یس"...... عمران نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"این۔ پی کو آپ نے کال کی تھی"...... دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی لہجہ یورپی تھا۔

"جی ہاں۔ کیوں کیا کوئی غلطی ہو گئی ہے"...... عمران نے اپنے مخصوص شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"آپ کا کوڈ"...... دوسری طرف سے اس کی شرارت پر کوئی تبصرہ کئے بغیر پوچھا گیا۔ لہجہ ویسے ہی مؤدبانہ تھا۔

"پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے۔ کال کا انتظار کریں پلیز"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر بوریت کے تاثرات نہ تھے کیونکہ وہ اس تنظیم کے بارے میں اچھی طرح جانتا تھا اور گزشتہ دو سالوں میں اس کے ایک سیکشن کا انچارج فلپ اسکاٹ اس کا دوست بھی بن گیا تھا جسے وہ مذاق میں فلپ اسکاٹ کی بجائے فلپ اسٹارٹ کہا کرتا تھا۔ وہ اس تنظیم کے ایکریمیا اور یورپ سیکشن کا انچارج تھا۔ کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگا لیا۔

"یس۔ پرنس آف ڈھمپ"...... عمران نے کہا۔

"این۔ پی کے کس سیکشن سے آپ بات کرنا چاہتے ہیں"۔ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایکریمیا یورپ سیکشن کے چیف فلپ اسکاٹ سے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ہولڈ کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو فلپ اسکاٹ بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

"لیکن مجھے تو فلپ اسٹارٹ سے بات کرنی ہے اگر وہ اب بھی اسٹارٹ ہو جاتا ہو تو اسے اسٹارٹ کرا کر اس سے میری بات کرا دیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے اور شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا۔ کیا۔ اوہ۔ اوہ تو تم ہو عمران۔ اوہ مجھے واقعی اب ریٹائر ہو جانا چاہئے کہ میں پرنس آف ڈھمپ کا نام سن کر تمہیں نہیں پہچان سکا"......دوسری طرف سے اونچی آواز میں کہا گیا۔

"پہچانتے تو تب جب اسٹارٹ ہوتے"...... عمران نے کہا۔

"تم تک تو بغیر اسٹارٹ ہوئے بھی پہنچ جاؤں گا۔ بڑے عرصے بعد یاد کیا ہے تم نے"...... دوسری طرف سے خاصے بے تکلفانہ لہجے میں کہا گیا۔

"اہم معلومات لینی تھیں تم سے"...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"کون سی معلومات"...... دوسری طرف سے چونک کر پوچھا گیا۔

"ہارڈ ایجنسی نے پاکیشیا کی ایک میزائل لیبارٹری کو تباہ کرنے کے لئے پاکیشیا میں اپنے سپر ایجنٹس بھجوائے۔ وہ لوگ شاید لیبارٹری تک پہنچ بھی جاتے لیکن چونکہ یہ لیبارٹری پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ سرحد پر ہے اور دونوں ممالک کی مشترکہ لیبارٹری ہے اس لئے دونوں اطراف میں اس کے راستے موجود ہیں۔ شوگران کی سنٹرل ایجنسی کے چیف کرنل چوشان کو ہارڈ ایجنسی کے اس مشن کے بارے میں اطلاع مل گئی اور چونکہ ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹس پاکیشیائی راستے کو استعمال کرنا چاہتے تھے اس لئے کرنل چوشان نے فون پر اس بارے میں مجھے اطلاع کر دی۔ بہرحال ہم نے ہارڈ ایجنسی کے ان سپر ایجنٹس کو گھیر کر ختم کر دیا لیکن مجھے معلوم ہے کہ جب تک ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر نہیں تباہ کیا جائے گا اور جب تک اس کے چیف کا خاتمہ نہیں کیا جائے گا تب تک یہ ایجنسی اس مشن سے پیچھے نہیں ہٹے گی۔ ادھر لیبارٹری میں زیر ریسرچ میزائل فارمولا مکمل ہونے کے قریب ہے۔ اگر کچھ عرصے کی مہلت مل جائے تو یہ کام مکمل ہو جائے گا اور پھر ہمیں کوئی خطرہ نہیں رہے گا لیکن فارمولا مکمل ہونے سے پہلے اسے تباہ نہیں ہونا چاہئے۔ یہ تو مجھے معلوم ہے کہ ہارڈ ایجنسی گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی ہے اس کا چیف جیمز ہے اور اس کا عام ہیڈکوارٹر ونگٹن میں ہے لیکن اصل

هیڈکوارٹر جہاں ان کی میٹنگز اور خفیہ پلاننگز ہوتی ہیں وہ صحرائے گابی میں واقع ہے اور صحرائے گابی کے بارے میں سب جانتے ہیں کہ وہاں گریٹ لینڈ کا ڈیفنس میزائلوں کا پورا سسٹم موجود ہے اور اگر یہ سسٹم تباہ ہو جائے تو گریٹ لینڈ کی عسکری طاقت نصف سے کم رہ جائے گی اس لئے اس کی بے حد حفاظت کی جاتی ہے اور ایک خصوصی سیٹلائٹ کے ذریعے چوبیس گھنٹے مسلسل صحرائے گابی کی چیکنگ کی جاتی ہے اور اس صحرا میں اڑنے والی مکھی بھی سیٹلائٹ چیکنگ سے نہیں بچ سکتی۔ گریٹ لینڈ نے اس صحرا کو چاروں طرف سے خصوصی دیواریں بنا کر بند کر دیا ہے اور وہاں چاروں طرف انتہائی سخت چیکنگ ہوتی ہے''...... عمران مسلسل بولتے بولتے یکلخت خاموش ہو گیا جیسے سانس لینے کے لئے رک گیا ہو۔

''مجھ سے زیادہ تو تم جانتے ہو بلکہ تم نے میری معلومات میں اضافہ کیا ہے''...... دوسری طرف سے فلپ اسکاٹ نے مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

''یہ سارا پس منظر اس لئے بتا رہا ہوں کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تم نے گریٹ لینڈ کی ایلسا سے شادی کرا رکھی ہے اور گریٹ لینڈ کا نام سامنے آتے ہی تمہارے ذہن میں شہنائیاں بجنا شروع ہو جاتی ہیں''...... عمران نے کہا تو دوسری طرف سے فلپ اسکاٹ بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑا۔

''چلو شکر ہے۔ بجتی تو ہیں۔ تمہارے ذہن میں شہنائیاں تو ایک

طرف گھنٹیاں تک نہیں بجتیں۔ ویسے کے ویسے ازلی کنوارے ہی رہ گئے ہو گے''...... فلپ اسکاٹ نے ہنستے ہوئے کہا۔

''میرے ذہن میں تو بیک وقت دونوں ہی بجنے لگ جاتی ہیں۔ بہرحال یہ مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ اس صحرائے گابی کی چیکنگ پر مامور خصوصی سیٹلائٹ کا کنٹرولنگ آفس برشل میں ہے۔ اب میں یہ چاہتا ہوں کہ تم تازہ ترین معلومات حاصل کر کے مجھے بتاؤ تاکہ میں تمہاری معلومات کی رہنمائی میں ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کر سکوں''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ ایک گھنٹے بعد میں خود تمہیں فون کروں گا''...... دوسری طرف سے فلپ اسکاٹ نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو عمران نے بھی رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ایسے تاثرات تھے جیسے اسے سو فیصد یقین ہو کہ ایک گھنٹے کے اندر ناٹ پارٹی تازہ ترین اور سو فیصد درست معلومات حاصل کر لے گی اور پھر یہ ایک گھنٹہ ایک کتاب کے مطالعے میں گزارنے کے بعد جب فون کی گھنٹی بجی تو عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب بند کر کے میز پر رکھی اور فون کا رسیور اٹھا لیا۔

''یس۔ پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں''...... عمران نے کہا۔

''فلپ اسکاٹ بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے فلپ اسکاٹ کی سنجیدہ آواز سنائی دی۔

''ہاں کیا رپورٹ ہے''...... عمران نے کہا۔

"تمہاری شہرت نے انہیں کھیل الٹا کھیلنے پر مجبور کر دیا ہے"۔ فلپ اسکاٹ نے کہا۔

"کیا مطلب۔ کھیل الٹا کیسے ہو گیا"...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہارڈ ایجنسی کے دو سپر ایجنٹ مارے گئے اور دو لاپتہ ہو گئے تو چیف سیکرٹری کے تحت خصوصی ہنگامی میٹنگ کال کی گئی جس میں پرائم منسٹر کی طرف سے ان کے پرسنل سیکرٹری رچمنڈ نے شرکت کی۔ وہاں یہ خطرہ ظاہر کیا گیا کہ تم اپنی روایت کے مطابق لازماً ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تباہ کرنے صحرائے گابی پہنچو گے اور گریٹ لینڈ کا ڈیفنس وار سسٹم یقینی خطرے کی زد میں آ جائے گا جسے کسی صورت برداشت نہیں کیا جا سکتا اس لئے وہاں اعلیٰ سطح پر یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہارڈ ایجنسی کا جو ہیڈکوارٹر صحرائے گابی میں موجود ہے اسے خود ہی تباہ کر دیا جائے اور ہارڈ ایجنسی کے ولنگٹن میں موجود آفس کو ہیڈکوارٹر کا درجہ دے دیا جائے۔ صحرائے گابی اور برسٹل میں سیٹلائٹ کنٹرول آفس کی خصوصی نگرانی کی جائے اور یہ مشن ہارڈ ایجنسی سے واپس لے لیا گیا ہے اور اب اسے بلیک ایجنسی کے سپرد کر دیا گیا ہے جس کا چیف آرتھر ہے۔ وہ یہاں تم سے بھی نمٹے گا اور تم سے نمٹنے کے بعد پاکیشیا کی لیبارٹری بھی تباہ کر دے گا"۔ فلپ اسکاٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"گڈ انفارمیشن لیکن اس پر عمل درآمد کیسے ہو گا۔ کیا یہ لوگ

اخبار میں اشتہار دیں گے کہ صحرائے گابی میں موجود ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تباہ ہو چکا ہے اور اب یہ ہیڈکوارٹر ولنگٹن میں ہے۔ اس لئے کوئی صحرائے گابی کا رخ نہ کرے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو فلپ اسکاٹ بے اختیار ہنس پڑا۔

"میٹنگ میں یہ بات طے ہوئی ہے کہ تمہیں کسی فون کال کے ذریعے اطلاع دی جائے گی لیکن اگر اس کے باوجود تم باز نہ آئے تو پھر بلیک ایجنسی تم سے نمٹے گی"...... فلپ اسکاٹ نے جواب دیا۔

"یہ بات طے ہے کہ یہ ڈاج نہیں ہے"...... عمران نے کہا۔

"وہ تم سے بہت خوفزدہ ہیں اور انہیں شدید خطرہ ہے کہ تم اگر صحرائے گابی آئے تو ان کا ڈیفنس وار سسٹم بھی تباہ کر دو گے اور انہیں یقین ہے کہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ کر لیا جائے تمہیں درست انفارمیشن ہر صورت مل جائے گی اس لئے وہ لازماً صحرائے گابی میں ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تباہ کر دیں گے۔ ویسے تمہیں بلیک ایجنسی کو بھی اہمیت دینی چاہئے۔ آرتھر بہت تیز آدمی ہے"...... فلپ اسکاٹ نے کہا۔

"کیا تم مجھے کنفرم کر کے بتا سکتے ہو کہ ہیڈکوارٹر واقعی تباہ ہوا ہے یا نہیں"...... عمران نے کہا۔

"ہاں کیوں نہیں۔ تمہارے لئے یہ کام بھی ہو جائے گا۔ میں تمہیں اطلاع دے دوں گا"...... فلپ اسکاٹ نے کہا۔

"اسی نمبر پر اطلاع دے دینا۔ چاہے میرا باورچی اٹنڈ کرے یا

میں خود''...... عمران نے کہا۔

''اوکے۔ ہو جائے گا''...... فلپ اسکاٹ نے کہا۔

''تھینکس فلپ۔ گڈ بائی''...... عمران نے کہا اور ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر سوچ کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ کچھ دیر بعد اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھایا اور نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''ٹائیگر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

''تم نے ایک بار بتایا تھا کہ گریٹ لینڈ کی بلیک ایجنسی کے سپر گروپ کا جوزف نامی آدمی تمہارا دوست ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ اس سے فون پر اب بھی ہیلو ہیلو ہوتی رہتی ہے''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''پارس لیبارٹری کا مشن اب بلیک ایجنسی کو دے دیا گیا ہے اور وہ لوگ یقیناً اس کے لئے دو گروپ بنائیں گے۔ ایک گروپ پارس لیبارٹری پر حملہ کرے گا جبکہ دوسرا گروپ وہاں ہمارے خاتمے کے لئے کام کرے گا۔ کیا تم اپنے دوست جوزف سے معلوم کر سکتے ہو کہ اس کا تعلق کس گروپ سے ہے''...... عمران نے کہا۔

''یس باس۔ لیکن اس کے لئے مجھے اس سے خود ملاقات کرنی ہو گی۔ میں ابھی ایکریمیا کے لئے سیٹ بک کرا دیتا ہوں''...... ٹائیگر نے کہا۔

''لیکن وہ تربیت یافتہ ایجنٹ ہے۔ کیسے اس سے معلومات حاصل کرو گے''...... عمران نے کہا۔

''وہ مارجینا کا عادی ہے اس لئے میں اسے شراب میں مارجینا کی سپیشل ڈوز پلا دوں گا اور پھر وہ کسی معصوم بچے کی طرح خود ہی سب کچھ بتا دے گا اور اسے یاد بھی نہیں رہے گا کہ اس نے کیا بتایا ہے اور کسے بتایا ہے''...... ٹائیگر نے کہا۔

''اوکے ٹھیک ہے۔ جلدی یہ کام کرو تاکہ ہم صرف سوچتے ہی نہ رہ جائیں''...... عمران نے کہا۔

''یس باس''...... ٹائیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

بلیک ایجنسی گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی تھی اور یہ ایجنسی گریٹ لینڈ یا اس کے تحت جزائر میں رہنے والے سیاہ فام افراد اور ان کی خفیہ تنظیموں سے نمٹتی تھی کیونکہ یہ سیاہ فام تنظیمیں ڈرگ کے ساتھ ساتھ ہر قسم کے اسلحے کی سمگلنگ میں بھی کافی آگے تھیں۔ یہی وجہ تھی کہ بلیک ایجنسی میں سوائے چند کے باقی سب ایجنٹ سیاہ فام تھے کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ سیاہ فام افراد کبھی کسی گورے پر اعتماد نہیں کرتے جبکہ سیاہ فام کو وہ اپنا ہی سمجھتے ہیں۔ آرتھر اس ایجنسی کا چیف تھا۔ وہ گورا تھا۔ وہ اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا ایک فائل دیکھنے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے انٹرکام کی مترنم گھنٹی بج اٹھی تو آرتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... آرتھر نے کہا۔

''مسٹر ڈیوڈ آئے ہوئے ہیں''...... دوسری طرف سے اس کی پرسنل سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''اسے بھجوا دو''...... آرتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ کچھ دیر بعد آفس کا دروازہ کھلا اور ورزشی جسم کا ایک سیاہ فام نوجوان اندر داخل ہوا۔

''بیٹھو ڈیوڈ۔ کیا کوئی خاص خبر لے کر آئے ہو''...... آرتھر نے ڈیوڈ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

''خبر نہیں چیف، خبریں کہیں''...... ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا کیا خبریں ہیں''...... آرتھر نے چونک کر کہا اور سامنے موجود فائل بند کر دی۔

''چیف۔ ہارڈ ایجنسی سے پاکیشیا کا مشن واپس لے لیا گیا اور یہ مشن اب بلیک ایجنسی کو دیا جا رہا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا تو آرتھر بے اختیار اچھل پڑا۔

''ہمیں دیا جا رہا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہمارے ایجنٹ تو زیادہ سے زیادہ افریقی ممالک میں ہی کارروائی کر سکتے ہیں پاکیشیا میں کیسے کریں گے''...... آرتھر نے چونکتے ہوئے کہا۔

''یہ سوچنا آپ کا کام ہے۔ وہاں بہرحال سیاہ فاموں سے نفرت تو نہیں کی جاتی اور شاید وہاں ایک دو کلب بھی ایسے ہوں جن میں سیاہ فام کام کرتے ہیں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اوکے۔ مشن ملے گا تو پھر سوچیں گے۔ تمہیں کیسے پتہ چلا''...... آرتھر نے کہا۔

''رچرڈ اس اعلیٰ سطحی میٹنگ میں شامل تھا اسی نے بتایا ہے''۔

ڈیوڈ نے کہا۔

''پھر ٹھیک ہے اور کیا خبر ہے''...... آرتھر نے کہا۔

''ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹ بارٹلے، اس کی اسسٹنٹ اور بیوی پامیلا اور اس کے دو ساتھی ایڈن اور ٹونی چاروں کو پاکیشیا میں ہلاک کر دیا گیا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا تو آرتھر کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''بارٹلے اور اس کی بیوی پامیلا، ایڈن اور ٹونی یہ چاروں تو بے حد تجربہ کار اور تیز طرار ایجنٹس تھے۔ خاص طور پر بارٹلے کو تو دنیا مانتی ہے۔ ان کے ساتھ تو بہت برا ہوا ہے''...... آرتھر نے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

''یس چیف۔ آپ درست کہہ رہے ہیں۔ بارٹلے کی موت نے مجھے بھی بے حد صدمہ پہنچایا ہے۔ وہ میرا اچھا دوست تھا''...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''مزید کوئی خبر''...... آرتھر نے پوچھا۔

''میں اس لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ نے مشن ملنے کے بعد یقیناً دو گروپ بنانے ہیں۔ ایک گروپ جو پاکیشیا جا کر پارس نامی لیبارٹری تباہ کرے گا اور دوسرا گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ کرنے کے لئے صحرائے گابی جائے گا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''ہاں تو پھر تم کیا چاہتے ہو''...... آرتھر نے دونوں کہنیاں سامنے میز پر رکھتے ہوئے کہا۔ یہ اس کا خاص انداز تھا۔ جب وہ

ذہنی یا جسمانی یا دونوں طرف سے بہت تھک جاتا تو اس طرح کہنیاں میز پر رکھ کر کافی دیر بیٹھا رہتا تھا اس سے اس کا ذہن نارمل ہو جایا کرتا تھا۔

''میں درخواست کرتا ہوں کہ مجھے اس عمران اور اس کے ساتھیوں کے خاتمے کا ٹاسک دیں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''تم نے خصوصی طور پر یہ بات کیوں کی ہے۔ کوئی خاص وجہ''...... آرتھر نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

''مجھے کسی مشن میں اس وقت تک لطف نہیں آتا جب تک بھرپور مقابلہ نہ ہو اور عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ساتھ بھرپور مقابلہ لطف دے گا''...... ڈیوڈ نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آرتھر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... آرتھر نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''پرائم منسٹر کے پرسنل سیکرٹری جناب رچمنڈ آپ سے بات کرنا چاہتے ہیں''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... آرتھر نے کہا۔

''ہیلو۔ رچمنڈ بول رہا ہوں''...... چند لمحوں بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ بے تکلفانہ تھا۔

''کوئی خاص بات ہو گئی ہے کہ تمہیں اس طرح کال کرنی

پڑی۔ رات کو کلب میں تفصیلی ملاقات ہو جاتی“...... آرتھر نے کہا۔

”نہیں۔ ایک اہم خبر ہے۔ تمہارے ستارے نہ صرف ترقی کی طرف رواں دواں ہیں بلکہ اب تو انہوں نے ترقی کی جانب جمپ لگانے شروع کر دیئے ہیں“...... دوسری طرف سے رچمنڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اصل بات بتاؤ۔ تمہاری دوسرے کو چکر میں ڈالنے والی عادت نہ جانے کب جائے گی“...... آرتھر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”بہت شاندار خبر ہے کہ پارس لیبارٹری کا مشن ہارڈ ایجنسی سے لے کر تمہیں دے دیا گیا ہے۔ تمہاری خواہش تھی کہ تم کبھی عمران کے مقابلے پر کام کرو تو تمہاری یہ خواہش پوری ہو گئی ہے“۔ رچمنڈ نے کہا۔

”لیکن یہ مشن تو ہارڈ ایجنسی کے پاس تھا اور چیف جیمز ایسے معاملے میں بہت ہاتھ پاؤں مارنے کا عادی رہا ہے اس سے مشن واپس کیوں لیا جا رہا ہے“...... آرتھر نے جان بوجھ کر انجان بنتے ہوئے کہا۔

”اس کا سپر گروپ جس کا لیڈر بارٹلے تھا اس مشن پر کام کر رہا تھا۔ چار کا گروپ تھا۔ بارٹلے کے دو مرد ساتھی اور اس کی بیوی پامیلا یہ سب پارس لیبارٹری والے علاقے میں مارے گئے۔ یہ خبر ملتے ہی اعلیٰ حکام بے حد فکر مند ہو گئے۔ پرائم منسٹر صاحب کو تو بے چینی نے ایسے گھیرا کہ ان کی نیند تک غائب ہو گئی کیونکہ سب کو

عمران اور اس کی فطرت کے بارے میں معلوم ہے۔ بارٹلے اور اس کے گروپ کے خاتمے کے بعد عمران نے لازماً ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر پر حملہ کر دینا ہے اور یہ ہیڈکوارٹر صحرائے گابی میں ہے اور عمران اور اس کے ساتھی صحرائے گابی میں داخل ہوئے تو وہاں موجود وار ڈیفنس سسٹم بھی سامنے آ جائے گا اور عمران کی عادت ہے کہ وہ اپنے ملک کے خلاف کام کرنے والوں کو حتی الامکان زیادہ سے زیادہ نقصان پہنچانے کی کوشش کرتا ہے اس لئے اگر عمران صحرائے گابی میں داخل ہوا تو وہ وار ڈیفنس سسٹم کو تباہ کرنے کی اپنی طرف سے بھرپور کوشش کرے گا اس لئے حکومتی اعلیٰ حکام کا اجلاس ہوا۔ ہارڈ ایجنسی ناکام ہو گئی تھی اس لئے اس سے مشن واپس لے لیا گیا اور یہ فیصلہ کیا گیا کہ اب یہ مشن بلیک ایجنسی کو دیا جائے“...... رچمنڈ نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”تمہارا اور حکومت کا بے حد شکریہ جو مجھ پر اعتماد کر رہے ہیں۔ تم فکر مت کرو میرے پاس دو ایسے سیکشن ہیں جو یہ دونوں کام انتہائی کامیابی سے مکمل کر لیں گے“...... آرتھر نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تفصیل بتاؤ۔ میں نے پرائم منسٹر کو تفصیلی رپورٹ دینی ہے“...... رچمنڈ نے کہا۔

”میرا مین سیکشن بلیک کوبرا سیکشن کہلاتا ہے اور اس کا باس ڈیوڈ ہے۔ یہ پورا گروپ سیاہ فاموں پر مشتمل ہے۔ یہ یہاں گریٹ لینڈ

میں بہترین انداز میں یہ مشن مکمل کر سکتے ہیں اور دوسرا سفید فام افراد کا گروپ ہے جس کا باس ہارڈی ہے''...... آرتھر نے کہا۔

''میں ہارڈی کو بھی جانتا ہوں اور ڈیوڈ کو بھی۔ میرا مشورہ ہے کہ تم حتمی کامیابی چاہتے ہو تو ڈیوڈ گروپ کو آگے لے آؤ۔ یہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے خلاف شاندار کارکردگی شو کریں گے''...... رچمنڈ نے مشورہ دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ پھر میں ہارڈی اور اس کے گروپ کو پاکیشیا بھیج دیتا ہوں تاکہ وہ وہاں موجود پارس لیبارٹری کو تباہ کر دیں''...... آرتھر نے کہا۔

''اس کا فیصلہ ابھی ہونا ہے۔ میں نے پرائم منسٹر کو مشورہ دیا ہے کہ وہ فی الحال پارس لیبارٹری کو بھول جائیں۔ جب تک عمران اور اس کے ساتھیوں یا کم از کم عمران کا خاتمہ نہیں ہو جاتا۔ اس نے وہاں بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کر دیا ہے اس لئے وہاں کامیابی اسی وقت ہو گی جب ہم بھرپور انداز میں آگے بڑھیں گے اور بھرپور انداز میں ہم اسی وقت آگے بڑھ سکتے ہیں جب عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ ہو جائے۔ ایک منٹ مجھے پرائم منسٹر کی کال آ رہی ہے میں کچھ دیر بعد تمہیں دوبارہ فون کرتا ہوں''۔ رچمنڈ نے چونک کر کہا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا تو آرتھر نے بھی رسیور رکھ دیا۔

''تم نے سن لیا ڈیوڈ۔ دو چار ایشیائی ایجنٹوں نے اپنی کارکردگی

کا کس قدر رعب ڈالا ہوا ہے کہ حکومتیں بھی ان سے خائف رہتی ہیں''...... آرتھر نے سامنے خاموش بیٹھے ڈیوڈ سے کہا۔

''چیف۔ ان کا ٹکراؤ جب مجھ سے ہو گا تب دنیا کو معلوم ہو گا کہ یہ ایشیائی لوگ صرف پراپیگنڈہ کرنا جانتے ہیں''...... ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا اور آرتھر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آرتھر نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... آرتھر نے کہا۔

''جناب رچمنڈ کی کال ہے چیف''...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''کراؤ بات''...... آرتھر نے کہا۔

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد رچمنڈ کی آواز سنائی دی۔

''یس۔ آرتھر بول رہا ہوں''...... آرتھر نے کہا۔

''آرتھر۔ جیسے میں چاہتا تھا ویسے ہی ہوا ہے۔ پرائم منسٹر صاحب نے حکم دیا ہے کہ بلیک ایجنسی کو ایک ماہ کی مہلت دی جا رہی کہ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کریں ورنہ اس ایجنسی کو ہی ختم کر دیا جائے گا اور یہ بھی سن لو کہ عمران اور اس کے ساتھی دنیا میں کہیں بھی ہوں۔ ایک ماہ کے اندر ان کا خاتمہ ضروری ہے اور پارس لیبارٹری کے مشن کو ایک ماہ کے لئے پینڈنگ کر دیا گیا ہے''...... رچمنڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

''آپ کا مطلب ہے کہ میں ڈیوڈ اور اس کے گروپ کے

ساتھ ساتھ ہارڈی اور اس کے گروپ کو بھی ان لوگوں کے خاتمے پر لگا دوں''...... آرتھر نے کہا۔

''میرا یہ مطلب نہیں ہے۔ اس طرح یہ دونوں آخر کار ایک دوسرے کے ہاتھوں ہی ختم ہو سکتے ہیں۔ میرا مطلب ہے کہ عمران ایسا شاطر انسان ہے کہ وہ مکھن میں سے بال کی طرح نکل جائے گا اور تمہارے دونوں گروپ آپس میں لڑتے رہ جائیں گے''...... رچمنڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ تمہاری بات درست ہے لیکن اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو کیسے ٹریس کیا جائے۔ کیا ٹیم کو پاکیشیا بھیجا جائے''...... آرتھر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں یہ خود گریٹ لینڈ پہنچیں گے اور یہاں سے صحرائے گابی کا رخ کریں گے یا برسٹل کا جہاں سیٹلائٹ سنٹر ہے۔ وہ سیٹلائٹ جو صحرائے گابی کی مسلسل چیکنگ کرتا رہتا ہے''...... رچمنڈ نے کہا۔

''اوکے ٹھیک ہے۔ ایسا ہی ہو گا''...... آرتھر نے کہا اور پھر اس نے گڈ بائی کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

''چیف۔ آپ بے فکر رہیں۔ ہمارے چند دوست ایسے ہیں جنہوں نے پورے گریٹ لینڈ کی چیکنگ کا انتہائی مؤثر نظام بنایا ہوا ہے۔ وہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو فوراً ٹریس کر لیں گے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''لیکن یہ لوگ تو یقیناً میک اپ میں ہوں گے''...... آرتھر نے کہا۔

''ہوتے رہیں۔ انہوں نے ایسے کیمرے لگائے ہوئے ہیں جو میک اپ میں موجود اصل شخصیت کو سامنے لے آتے ہیں''...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اوکے پھر ٹھیک ہے۔ اب یہ مشن تمہارا ہے فائل تمہیں پہنچ جائے گی اور سنو مجھے سو فیصد کامیابی چاہئے۔ سو فیصد اور میں کوئی بہانہ بھی نہیں سنوں گا''...... آرتھر نے سخت لہجے میں کہا۔

''آپ فکر مت کریں چیف۔ جیسا آپ چاہتے ہیں ویسا ہی ہو گا''...... ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ سلام کر کے کمرے سے باہر چلا گیا تو آرتھر نے سائیڈ پر پڑی ہوئی ایک فائل اٹھائی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

عمران نے کار اس بلڈنگ کی پارکنگ میں لے جا کر روکی جس بلڈنگ میں ان دنوں جولیا کا فلیٹ تھا۔ سیکرٹ سروس کے تمام ارکان کچھ عرصے بعد اپنی رہائش گاہیں تبدیل کرتے رہتے تھے۔ عمران کار سے نیچے اترا اور پھر کار لاک کر کے وہ سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا گو بلڈنگ میں لفٹس بھی موجود تھیں لیکن عمران لفٹ اس وقت استعمال کرتا تھا جب اسے جلدی ہو۔ ورنہ وہ ہمیشہ سیڑھیاں چڑھنے کو ہی ترجیح دیتا تھا۔ کیونکہ اس کا خیال تھا سیڑھیاں چڑھنا انسانی جسم کے لئے سب سے بہترین ورزش ہے اور عمران اس انداز میں سیڑھیاں چڑھتا تھا کہ اسے سیڑھیاں چڑھنے کی بجائے سیڑھیاں پھلانگنا کہا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا۔ بہرحال سیڑھیاں پھلانگتا ہوا عمران چوتھی منزل پر موجود اس فلیٹ کے سامنے پہنچ گیا جس کا دروازہ بند تھا۔ باہر جولیا کے نام کی مخصوص نیم پلیٹ موجود تھی۔ عمران نے کال بیل کا بٹن پریس کر دیا۔ چند

لمحوں بعد کٹک کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے"...... ڈور فون کے سپیکر سے جولیا کی آواز سنائی دی۔

"میں علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بذاتِ خود کوچہ جاناں بلکہ درِ جاناں کے سامنے موجود ہے۔ پہلے زمانے میں دربان ہوا کرتے تھے۔ جن کے قصیدے پڑھنے پڑتے تھے"۔ عمران کی زبان رواں ہو گئی تھی۔

"سوری میں چونکہ یہاں اکیلی ہوں اس لئے میں تمہیں اندر نہیں بلا سکتی"...... جولیا کی آواز سنائی دی اس کے ساتھ ہی کٹک کی آواز سنائی دی اور ڈور فون بند ہو گیا۔ جولیا کا جواب سن کر عمران کے چہرے پر غصے کی بجائے مسرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اس نے ایک بار پھر کال بیل کے بٹن پر انگلی رکھ دی۔ چند لمحوں بعد ایک بار پھر کٹاک کی آواز سنائی دی۔

"کون ہے"...... جولیا کی آواز ایک بار پھر سنائی دی۔

"منکہ مسمی حقیر فقیر بندہ ناتواں علی عمران......" عمران نے بڑے فقیرانہ انداز میں بولتے ہوئے کہا لیکن فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی ڈور فون کٹاک کی آواز سے بند ہو گیا۔

"آپ کو کس سے ملنا ہے صاحب"...... اسی لمحے اسی منزل کے آخری حصے سے مردانہ آواز سنائی دی۔ عمران نے گردن موڑ کر دیکھا تو ایک مسلح سیکورٹی گارڈ کرسی سے اٹھ کر اس کی طرف بڑھ

رہا تھا۔

"مس جولیانا فٹز واٹر۔ جو اس وقت بھی فلیٹ میں موجود ہے"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سوری صاحب۔ آپ نے دوبار کال بیل دی ہے لیکن آپ کو اندر جانے کی اجازت نہیں دی گئی اس لئے آپ انہیں مزید ڈسٹرب نہ کریں"...... سیکورٹی گارڈ نے قریب آ کر قدرے سخت لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا۔ جولیا کے فلیٹ کا دروازہ کھلا اور جولیا باہر آ گئی۔ بیگ اس کے کاندھے سے لٹکا ہوا تھا۔ جس کا مطلب تھا کہ وہ باہر جانے کے لئے تیار ہو کر نکلی ہے۔

"سوری مسٹر آپ جا سکتے ہیں"...... جولیا نے سیکورٹی گارڈ سے کہا جس نے اسے سلام کیا تھا۔

"یس میڈم"...... سیکورٹی گارڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا اور واپس مڑ گیا۔

"جب تمہیں معلوم ہے کہ میں اس وقت کسی مرد کو فلیٹ کے اندر آنے کی اجازت نہیں دیتی جب میں فلیٹ میں اکیلی ہوں تو تم کیوں منہ اٹھائے آ گئے ہو۔ پھر ضد بھی کر رہے ہو۔ کیا تمہارا دماغ خراب ہو گیا ہے"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں عمران سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"میں نے کب کہا ہے کہ میں فلیٹ کے اندر آنا چاہتا ہوں۔ تم

نے خود ہی پوچھا کون ہے اور میں نے دونوں بار اپنا تعارف کرا دیا اور بس۔ پھر تمہیں غصہ کس بات پر آ رہا ہے"...... عمران نے بڑے معصوم سے انداز میں کہا۔

"بہانے بازی تو کوئی تم سے سیکھے۔ بہرحال آؤ نیچے لان میں بیٹھتے ہیں"...... جولیا نے اس بار مسکراتے ہوئے کہا۔ کیونکہ ہوا ویسے ہی تھا جیسے عمران نے بتایا تھا۔ عمران نے واقعی اندر آنے کی بات نہ کی تھی لیکن ظاہر ہے اس کا یہاں آنے کا مقصد صرف برآمدے میں کھڑا رہنا تو نہ تھا۔

"میں یہاں اس لئے آیا تھا کہ تم سے خلوت میں کچھ باتیں کر لی جائیں جو جلوت میں نہیں کی جا سکتیں"...... عمران نے کہا تو جولیا چونک پڑی۔

"یہ کس طرح کے الفاظ تم بول رہے ہو۔ خلوت جلوت۔ کیا مطلب ہوا ان کا"...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"خلوت تنہائی کو کہتے ہیں اور جلوت جہاں بہت سے لوگ موجود ہوں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا لیکن پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی لفٹ کا دروازہ کھلا اور صالحہ لفٹ سے باہر آ گئی۔

"کیا تم نے اسے فون کر کے بلایا ہے یا یہ از خود آ گئی ہے"...... عمران نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے فون کیا تھا"...... جولیا نے مختصر سا جواب دیتے

ہوئے کہا اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر فلیٹ کے دروازے کو کھولنا شروع کر دیا اس دوران صالحہ بھی وہاں پہنچ گئی اور پھر رسمی سلام دعا کے بعد وہ تینوں فلیٹ میں داخل ہوئے۔ سٹنگ روم میں پہنچ کر وہ کرسیوں پر بیٹھ گئے جبکہ جولیا نے ریفریجریٹر سے جوس کے ٹن نکال کر عمران اور صالحہ کے سامنے رکھے اور ایک ٹن لے کر خود بھی صالحہ کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گئی۔

''تم نے فون پر نادر شاہی حکم دیا تھا کہ فوراً پہنچو ابھی اسی وقت میں تو گھبرا گئی تھی۔ کیا ہوا ہے یہاں تو ایسے کوئی حالات نہیں ہیں''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ میں کن اصولوں پر کاربند ہوں''۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''اوہ اچھا اب تمہاری بات سمجھ میں آئی ہے کہ تم عمران کے ساتھ اکیلی فلیٹ میں نہیں بیٹھنا چاہتی تھی لیکن ایسا کیوں ہے کیا تمہیں عمران صاحب پر اعتماد نہیں ہے''...... صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اعتماد ہزار فیصد ہے لیکن میں اسے اچھا نہیں سمجھتی''...... جولیا نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

''جولیا کا اصول مجھے بھی بے حد پسند ہے صالحہ۔ اگر انسان چند ایسے اصولوں کے تحت زندگی بسر کرے جو انسان کی عزت کو قائم رکھنے کے ضامن ہوں تو زندگی بے حد خوشگوار اور اچھے انداز میں

بسر ہوتی ہے''...... عمران نے از خود صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا تو جولیا کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''عمران صاحب۔ جب آپ کو جولیا کے اصولوں کے بارے میں علم بھی تھا اور آپ انہیں اچھا بھی سمجھتے ہیں تو پھر آپ اکیلے کیوں چلے آئے''...... صالحہ نے کہا۔

''چیف کا نادر شاہی حکم تھا کہ جس مشن پر کام کر رہے ہو اس میں جولیا کو بھی شامل کرو اور میں نے سوچا کہ شامل باجہ کو فون کر کے بلانے کی بجائے از خود جا کر اسے بینڈ میں شامل کر لیا جائے''...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''عمران صاحب کس مشن کی بات کر رہے ہیں آپ۔ میرے خیال میں آج تک کوئی ایسا مشن سامنے نہیں آیا جس میں آپ ہوں اور جولیا نہ ہو۔ دوسری بات یہ کہ یہ شامل باجہ کیا ہوتا ہے''...... صالحہ نے مزید حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''مشن پارس لیبارٹری کا تحفظ''...... عمران نے کہا اور مختصر طور پر اس بارے میں بتا دیا۔

''تم نے مجھے کیوں شامل نہیں کیا اور نہ مجھے بتایا۔ صفدر اور کیپٹن شکیل دونوں نے بھی نہ مجھے کچھ بتایا نہ فون کیا۔ میں ان کے خلاف ایکشن لوں گی''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا تو عمران نے اسے صورت حال جس میں کام کرنا پڑا تھا تفصیل سے بتا دی تو جولیا کا غصہ قدرے کم ہو گیا۔

"جب مشن ختم ہو گیا ہے تو اب کیا کرنا ہے۔ کیا ہمیں مستقل طور پر لیبارٹری کی حفاظت کرنی ہو گی"...... صالحہ نے کہا۔

"نہیں گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی اس کام میں ملوث ہے اور یہ لوگ ایک بار شکست کھانے کے بعد اس سے باز نہیں آتے بلکہ مسلسل حملے کرتے رہتے ہیں اس لئے ان پے در پے حملوں کو روکنے کے لئے ہمیں ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنا ہو گا اس طرح ہمیں اتنا وقت مل جائے گا کہ اس دوران ہم یہ جدید ترین میزائل تیار کر کے اس کا تجربہ بھی کر لیں اس کے بعد ہمیں پرواہ نہیں ہو گی کہ پارس لیبارٹری کے ساتھ کیا ہوتا ہے اور پھر کچھ ہو گا بھی نہیں کیونکہ لکیر کو پیٹتے رہنا کسی کو پسند نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا میں بھی آپ کے ساتھ اس مشن میں شامل ہو سکتی ہوں"...... صالحہ نے کہا۔

"یہ کام میرا نہیں ہے کہ کون کون مشن میں شامل ہو گا بلکہ یہ چیف یا ڈپٹی چیف کا کام ہے۔ تم چیف سے بات کرو یا ڈپٹی چیف جولیا سے"...... عمران نے صاف انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے تم ہمارے ساتھ اس مشن پر کام کرو گی میں چیف سے خود بات کر لوں گی"...... جولیا نے شاہانہ انداز میں کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"شکریہ جولیا"...... صالحہ نے باقاعدہ جولیا کا شکریہ ادا کرتے

ہوئے کہا۔

"اب کیا کرنا ہے۔ کیا گریٹ لینڈ جانا ہے"...... صالحہ نے کسی بچے کی طرح بے قرار سے لہجے میں کہا۔

"ہمیں پہلے ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کے بارے میں معلومات حاصل کرنی ہیں کیونکہ اس بارے میں ابہام موجود ہے۔ چند باخبر ذرائع نے بتایا ہے کہ ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر صحرائے گابی میں ہے۔ جو گریٹ لینڈ کے شمال مشرق میں واقع ہے۔ یہ چھوٹا سا صحرا تقریبا سو میل کے قطعہ میں ہے لیکن یہ انتہائی خطرناک صحرا ہے اس لئے کہ اس میں ایک بھی نخلستان نہیں ہے۔ ہر طرف ریت کے ٹیلے ہیں کہیں اونچے اور کہیں قدرے نیچے۔ پانی کا وہاں نام و نشان نہیں ہے اور اس کی چوبیس گھنٹے چیکنگ سیٹلائٹ سے کی جاتی ہے۔ اس سیٹلائٹ کا کنٹرول روم برٹل شہر میں ہے جب کہ دوسری خبر یہ ہے کہ یہ صرف جھانسا ہے اصل ہیڈکوارٹر گریٹ لینڈ کے شہر برٹل میں ہے بہرحال ہمیں پہلے کنفرم کرنا ہے پھر مشن کو آگے بڑھانا ہے۔ بارٹلے اور اس کے ساتھیوں نے ہمارے ملک کی طرف سے لیبارٹری میں داخل ہو کر اسے تباہ کرنے کا پلان بنایا تھا اور وہ تقریبا اس میں کامیاب بھی ہو گئے تھے اگر شوگران کی سنٹرل ایجنسی کا چیف کرنل چوشان مجھے فون کر کے نہ بتاتا تو ہمیں شاید اس وقت علم ہوتا جب لیبارٹری تباہ کر دی جاتی۔ ہم نے اب یہ معلوم کرنا ہے کہ یہاں پاکیشیا میں کس گروپ نے بارٹلے اور اس

کے ساتھیوں کی مدد کی ہے کیونکہ جس انداز میں بارٹلے اور اس کے ساتھی لیبارٹری کے راستے پر پہنچے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ بغیر کسی مقامی گروپ کے وہ وہاں نہ پہنچ سکتے تھے۔ اس گروپ کے ذریعے ہم ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر تک آسانی سے پہنچ جائیں گے''...... عمران نے کہا۔

''آپ اس گروپ کو کیسے ٹریس کریں گے''...... صالحہ نے کہا۔

''یہ کام ٹائیگر کا ہے۔ چونکہ وہاں سے سائنس دان ڈاکٹر ظفر کی لاش بھی ملی ہے وہ بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ وہاں گیا تھا۔ حالانکہ کسی سائنس دان کا ان ایجنٹوں سے براہ راست تعلق نہ تھا۔ بہرحال ڈاکٹر ظفر کی سابقہ مصروفیات کو چیک کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ ہوٹل بریز میں اکثر آتا جاتا رہتا ہے اور سائنس دان ہونے کے باوجود اسے عام جواریوں کی طرح جوا کھیلنے کی عادت تھی لیکن اکثر وہ بھاری رقومات ہار جاتا تھا۔ آخری بار بھی اسے وہیں ہوٹل میں دیکھا گیا تھا۔ وہ کلب کے جنرل مینجر فخر الدین کے آفس سے باہر آیا تھا۔ چنانچہ ٹائیگر نے اس فخر الدین کی چیکنگ کرائی تو معلوم ہوا کہ وہ گزشتہ دس سال تک گریٹ لینڈ میں ایک کلب چلاتا رہا ہے۔ پھر وہ پاکیشیا آ گیا اور اس ہوٹل میں جنرل مینجر کی حیثیت سے کام کر رہا ہے۔ چنانچہ آج میں نے فخر الدین کو چیک کرنا تھا کہ تمہارے نقاب پوش چیف کا حکم آ گیا کہ جولیا کو ساتھ لے جاؤ۔ باقی بے عزتی کا احوال سنانے کی مجھے ضرورت

نہیں ہے۔ تم خود جانتی ہوں''...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''آپ کو چاہئے تھا کہ پہلے جولیا سے فون پر بات کر لیتے یا مجھے کال کر لیتے''...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''آ رہا ہے وہ فون بھی آ رہا ہے جس میں دوسری طرف کا پورا نظارہ بھی گفتگو کے ساتھ ساتھ کیا جا سکے گا''...... عمران نے کہا تو صالحہ ہنس پڑی۔

یہ فضولیات ختم بھی ہوں گیں یا نہیں۔ یہ بتاؤ کہ وہاں کلب میں کیا کرنا ہے''...... جولیا نے قدرے جھلائے ہوئے لہجے میں کہا لیکن صاف محسوس ہو رہا تھا کہ جھلاہٹ مصنوعی ہے۔

''چلو اٹھو اس فخر الدین کو گھیریں''۔ عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''ابھی بیٹھو میں تیار ہو کر آتی ہوں''...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئی۔

کچھ دیر بعد جب وہ واپس آئی تو واقعی پہلے سے کہیں زیادہ فریش نظر آ رہی تھی۔

''ویسے اگر ہوٹل میں مقابلہ حسن منعقد ہو رہا ہو گا تو جولیا مس ورلڈ کا انعام لازماً حاصل کر لے گی کیوں صالحہ''...... عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

''ہاں یقیناً''...... صالحہ نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا بے اختیار شرما گئی۔

جدید ماڈل کی سیاہ رنگ کی ایک بڑی سی کار تیزی سے دوڑتی ہوئی آگے بڑھی چلی جا رہی تھی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر ایک سیاہ فام نوجوان بیٹھا ہوا تھا جبکہ عقبی سیٹ پر ایک اور سیاہ فام موجود تھا۔ یہ ڈیوڈ تھا جو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ ڈیوڈ کا تعلق بلیک ایجنسی سے تھا جس کا چیف آرتھر تھا۔ وہ سیٹ کی پشت سے کمر لگائے اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے ابھی اچھل کر ڈرائیور کو سیٹ سے ہی اچک لے گا جبکہ ڈرائیور کار کے اندر موجود عقبی آئینے میں اس کی یہ پوزیشن کافی دیر سے دیکھ رہا تھا۔

”باس۔ اس قدر بے چینی کیوں ہے آپ کو“...... اچانک ڈرائیور نے گردن موڑ کر عقب میں موجود ڈیوڈ سے مخاطب ہو کر کہا تو ڈیوڈ بے اختیار اچھل پڑا۔

”مارجر۔ تم نہیں جانتے اس بار جس ایجنٹ کے خلاف مشن ہے

اس سے ایجنسیاں تو کیا بڑی بڑی حکومتیں بھی خوفزدہ رہتی ہیں“۔ ڈیوڈ نے کہا۔

”وہ کون ہے باس“...... مارجر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خصوصاً اس کا انچارج عمران“۔ ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تو کیا اس بار ہمیں مشن مکمل کرنے کے لئے پاکیشیا جانا ہو گا“...... مارجر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد پوچھا۔

”نہیں وہ لوگ خود یہاں آ رہے ہیں۔ بس انہیں ٹریس کرنا ہے“...... ڈیوڈ نے کہا۔

”اوہ تو اس لئے آپ ڈبل ایس کے پاس جا رہے ہیں“۔ مارجر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں۔ وہ سپیشل سرچر ہے یعنی ڈبل ایس۔ وہ ان لوگوں کو یقیناً ٹریس کر لے گا۔ اس کا نیٹ ورک وسیع، موثر اور جدید ترین ہے“...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا اور مارجر نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر کچھ دیر بعد کار ایک رہائشی علاقے میں داخل ہوئی اور مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک قلعہ نما عمارت کے جہازی سائز کے بند گیٹ کے سامنے پہنچ کر رک گئی۔ مارجر نے مخصوص انداز میں تین بار ہارن دیا تو گیٹ کا سائیڈ حصہ کھلا اور ایک مشین گن سے مسلح آدمی باہر آ گیا۔

”چیف گاسپر سے کہو کہ بلیک ایجنسی سے ڈیوڈ آیا ہے“...... ڈیوڈ

نے سر کھڑکی سے باہر نکال کر اس آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس سر۔ میں گیٹ کھولتا ہوں آپ کار اندر لے آئیں۔ چیف نے پہلے ہی آپ کے بارے میں اطلاع دے دی تھی"...... مسلح شخص نے مؤدبانہ انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ کچھ دیر بعد جہازی سائز کا گیٹ میکانکی انداز میں کھلتا چلا گیا تو مارجر نے کار اندر کی طرف بڑھا دی۔ یہ واقعی قلعہ نما عمارت تھی اس کے چاروں کونوں میں بلند ٹاور موجود تھے۔ جن پر سرخ رنگ کی لائٹس موجود تھیں۔ ایک طرف وسیع پارکنگ تھی۔ جس میں پہلے سے چار کاریں موجود تھیں۔

"تم میری واپسی تک یہیں رکو گے مارجر"...... ڈیوڈ نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔

"یس چیف"...... مارجر نے کہا۔ اسی لمحے وہی سیکورٹی گارڈ پارکنگ میں آ گیا۔

"آئیے جناب"...... گارڈ نے کہا اور پھر وہ اسے عمارت کے اندر ایک تہہ خانے کے دروازے تک لے گیا۔

"اندر چیف موجود ہیں"...... گارڈ نے کہا اور پیچھے ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ ڈیوڈ نے دروازے کو دھکیلا تو وہ کھلتا چلا گیا۔ ڈیوڈ اندر داخل ہوا تو یہ ایک وسیع آفس تھا جسے انتہائی شاندار انداز میں سجایا گیا تھا۔ مہاگنی کی بڑی سی آفس ٹیبل کے پیچھے ایک لمبے قد اور دبلے جسم کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے سوٹ پہن رکھا تھا اس کا

چہرہ اس کے جسم سے کہیں زیادہ چوڑا تھا۔ سر پر گھنے بال تھے۔ وہ گاسپر تھا ڈبل ایس کا چیف۔

"جناب ڈیوڈ تشریف لائیے۔ خوش آمدید"...... گاسپر نے کرسی سے اٹھ کر ڈیوڈ کا استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"شکریہ گاسپر۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ ڈبل ایس نے اپنے چیکنگ سسٹم کو جدید ترین بنا دیا ہے"...... ڈیوڈ نے گاسپر کے بڑھے ہوئے ہاتھ کو تھام کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم نے درست سنا ہے۔ اب تو پولیس اور دیگر تمام سرکاری ادارے بھی ٹریننگ کے لئے ہم سے ہی رجوع کرتے ہیں"۔ گاسپر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ تو اب تم حکومت کے فیورٹ چائلڈ بن گئے ہو"...... ڈیوڈ نے ہنستے ہوئے کہا تو گاسپر بے اختیار قہقہہ لگا کر ہنس پڑا۔ ابھی ڈیوڈ کرسی پر بیٹھا ہی تھا اور آفس کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک نوجوان اور سمارٹ لڑکی ٹرے اٹھائے اندر داخل ہوئی اور ٹرے میں موجود دو جاموں میں سے ایک اس نے ڈیوڈ کے سامنے رکھ دیا اور دوسرا گاسپر کے سامنے اور پھر مڑ کر واپس چلی گئی۔

"لو تمہارے مطلب کی ہے"...... گاسپر نے کہا تو ڈیوڈ نے جام اٹھا کر ایک گھونٹ لیا تو اس کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ مسرت کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔

"یہ تو خاصی پرانی لگتی ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

اور چیف نے یہ مشن مجھے دے دیا۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس گریٹ لینڈ آئے گی تو ہم نے ان کا خاتمہ کرنا ہے تاکہ ہمارے ملک پر منڈلاتا ہوا خطرہ ختم کیا جا سکے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''لیکن تم مجھ سے کیا چاہتے ہو''...... گاسپر نے کہا۔

''جو کام تم کرتے ہو۔ مطلب ہے پاکیشیا سیکرٹ سروس جب گریٹ لینڈ آئے تو تم انہیں ٹریس کر کے ہمیں اطلاع دے دو اور بس اس کے بعد ہمارا کام ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''میں ملک کی خدمت کے لئے تیار ہوں۔ ان کے بارے میں تفصیلات بتاؤ''...... گاسپر نے آمادگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔

''ان کا اصل چہرہ کسی نے نہیں دیکھا کیونکہ وہ میک اپ کے ماسٹر ہیں۔ ویسے عام طور پر ان کا گروپ چار مردوں اور ایک عورت پر مشتمل ہوتا ہے لیکن اس مشن پر وہ کتنے افراد بھیجتے ہیں اس بارے میں ابھی معلوم نہیں ہو سکا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''تو پھر انہیں کیسے ٹریس کیا جائے اور کوئی تفصیل''...... گاسپر نے کہا۔

''مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم نے یہاں میک اپ کے باوجود اصل چہرہ دکھانے والے کیمرے لگا رکھے ہیں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''ہاں۔ یہ جدید ترین کیمرے ہیں لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ ہمیں ان کے اصل چہرے کا علم ہو''...... گاسپر نے جواب دیا۔

''حلیئے تو بتائے نہیں جا سکتے البتہ یہ بات طے ہے کہ وہ ایکریمی یا یورپی میک اپ میں ہوں گے جبکہ ان کے اصل چہرے ایشیائی ہوں گے۔ اس طرح بھی تو انہیں ٹریس کیا جا سکتا ہے''۔ ڈیوڈ نے کہا۔

''او کے۔ یہ اچھا پوائنٹ ہے اور مزید کچھ سوچو۔ مجھے معلوم ہے ان معاملات میں تم بے حد ذہین ہو''...... گاسپر نے کہا تو ڈیوڈ بے اختیار ہنس پڑا۔

''ہاں۔ ایک اور پوائنٹ ذہن میں آیا ہے۔ یہ انسانی فطرت ہے کہ جب وہ اپنے آپ کو اکیلا دیکھتا ہے تو اپنی اصلیت پر آ جاتا ہے۔ یہ سب ایشیائی ہیں۔ ان کی زبان بھی ایشیائی ہو گی البتہ انہیں گریٹ لینڈ کی زبان بھی بخوبی آتی ہے لیکن جب یہ اکیلے کسی کمرے، گراؤنڈ یا کار میں سوار ہوں گے تو وہ کسی نہ کسی وقت ایشیائی زبان کے الفاظ آپس میں ضرور بولیں گے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اوہ ویری گڈ۔ یہ تو بہت اچھا پوائنٹ ہے۔ او کے میں ابھی ہدایات دے دیتا ہوں جیسے ہی وہ گریٹ لینڈ میں داخل ہوئے ہم سے نہ چھپ سکیں گے''...... گاسپر نے کہا۔

''بل بنا کر بھجوا دینا پے منٹ ہو جائے گی''...... ڈیوڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

''او کے''...... گاسپر نے بھی اٹھ کر سر ہلاتے ہوئے کہا اور پھر

"ہاں اٹھارہ سال پرانی ہے"...... گاسپر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"گڈ۔ وری گڈ"...... ڈیوڈ نے لگاتار دو تین گھونٹ لیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا شکریہ کہ تم نے اسے پسند کیا۔ اب اصل مسئلہ کیا ہے وہ بھی بتا دو"...... گاسپر نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔

"مسئلہ بے حد اہم ہے سمجھو پورا گریٹ لینڈ داؤ پر لگ چکا ہے اور گریٹ لینڈ کے تحفظ کے لئے ایک اہم کام تم نے کرنا ہے"۔ ڈیوڈ نے کہا۔

"تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر بتاؤ"...... گاسپر نے الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ایشیا کا ایک ملک ہے پاکیشیا۔ وہ گریٹ لینڈ کے لئے خطرہ بن رہا ہے"......ڈیوڈ نے کہا۔

"ایشیائی ملک پاکیشیا، گریٹ لینڈ کے لئے خطرہ کس طرح بن سکتا ہے"...... گاسپر نے کہا۔

"پاکیشیا نے شوگران کے ساتھ مل کر ایک مشترکہ لیبارٹری بنائی جہاں ایک خصوصی میزائل پر کام ہو رہا ہے۔ گریٹ لینڈ سمیت تمام بڑے بڑے ملک ایسا میزائل پاکیشیا یا شوگران کے پاس دیکھنا نہیں چاہتے۔ چنانچہ اس لیبارٹری کو تباہ کرنے کا مشن ہارڈ ایجنسی کے ذمے لگا دیا گیا۔ ہارڈ ایجنسی کا سپر ایجنٹ بارٹلے اپنی بیوی پاملا

اور دو ساتھیوں کے ساتھ پاکیشیا گیا اور وہ اس پہاڑی علاقے تک پہنچ گئے جہاں لیبارٹری موجود تھی۔ پھر ہارڈ ایجنسی کو اطلاع ملی کہ بارٹلے اس کی بیوی اور دونوں ساتھیوں کی لاشیں سامنے آئی ہیں"...... ڈیوڈ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"میں جانتا ہوں بارٹلے اور اس کے ساتھیوں کو۔ مجھے یہ سن کر بے حد افسوس ہوا ہے"...... گاسپر نے کہا۔

"اب آگے کی صورت حال سن لو۔ ہمیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا اصول ہے کہ اگر کسی ملک کی ایجنسی پاکیشیا کے خلاف کام کرے تو وہ اس کے ہیڈکوارٹر کو ضرور تباہ کر دیتے ہیں تاکہ آئندہ ان کے خلاف کام کرنے سے پہلے ایجنسیاں اور حکومتیں سو بار سوچیں۔

اس لئے یہ بات طے ہے کہ ہارڈ ایجنسی کے خلاف پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں ضرور آئے گی۔ ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر صحرائے گابی میں ہے لیکن اصل مسئلہ یہ ہے کہ گریٹ لینڈ کا ڈیفنس وار سسٹم بھی صحرائے گابی میں ہے جو گریٹ لینڈ کے دفاع کا اہم حصہ ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو جب وہاں اس کی موجودگی کا علم ہوگا تو وہ لازماً اس سسٹم کو بھی تباہ کر دے گی اس طرح نہ صرف بے پناہ نقصان ہوگا بلکہ گریٹ لینڈ کا دفاع بھی کمزور ہو جائے گا اور اس کے دشمن اس پر یلغار بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ یہ طے ہوا کہ اب مشن ہارڈ ایجنسی کی بجائے بلیک ایجنسی کو سونپ دیا جائے

گا سپر سے مصافحہ کر کے ڈیوڈ آفس سے باہر آیا اور پورچ کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاں اس کی کار اور مارجر موجود تھا۔ اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے کیونکہ اسے یقین تھا کہ ڈبل ایس چند گھنٹوں میں ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنے میں کامیاب ہو جائے گا اور پھر انہیں آسانی سے موت کے گھاٹ اتارا جا سکتا ہے۔

عمران کی کار خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران خود تھا جبکہ جولیا اور صالحہ دونوں عقبی سیٹ پر موجود تھیں۔

''عمران صاحب۔ آپ بہت گہرائی میں سوچتے ہیں۔ میں بھی آپ کی طرح بننا چاہتی ہوں۔ آپ مجھے اپنی شاگردہ بنا لیں''۔ کار کے اندر چھائی ہوئی خاموشی کو توڑتے ہوئے صالحہ کی آواز سنائی دی۔

''پہلے ہی ایک شاگرد کو بھگت رہا ہوں۔ اتنا دم خم نہیں مجھ میں کہ دو دو شاگرد پال لوں۔ پھر ٹائیگر سیکرٹ سروس کا ممبر نہیں ہے لیکن تم تو اس اعلیٰ درجے پر فائز ہو''...... عمران نے کہا۔

''صالحہ فضول باتیں مت کیا کرو۔ تمہارا ٹائیگر سے کیا مقابلہ تم تو پاکیشیا سیکرٹ سروس کی رکن ہو جبکہ عمران کو بھی سیکرٹ سروس کا رکن ہونے کا اعزاز حاصل نہیں ہے''...... جولیا نے غراتے ہوئے

لہجے میں کہا۔

''اس سے کیا فرق پڑتا ہے جولیا کہ میں ممبر ہوں یا نہیں ہوں۔ میں تو عمران صاحب جیسی بننا چاہتی ہوں۔ شاگردہ ہونے کے ناطے میں ہر مشن میں ان کے ساتھ رہوں گی''...... صالحہ اپنی بات پر ڈٹی ہوئی تھی جبکہ عمران مسکرا رہا تھا۔

''صالحہ۔ خاموش رہو ورنہ''...... جولیا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا تو صالحہ نے اس طرح ہونٹ بھینچ لئے جیسے اس نے قسم کھا لی ہو کہ اب وہ کوئی بات نہیں کرے گی۔

''ارے ارے میری چھوٹی بہن کو میرے سامنے ڈانٹ رہی ہو۔ تمہیں نہیں معلوم کہ بہن کس قدر پیاری ہوتی ہے''...... عمران نے کہا تو جولیا کا سکڑا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا اور صالحہ اس کی حالت دیکھ کر بے اختیار ہنس پڑی۔

''کیوں ہنس رہی ہو''...... جولیا نے قدرے شرمندہ سے لہجے میں کہا تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی اور جولیا نے بے اختیار منہ دوسری طرف موڑ لیا۔ عمران نے کچھ دیر بعد نہ صرف کار کو موڑ دیا بلکہ اس کی رفتار بھی آہستہ کر دی۔ سامنے ہوٹل بریز کی آٹھ منزلہ عمارت موجود تھی۔ عمران نے کار پارکنگ میں لے جا کر روک دی اور نیچے اتر آیا اس کے ساتھ ہی جولیا اور صالحہ بھی کار سے نیچے آ گئیں۔ عمران نے کار لاک کی اور پارکنگ بوائے نے آگے بڑھ کر کار سیور آلے کی مدد سے عمران کی کار کا انجن جام کر دیا تو عمران

مین گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ساتھ جولیا اور صالحہ بھی تھیں۔ مین گیٹ سے وہ ہال میں داخل ہوئے تو انہیں وہاں کا ماحول دوسروں کی نسبت زیادہ شریفانہ لگا۔ ہال میں تھوڑے سے لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور ہلکی آواز میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے۔ اپنے لباس اور انداز سے وہ طبقہ امرا کے لوگ نظر آ رہے تھے۔

عمران ہال کراس کر کے دوسری طرف موجود بڑے سے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جس کے پیچھے دو لڑکیاں موجود تھیں ایک کاؤنٹر پر فون رکھے مسلسل فون کئے جا رہی تھی جبکہ دوسری لڑکی کاؤنٹر پر آنے والوں سے باتیں کر رہی تھی۔ عمران، جولیا اور صالحہ کاؤنٹر کے پاس رک گئے۔ عمران کے آگے ایک نوجوان کھڑا تھا جو اس لڑکی سے مسلسل باتوں میں مصروف تھا۔

''یہ تو ساری زندگی کا معاملہ ہے نوجوان''...... عمران نے اچانک کہا تو نوجوان تیزی سے اس کی طرف مڑا۔

''آپ کیا کہہ رہے ہیں''...... اس نوجوان نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میں تمہیں یہ سمجھانے کی کوشش کر رہا ہوں کہ خواتین سے اس طرح مسلسل باتیں کرنے کے لئے پوری زندگی پڑی ہے اور ابھی تو صرف تم بول رہے ہو پھر دوسری جانب سے بولا جائے گا اور پھر تمہیں معلوم ہو گا کہ باتیں کرنا کسے کہتے ہیں''...... عمران نے

مسکراتے ہوئے جواب دیا تو نوجوان کی آنکھوں میں تعجب کی جھلکیاں دکھائی دینے لگیں۔

''او کے۔ میں جا رہا ہوں''...... لڑکے نے مڑ کر کاؤنٹر پر کھڑی لڑکی سے کہا اور مڑ کر تیزی سے واپس چلا گیا۔

''یس سر۔ آپ فرمائیے''...... لڑکی نے عمران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

''مجھے اتنی سپیڈ سے بولنا تو نہیں آتا جتنا تم مجھ سے پہلے سن رہی تھی البتہ اتنا تمہیں بتانا ضروری ہے کہ تم اپنے جنرل مینجر کو فون کرو اور اس سے کہو کہ علی عمران ایم ایسی سی۔ ڈی ایس سی۔ (آکسن) از خود بریز ہوٹل میں بنفس نفیس موجود ہے۔ اگر تو وہ ہمارا استقبال کرنے پر فوراً آمادہ ہو جائے تو ٹھیک ورنہ پھر نہ ہی ہوٹل رہے گا اور نہ اس کا وجود''...... عمران نے کہا تو لڑکی بے اختیار چونک پڑی۔ اس نے عمران کے پیچھے موجود جولیا اور صالحہ کو دیکھا تو ان دونوں کے چہروں پر مسکراہٹ موجود تھی جسے دیکھ کر کاؤنٹر گرل کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ ورنہ پہلے جس طرح عمران نے دھمکی دی تھی اس کے چہرے پر شدید پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ شاید صالحہ اور جولیا کی مسکراہٹ نے اسے حوصلہ دیا تھا کہ عمران جو کچھ کہہ رہا ہے وہ محض مذاق ہے۔

''یس سر''...... کاؤنٹر گرل نے کہا اور پھر کاؤنٹر کے نیچے سے

ایک اور فون سیٹ اٹھا کر اس نے کاؤنٹر پر رکھا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''کاؤنٹر سے کیتھرین بول رہی ہوں چیف۔ یہاں ایک صاحب موجود ہیں۔ وہ آپ سے ملاقات چاہتے ہیں۔ انہوں نے اپنا نام عمران مع ڈگریوں کے بتایا ہے اور انہوں نے دھمکی دی ہے کہ اگر ملاقات سے انکار کیا گیا تو پھر اس پورے ہوٹل کو تباہ کر دیا جائے گا''...... کیتھرین نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

''تم انہیں رسیور دو میں خود بات کرتا ہوں''...... دوسری طرف سے کہا گیا تو کیتھرین نے رسیور عمران کی طرف بڑھا دیا۔

''تمہاری کاؤنٹر گرل کو شاید ڈگریوں سے واقفیت نہیں ہے۔ اگر ہوتی تو یقیناً وہ کاؤنٹر پر کھڑی نظر آنے کی بجائے کسی یونیورسٹی میں لیکچر دیتی نظر آتی۔ میں علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) ہوں''...... عمران کی زبان رواں ہو گئی جبکہ سامنے کھڑی کاؤنٹر گرل نے اس طرح نیچے دیکھنا شروع کر دیا جیسے اسے دکھ ہوا ہو کہ اسے تو واقعی یونیورسٹی میں لیکچرار ہونا چاہئے تھا۔

''اوہ عمران صاحب۔ آپ کو کون روک سکتا ہے۔ آپ ٹائیگر کے استاد ہیں اور ٹائیگر میرا بہت گہرا دوست ہے۔ آپ رسیور کیتھرین کو دے دیں''...... دوسری طرف سے ایک بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''اب یہ وقت آ گیا ہے کہ استاد کو شاگرد کے حوالے سے پہچانا

جاتا ہے"...... عمران نے رسیور کیتھرین کو دیتے ہوئے اونچی آواز میں کہا اور پیچھے کھڑی جولیا اور صالحہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیں۔ ادھر کیتھرین نے یس سر کہہ کر رسیور کریڈل پر رکھا اور ایک سائیڈ پر موجود ایک نوجوان کو اپنی طرف آنے کا اشارہ کیا۔

"یس میڈم"...... اس نوجوان نے کاؤنٹر کے قریب آ کر رکتے ہوئے کہا۔ اس نے باقاعدہ یونیفارم پہنی ہوئی تھی۔ سینے پر سپروائزر کا بیج موجود تھا۔

"انہیں چیف کے سپیشل آفس میں چھوڑ آؤ"...... کیتھرین نے کہا۔

"یس میڈم۔ آیئے سر"...... نوجوان نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں چلو"...... عمران نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد عمران، جولیا اور صالحہ کے ساتھ ایک وسیع اور شاندار آفس میں داخل ہو رہا تھا۔ سامنے میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھے درمیانی عمر کے آدمی نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا۔

"میرا نام فخر الدین ہے"...... اس نے عمران کی طرف مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا جبکہ جولیا اور صالحہ اس دوران کرسیوں پر بیٹھ بھی چکی تھیں۔ عمران نے اپنے ساتھ ساتھ جولیا اور صالحہ کا بھی ناموں کی حد تک تعارف کرا دیا۔ اس سے پہلے جب عمران حشمت کے ساتھ فخر الدین سے ملا تھا تو اس نے اپنا تعارف

نہیں کرایا تھا اور یہ ملاقات بھی چند لمحوں کی تھی اس لئے اب فخر الدین عمران کو پہچان نہیں سکا تھا۔ عمران نے بھی اس واقعہ کو دوہرانا مناسب نہیں سمجھا تھا۔

"آپ کیا پینا پسند کریں گے"...... فخر الدین نے رسمیات کے بعد اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"ایپل جوس"...... عمران نے جواب دیا تو فخر الدین نے انٹرکام کا رسیور اٹھایا اور کسی کو چارٹن ایپل جوس بھجوانے کے لئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر سے میں نے کئی بار کہا کہ مجھے آپ سے ملوا دے لیکن وہ تو خود ہوا کے گھوڑے پر سوار رہتا ہے۔ بہرحال مجھے آپ سے مل کر بے حد خوشی ہوئی ہے"...... فخر الدین نے کہا۔

"ٹائیگر کی رفتار ایسی ہی ہوتی ہے جیسے وہ ہوا کے گھوڑے پر سوار ہو۔ اس نے مجھے بتایا ہے کہ تمہارا تعلق گریٹ لینڈ سے ہے۔ تم وہاں دس سال ہوٹل لائف گزارنے کے بعد یہاں آئے ہو اور اب یہاں ہوٹل بریز کے مالک اور جنرل مینجر ہو"...... عمران نے کہا تو فخر الدین نے منہ سے کوئی جواب دینے کی بجائے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"اور تمہارا تعلق گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی ہارڈ ایجنسی سے ہے۔ کیا واقعی ایسا ہے"...... عمران نے کہا۔

"میں آپ سے کوئی بات نہیں چھپاؤں گا کیونکہ ٹائیگر نے مجھے

آپ کے بارے میں جو کچھ بتایا ہے وہ بہت خوفزدہ کر دینے والا ہے''...... فخر الدین نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''یہ تمہارے اور تمہارے ہوٹل کے لئے بہتر رہے گا''...... عمران نے کہا۔

''میرا واقعی ہارڈ ایجنسی سے تعلق رہا ہے بلکہ اب بھی ہے لیکن صرف اس حد تک کہ ہارڈ ایجنسی کے چیف جیمز مجھے فون پر کہہ دیتے ہیں کہ ان کے ایجنٹس کے لئے کوئی اچھی سی رہائش گاہ کا انتظام کروں جس میں کار بھی موجود ہو اور وہاں کام کے لئے ایک آدمی کا بھی بندوبست کروں۔ میں ایسا کر دیتا ہوں جس کے جواب میں مجھے بھاری معاوضے مل جاتے ہیں''...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ایجنسی کے ایجنٹس پاکیشیا آ کر کام کرتے ہیں لامحالہ وہ یہاں پاکیشیا کے خلاف کام کرتے ہوں گے۔ ایسی صورت میں ملک کے دشمنوں کی مدد کرنے والے کی حیثیت بھی وہی ہوتی ہے اور وہ سزا کا مستحق ہوتا ہے''...... عمران کا لہجہ خشک ہو گیا تھا۔

''سوری سر۔ میرا ان کے کام سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ جس طرح ہوٹل میں کوئی قاتل آ کر ٹھہرے یا کوئی معصوم آدمی، ہوٹل کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا''...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن بارٹلے اور اس کے ساتھیوں نے تم سے ملاقات کی اور تم نے انہیں بہت سی آسانیاں مہیا کیں۔ اس لحاظ سے تم سزائے موت کے مستحق ہو لیکن تم ٹائیگر کے دوست ہو اور تم یقیناً پاکیشیا کی سلامتی کے خلاف کام کرنے والے متحرک آدمی نہیں ہو اس لئے تمہیں معافی دی جا سکتی ہے اور سنو یہاں کیا ہوا، کیسے ہوا اس سے ہمیں کوئی دلچسپی نہیں ہے کیونکہ بارٹلے اور اس کے سارے ساتھی ختم ہو چکے ہیں۔ تم ہمیں یہ بتاؤ کہ ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے۔ چیف کون ہے اور کہاں رہتا ہے''...... عمران نے کہا۔

''تھینک یو سر۔ ہارڈ ایجنسی کے چیف کا نام جیمز ہے جہاں تک ہیڈکوارٹر کا تعلق ہے تو کہا جاتا ہے کہ صحرائے گابی میں کہیں خفیہ ہیڈکوارٹر ہے۔ البتہ سب ہیڈکوارٹر لاگن میں ہے۔ جو ڈبل زیرو۔ ڈبل سکس ایونیو میں ہے''...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''ہارڈ ایجنسی کے چیف کا نام جیمز بتایا ہے تم نے''...... عمران نے کہا۔

''ہاں۔ آپ انہیں جانتے ہیں''...... فخر الدین نے چونک کر کہا۔

''بہت اچھی طرح جانتا ہوں۔ وہ کافی عرصہ پہلے گریٹ لینڈ سپیشل فورس کا متحرک اور فعال ایجنٹ تھا پھر اسے چیف بنا دیا گیا''...... عمران نے کہا۔

''آپ پلیز انہیں یہ نہ بتائیں کہ میں نے آپ کو ایجنسی یا ان کے بارے میں کچھ بتایا ہے کیونکہ آپ کی یہاں آمدان سے خفیہ نہیں رہے گی۔ یہاں ہوٹل میں ان کے خفیہ ایجنٹ موجود ہیں''۔ فخر الدین نے کہا۔

''تم کبھی صحرائے گابی گئے ہو''...... عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''نہیں جناب۔ وہاں نہ کوئی آدمی داخل ہو سکتا ہے اور نہ کوئی جیپ وغیرہ۔ صرف سپیشل ہیلی کاپٹرز وہاں آتے جاتے ہیں۔ جو ڈیفنس وار سسٹم کے لوگوں کو صحرائے گابی میں لے آتے اور لے جاتے ہیں''...... فخر الدین نے کہا تو عمران چونک پڑا۔

''ڈیفنس وار سسٹم صحرائے گابی میں ہے''...... عمران نے چونک کر پوچھا۔

''ہاں مجھے اس لئے اس کا علم ہے کہ جیمز نے مجھے فون کر کے کہا تھا کہ حکومت گریٹ لینڈ کی اعلیٰ سطحی میٹنگ میں یہ فیصلہ ہوا ہے کہ عمران کو صحرائے گابی سے دور رکھنے کے لئے ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کو وہ خود تباہ کر دیں گے کیونکہ حکومت کا خیال ہے کہ کہیں عمران وار ڈیفنس سسٹم کو بھی تباہ نہ کر دے جبکہ سب ہیڈکوارٹر لاگن کو ہیڈکوارٹر کا درجہ دے دیا گیا ہے اور ساتھ ہی حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ پارس لیبارٹری مشن کو ہارڈ ایجنسی سے واپس لے کر بلیک ایجنسی کو دے دیا جائے جس کے چیف کا نام آرتھر ہے اور

آرتھر نے یہ مشن اپنی ایجنسی کے سپر ایجنٹ ڈیوڈ کو دے دیا ہے جو سیاہ فام ہے اس کا پورا گروپ سیاہ فاموں پر مشتمل ہے۔ اب وہ گریٹ لینڈ میں آپ کے لئے ٹریسرز پھیلائے وہاں آپ کا انتظار کر رہے ہیں''...... فخر الدین نے نئے نئے انکشافات کرتے ہوئے کہا۔

''تمہیں یہ سب کیسے معلوم ہوا''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''میں وہاں دس سال متحرک رہا ہوں اس لئے میرے تعلقات گریٹ لینڈ میں دور تک ہیں۔ چونکہ مجھے بارٹلے کی موت سے بے حد افسوس ہوا تھا کیونکہ وہ ہاتھ کا بہت سخی تھا اور مجھے یقین تھا کہ واپسی پر وہ مجھے بھاری رقم دے کر جائے گا اور پھر جب جیمز نے بتایا کہ اب مشن بلیک ایجنسی کو دے دیا گیا ہے تو میں نے ان کے آدمیوں سے رابطہ کیا تو یہ معلومات ملیں جو میں نے آپ کو بتا دی ہیں۔ ہاں ایک بات اور بھی بتا دوں کہ بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹ ڈیوڈ کے ذمے دو کام لگائے گئے ہیں۔ ایک تو پارس لیبارٹری کو تباہ کرنا اور دوسرا آپ کے گریٹ لینڈ پہنچنے پر آپ کا خاتمہ کرنا لیکن اصل مسئلہ آپ کو ٹریس کرنے کا ہے اس لئے ڈیوڈ نے ٹریسنگ کا کام ایک ٹریسر کے ذمے لگایا ہے''...... فخر الدین نے کہا۔

''تم نے مجھے حیران کر دیا ہے۔ اس قدر معلومات تم نے کہاں

سے حاصل کی ہیں"...... عمران نے کہا تو فخر الدین بے اختیار ہنس پڑا۔

"جو فطرت آپ کے شاگرد ٹائیگر کی ہے وہی میری بھی ہے میں شروع سے اپنے نوٹس میں آئے ہوئے ہر معاملے سے باخبر رہنے کی پوری کوشش کرتا ہوں پھر ایک مجبوری کی وجہ سے مجھے گریٹ لینڈ چھوڑنا پڑا جبکہ میری روح اب بھی وہیں رہتی ہے یہ اور بات ہے کہ میں عملی طور پر کسی کارروائی میں حصہ نہیں لیتا لیکن باخبر رہنے کی کوشش ضرور کرتا ہوں۔ آپ کے اور ٹائیگر دونوں کے بارے میں بھی بہت کچھ جانتا ہوں اس لئے آپ پر مکمل اعتماد کرتے ہوئے میں نے آپ کو تمام تفصیل جو مجھے معلوم ہے بتا دی ہیں"...... فخر الدین نے کہا۔

"او کے۔ تمہارا ہم سے یہ تعاون آئندہ تمہارے لئے بے حد مفید ثابت ہوگا۔ یہ بتاؤ کہ یہ ٹریسر کون ہے۔ اس کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے اور صحرائے گابی پر نظر رکھنے والے خصوصی سیٹلائٹ کا کنٹرولنگ آفس کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"سیٹلائٹ کے بارے میں تو مجھے معلوم نہیں۔ صرف اتنا سنا ہے کہ یہ آفس گریٹ لینڈ کے سرحدی شہر برسٹل میں ہے۔ جہاں تک ٹریسر کا سوال ہے تو اس کا نام گاسپر ہے اور اس کا کنٹرول آفس لاگن کی معرف رہائشی کالونی رائل کالونی میں ہے۔ بہت بڑی عمارت ہے جس کے چاروں کونوں میں باقاعدہ اونچے ٹاور

بنے ہوئے ہیں۔ گاسپر کا آفس وہیں ہے"...... فخر الدین نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اور کوئی اہم بات جو تم ہمیں بتانا چاہو"...... عمران نے کہا۔

"مزید یہ کہنا چاہتا ہوں کہ برائے مہربانی کسی بھی صورت میں میرا نام سامنے نہ آئے ورنہ یہ اس قدر بڑے مافیا ہیں کہ مجھے مچھر مکھی کی طرح مسل کر رکھ دیا جائے گا"...... فخر الدین نے کہا۔

"گو تم نے پارس لیبارٹری کے خلاف کام کرنے والے ایجنٹوں کی بھرپور مدد کی ہے اس لئے تمہارا جرم ناقابل معافی تھا لیکن تم نے تشدد کے بغیر از خود پارس لیبارٹری کو ہمیشہ کے لئے بچانے کے ٹاسک میں ہماری بھرپور مدد کی ہے اس لئے تمہیں معاف کر دیا گیا ہے لیکن آئندہ تم نے محتاط رہنا ہے"...... عمران نے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی جولیا اور صالحہ کے ساتھ فخر الدین بھی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"آپ کا شکریہ جناب"...... فخر الدین نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا اور پھر عمران، جولیا اور صالحہ سمیت اس کے آفس سے باہر آ گیا۔ اس کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات نمایاں تھے۔

ڈیوڈ اپنے آفس میں موجود تھا۔ اس کے سیکشن کے تمام آدمی لاگن میں اس طرح پھیلے ہوئے تھے کہ ہر چوک اور لاگن میں داخل ہونے والے تمام راستوں پر وہ موجود تھے اور پاکیشیائی ایجنٹوں کو ٹریس کرنے میں مصروف تھے۔ جبکہ ڈیوڈ آفس میں بیٹھا ان کی طرف سے کامیابی کی کال کا منتظر تھا۔ اسے گاسپر کی کال کا بھی انتظار تھا۔ اسے یقین تھا کہ اس قدر سخت چیکنگ کے بعد ان لوگوں کا بچ نکلنا ممکن ہی نہیں ہے۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس۔ ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"گاسپر بول رہا ہوں ڈیوڈ"...... دوسری طرف سے گاسپر کی آواز سنائی دی جو چیکنگ نیٹ ورک کا چیف تھا۔

"اوہ کیا ٹریسنگ ہو گئی ہے"...... ڈیوڈ نے امید بھرے لہجے میں کہا۔

"ابھی نہیں۔ میں نے یہ پوچھنے کے لئے کال کی تھی کہ گروپ کی تعداد کتنی ہے اور اگر ان میں سے کسی کی اصل تصویر مل جائے تو بہتر ہے"...... گاسپر نے کہا۔

"نہیں۔ نہ ہی ہمارے پاس تصویر ہے اور نہ ہی تعداد کا علم ہے۔ البتہ یہ سروس عام طور پر چار مردوں اور ایک عورت یا دو عورتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ جن میں سے ایک عورت سوئس نژاد ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ یہاں ایشیائی بہت بڑی تعداد میں آتے رہتے ہیں۔ تعلیم کے لئے، جاب کے لئے یا سیاحت کے لئے، اس لئے صرف ایشیائی ہونے سے کچھ پتہ نہیں چل سکتا"۔ گاسپر نے کہا۔

"مشکوک تو وہ ہو گا جو اصل چہرے کو میک اپ سے چھپائے ہوئے ہو گا ورنہ تو سینکڑوں ہزاروں ایشیائی گریٹ لینڈ آتے جاتے رہتے ہیں"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او کے مجھے یقین ہے کہ ہم آخر کار انہیں ٹریس کرنے میں کامیاب رہیں گے۔ گڈ بائی"...... گاسپر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوڈ نے بھی رسیور رکھ دیا۔ وہ بیٹھا یہی سوچ رہا تھا کہ کیا طریقہ ہونا چاہئے جس سے انہیں آسانی سے ٹریس کیا جا سکے لیکن مسلسل سوچنے کے باوجود ابھی تک کوئی طریقہ اس کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ یکلخت ایک خیال آتے پر وہ چونک پڑا۔ اس نے

میز کی دراز کھولی اور اس میں موجود ایک ڈائری نکال کر اسے کھولا اوراس کی ورق گردانی شروع کر دی۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ڈائری واپس میز کی دراز میں رکھی اور دراز بند کر کے اس نے فون کا رسیور اٹھایا اور اسے ڈائریکٹ کر کے اس کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''انکوائری پلیز''...... رابطہ ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

''یہاں سے پاکیشیا اور اس کے دارالحکومت دونوں کے رابطہ نمبر بتائیں''...... ڈیوڈ نے کہا تو چند لمحوں کی خاموشی کے بعد انکوائری آپریٹر نے دونوں نمبر بتا دیئے تو ڈیوڈ نے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

''یس سارجر بول رہا ہوں''...... رابطہ ہوتے ہی بھاری سی مردانہ آواز سنائی دی۔

''ڈیوڈ بول رہا ہوں۔ ڈیوڈ بلیک گریٹ لینڈ سے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اوہ۔ اوہ۔ ڈیوڈ تم۔ تم نے فون کیا ہے۔ کوئی خاص بات ہے کیا''...... سارجر نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں معلوم تو ہے کہ ایجنسی کے کاموں میں آدمی کو کس قدر مصروف رہنا پڑتا ہے''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''ہاں تمہاری بات درست ہے۔ اس کا مطلب ہے تمہیں مجھ سے کوئی کام پڑ گیا ہے۔ بتاؤ میں حاضر ہوں''...... سارجر نے کہا۔

''تم خود ایک ملک کی ایجنسی سے وابستہ ہو اس لئے مجھے یقین ہے کہ تم عام ایجنٹوں سے کہیں زیادہ فعال ہو گے۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں کچھ جانتے ہو۔ خاص طور پر عمران کے بارے میں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''عمران کے بارے میں یہاں کون نہیں جانتا۔ وہ شیطان سے بھی زیادہ مقبول ہے لیکن یہ سن لو کہ عمران نہ میرے بس میں آ سکتا ہے اور نہ تمہارے''...... سارجر نے تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''میں نے اس کے خلاف کام کرنے کی کب بات کی ہے۔ میں تو صرف اس کے بارے میں اطلاع چاہتا ہوں''...... ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''کیسی اطلاع''...... سارجر نے چونک کر پوچھا۔

''ہمیں اطلاع ملی ہے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت ہمارے خلاف کسی مشن کے سلسلے میں کام کرنے آ رہا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ جب یہ لوگ پاکیشیا سے روانہ ہوں تو ہمیں پیشگی اطلاع مل جائے۔ تمہارے آدمی آسانی سے یہ کام کر سکتے ہیں۔ معاوضہ تمہاری مرضی کا دوں گا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''تمہارا مطلب ہے کہ ائیرپورٹ پر چوبیس گھنٹے چیکنگ کی

جائے کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت کب یہاں سے روانہ ہوتا ہے“...... سارجر نے کہا۔

”ہاں تم ٹھیک سمجھے ہو“...... ڈیوڈ نے کہا۔

”یہ کام تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کے لئے ایک لاکھ ڈالر دینے ہوں گے۔ کیونکہ چوبیس گھنٹے کا کام ہے۔ چار پانچ افراد کام کریں گے“...... سارجر نے کہا۔

”او کے۔ مجھے منظور ہے۔ تم اپنا اکاؤنٹ نمبر اور بینک کے بارے میں بتا دو“...... ڈیوڈ نے کہا تو سارجر نے اکاؤنٹ کی تفصیلات بتا دیں جو ڈیوڈ نے ایک کاغذ پر نوٹ کر لیں۔

”پہلے ہم اس کے فلیٹ سے معلوم کریں گے کہ کیا وہ ابھی تک موجود ہے یا پہلے ہی جا چکا ہے“...... سارجر نے کہا۔

”او کے۔ میں تمہاری کال کا منتظر رہوں گا“...... ڈیوڈ نے کہا اور پھر گڈ بائی کہہ کر اس نے رسیور رکھ دیا لیکن دوسرے لمحے ایک خیال کے آتے ہی وہ ایک بار پھر چونک پڑا۔ کیونکہ عمران مشن پر آ رہا تھا اس لئے اس نے اور اس کے ساتھیوں نے لازماً میک اپ کیا ہوا ہو گا اور میک اپ میں سارجر کے آدمی انہیں کیسے پہچانیں گے۔ یہ خیال آتے ہی وہ ایک بار پھر بے چین ہو گیا اور اس نے ایک بار پھر فون کا رسیور اٹھا کر نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔

”یس سارجر بول رہا ہوں“...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سارجر کی آواز سنائی دی۔

”میں ڈیوڈ بول رہا ہوں سارجر۔ میں نے اس لئے دوبارہ فون کیا ہے کہ اگر عمران اور اس کے ساتھی میک اپ میں ہوئے تو تمہارے آدمی کیسے انہیں پہچانیں گے“...... ڈیوڈ نے کہا۔

”اس کی فکر مت کرو۔ عمران چاہے لاکھ میک اپ میں ہو وہ اپنی مزاحیہ حرکتوں اور باتوں سے صاف پہچانا جا تا ہے۔ میرے آدمی اسے اچھی طرح جانتے ہیں اس لئے وہ اسے پہچان لیں گے البتہ ہم نے صرف تمہیں اطلاع دینی ہے کیونکہ اگر عمران کو شک پڑ گیا تو پھر ہمارا پورا نیٹ ورک ختم کیا جا سکتا ہے“...... سارجر نے کہا تو ڈیوڈ نے بے اختیار اطمینان بھرا طویل سانس لیا۔

”او کے۔ اب میں مطمئن ہوں“...... ڈیوڈ نے کہا۔

”میرے آدمی اس کے رہائشی فلیٹ کی نگرانی کرتے رہیں گے تم فکر مت کرو تمہارا کام بہت جلدی ہو جائے گا“...... سارجر نے کہا تو ڈیوڈ نے اس کا شکریہ ادا کیا اور فون کا رسیور رکھ کر اس نے انٹر کام کا رسیور اٹھایا اور ایک نمبر پریس کر دیا۔

”یس باس“...... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ یہ اس کا آفس سپرنٹنڈنٹ تھا اس کا نام ٹونی تھا۔ ڈیوڈ نے اسے سارجر کے بینک اکاؤنٹ اور بینک کے بارے میں تفصیل بتا کر اسے ایک لاکھ ڈالرز بھجوانے کا کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

عمران اپنے ساتھیوں سمیت پاکیشیا کے ائیرپورٹ پر موجود تھا۔ عمران کے ساتھ جولیا اور صالحہ کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر بھی تھے۔ وہ سب اس وقت ائیرپورٹ پر بنے ہوئے کیفے کے ہال میں موجود تھے۔ فلائٹ کی روانگی میں ابھی ایک گھنٹہ باقی تھا اس لئے وہ سب کیفے میں بیٹھے کافی پینے میں مصروف تھے اور عمران اپنی عادت کے مطابق گفتگو کی پھلجھڑیاں چھوڑنے میں مصروف تھا کہ صفدر نے اچانک عمران کے قریب منہ لے جاتے ہوئے اسے بتایا کہ ان کی نگرانی ہو رہی ہے تو عمران چونک پڑا۔

''ہم تو میک اپ میں ہیں اور میک اپ بھی ایسا کہ جدید سے جدید کیمرہ اسے چیک نہیں کر سکتا پھر ہماری نگرانی کیسے ہو سکتی ہے''...... عمران نے آہستہ سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''یہ دو آدمی ہیں جب سے ہم آئے ہیں یہ ہمارے آگے پیچھے نظر آ رہے ہیں۔ ان کی کوشش تھی کہ ہماری باتیں سنیں اور پھر ایک

آدمی نے ہال میں موجود فون بوتھ سے کال کی اور اس کے بعد وہ اب اطمینان سے ایک جگہ کھڑے ہیں''...... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا تو صفدر کی بات سن کر سب چونک کر اسے دیکھنے لگے۔

''کہاں ہیں وہ۔ میں ابھی انہیں مزہ چکھاتا ہوں''...... تنویر نے اشتعال آمیز لہجے میں کہا۔

''کوئی حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر انہیں ہم پر صرف شبہ ہوگا تو پھر وہ کنفرم ہو جائیں گے''...... عمران نے آہستہ سے کہا تو تنویر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ پھر تھوڑی دیر بعد فلائٹ کی روانگی کا اعلان ہونے لگا تو عمران اور اس کے ساتھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ صفدر نے کاؤنٹر پر جا کر پیمنٹ کی اور کیفے سے نکل کر وہ اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر سے وہ جہاز تک پہنچ سکتے تھے۔ تھوڑی دیر بعد وہ جہاز کے اندر سیٹوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران کے ساتھ صفدر تھا جبکہ ان سے عقبی سیٹ پر کیپٹن شکیل کے ساتھ تنویر بیٹھا ہوا تھا اور سیٹوں کی دوسری قطار میں جولیا اور صالحہ بیٹھی ہوئی تھیں۔ جولیا نے بھی یورپی میک اپ کر رکھا تھا۔ عمران سیٹ کی پشت سے سر ٹکائے آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا ہوا تھا جیسے اس کی زندگی کی آخری تمنا جہاز میں بیٹھنا تھی۔ صفدر ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف ہو گیا جبکہ کیپٹن شکیل اور تنویر آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ فلائٹ براہ راست گریٹ لینڈ کی تھی اور اس نے گریٹ لینڈ کے دارالحکومت لاگن کے بین الاقوامی

ایئرپورٹ پر لینڈ کرنا تھا اور یہ سفر بارہ گھنٹوں کا تھا۔ راستے میں دو جگہوں پر جہاز نے فیول کے لئے رکنا تھا جس میں ایک جگہ منورما ایئرپورٹ تھی جبکہ آخری سپاٹ کروم تھا جو بال جیم کا دارالحکومت تھا۔ جہاز کروم ایئرپورٹ پر پہنچا تو عمران نے صفدر کو کہا کہ وہ سب ساتھیوں کو بتا دے کہ ہم نے یہیں ڈراپ ہونا ہے تو صفدر نے کیپٹن شکیل اور تنویر کو بتا دیا۔ جولیا اور صالحہ کچھ فاصلے پر بیٹھی ہوئی تھیں اس لئے جہاز کی لینڈنگ کے بعد جب سب اٹھ کر ایئرپورٹ ہوٹل میں ریسٹ کے لئے جانے لگے تو صفدر نے جولیا اور صالحہ کو بھی بتا دیا۔

''کیوں وجہ''...... صالحہ نے چونک کر اور قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''وجہ نگرانی ہی ہوسکتی ہے''...... صفدر نے آہستہ سے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایئرپورٹ سے باہر آ چکے تھے۔ عمران نے دو ٹیکسیاں ہائر کیں اور انہیں ہوٹل الفرڈ کے لئے کہا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک عالیشان ہوٹل پہنچ چکے تھے۔

''یہاں ہم نے ٹھہرنا نہیں ہے بس کچھ وقت گزارنا ہے تاکہ وہ ٹیکسی ڈرائیور جو ہمیں یہاں لے آئے ہیں مطمئن ہو جائیں کہ ہم اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہیں''...... عمران نے کہا اور وہ سب لابی میں جا کر بیٹھ گئے۔ ویٹر کو کافی کا آرڈر دے دیا گیا اور کچھ دیر بعد ویٹر نے کافی سرو کر دی۔ کافی ختم کرنے کے بعد عمران نے اس کی

پیمنٹ کی اور پھر وہ لابی کی سائیڈ پر موجود ایک کوریڈور سے گزر کر ہوٹل کی عقبی سائیڈ پر پہنچ گئے۔ اس طرف بھی سڑک تھی اور سڑک کے پار ایک اور ہوٹل تھا جس کا نام رائل ہوٹل تھا۔ اس ہوٹل میں چھ کمرے لئے گے اور سب اپنے اپنے کمرے کا چکر لگا کر عمران کے کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

''یہ آپ کیا کرتے پھر رہے ہیں عمران صاحب۔ اس طرح چھپنے کی وجہ ہم تو میک میں ہیں''...... صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

''خاموش رہو صالحہ۔ عمران جو کر رہا ہے اس کا نتیجہ ٹھیک ہی نکلے گا''...... پاس بیٹھی ہوئی جولیا نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

''عمران صاحب دوسرے میک اپ میں وہاں جانا چاہتے ہیں کیونکہ ہمارے موجودہ حلیوں کے بارے میں پہلے سے ہی تمام تفصیلات گریٹ لینڈ پہنچ چکی ہوں گی اور ایئرپورٹ پر ہم پر اچانک اور بھرپور حملہ کیا جا سکتا ہے''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب چونک پڑے لیکن عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

''تم خاموش ہو۔ کیا ہوا۔ کیوں منہ میں گھنگھنیاں ڈالے بیٹھے ہو''...... جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''میرا موڈ بدل گیا ہے اس لئے ہمیں آگے جانے کی بجائے واپس جانے کے بارے میں سوچنا چاہئے''...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔ ان سب کے

چہروں پر حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

”خبردار۔ یہ کیا کہہ رہے ہو۔ میں تمہیں گولی بھی مار سکتا ہوں“...... تنویر نے پھنکارتے ہوئے کہا اور پھر باری باری سب نے عمران کو واپس جانے سے روکنے کی بات کی۔

”اگر تم آگے جانا چاہتے ہو تو جاؤ۔ میں تو کرائے کا سپاہی ہوں اس لئے انکار بھی کر سکتا ہوں“...... عمران نے اسی طرح مایوسانہ لہجے میں کہا جیسے وہ اپنا سب کچھ ہار بیٹھا ہو۔

”عمران صاحب۔ آپ کھل کر بتائیں کہ آپ کیوں واپس جانا چاہتے ہیں“...... صفدر نے کہا۔

”یہ فضول مشن ہے محض انتقامی کارروائی ہے۔ ہمیں ہوش پکڑنا چاہئے۔ پاکیشیا اور شوگران کی مشترکہ لیبارٹری جسے پارس لیبارٹری کہا جاتا ہے جہاں سپر ہاک میزائلوں پر کام ہو رہا ہے یہ لیبارٹری پاکیشیا اور شوگران کے لئے بے حد اہم ہے کیونکہ سپر ہاک میزائل ہمارے ڈیفنس میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھے گا اور یہی بات دوسرے ملکوں کو منظور نہیں۔ گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی نے اپنے سپر سیکشن کے ایجنٹس بارٹلے، اس کی اسسٹنٹ اور بیوی پامیلا اور دو مرد ساتھیوں کو پارس لیبارٹری کو تباہ کرنے کے مشن پر پاکیشیا بھیجا۔ وہ پاکیشیا کی طرف سے لیبارٹری کو جانے والے راستے پر پہنچ گئے پھر وہ ابھی راستے میں ہی تھے کہ ہم وہاں پہنچ گئے۔ باقی تفصیل تمہیں معلوم ہی ہے کہ ہم نے کس طرح فائٹ کی اور ان سپر

ایجنٹس کا خاتمہ کر دیا لیکن اس کے بعد چیف نے حکم دیا کہ ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر تباہ کر دو تاکہ وہ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کارروائی کرنے کے بارے میں سوچ ہی نہ سکیں اور ہم شطرنج کے مہروں کی طرح چل پڑے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ ہم نے دوسروں کے لئے اور لیکن اپنے لئے اور پیمانے بنائے ہوئے ہیں۔ گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی ہمارے ملک کے خلاف کام کر رہی تھی۔ ہم بھی دوسرے ملکوں میں جا کر ان کے خلاف کام کرتے ہیں پھر ان میں اور ہم میں کیا فرق رہا۔ اس کارروائی کا باقاعدہ انتقام لینا مجھے پسند نہیں آیا اور میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ واپس چلا جاؤں اور چیف کو جا کر کہہ دوں کہ مشن تو مکمل ہو چکا ہے“...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہاری نظروں میں یہ محض انتقامی کارروائی ہے“...... جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

”ہاں تو اور کیا ہے“...... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”جب چیف نے حکم دیا ہے تو تمہیں یہ سب کرنا ہی پڑے گا ورنہ اور کوئی مارے یا نہ مارے میں بہرحال تمہیں گولی مار دوں گی البتہ میرا وعدہ ہے کہ چیف آئندہ تمہیں کسی مشن کے لئے ہائر نہیں کرے گا“...... جولیا نے کہا۔

”گڈ شو۔ پھر میں اپنی ٹیم بناؤں گا۔ جوزف، جوانا، ٹائیگر اور

میں''...... عمران نے بچوں کی طرح خوش ہوتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ رہے تو ہمارے ساتھ ہیں پھر آپ نے کس وقت لاگن میں چیف کے نمائندے کو بریفنگ دی ہے جس کی کال کے انتظار میں آپ بیٹھے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا تو سب بے اختیار اچھل پڑے۔

''کیا مطلب۔ کیا یہ عمران صاحب کا ڈرامہ تھا''...... صفدر نے کہا۔

''تو اور کیا تھا۔ عمران صاحب ایسی باتیں ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار پہلے بھی کر چکے ہیں''...... کیپٹن شکیل نے کہا۔

''تم نے کیسے اس قدر حتمی انداز میں بات کر دی ہے جبکہ میری اس ٹاپک پر سرے سے کسی سے بات ہی نہیں ہوئی''...... عمران نے کہا۔

''عمران صاحب۔ آپ کے ساتھ کام کرتے ہوئے طویل عرصہ گزر گیا ہے۔ اب تو آپ کے چہرے کے تاثرات دیکھ کر ہم اندازہ لگا لیتے ہیں کہ آپ کیا سوچ رہے ہیں۔ مجھے معلوم ہے اور مجھے کیا سب کو معلوم ہو گا کہ آپ جب بھی اس طرح کی باتیں کرتے ہیں تو نتیجہ ہر بار یہی نکلتا ہے کہ آپ کسی کی کال کے منتظر ہوتے تھے''...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی پاس پڑے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی تو سب حیرت بھری نظروں سے کیپٹن شکیل کی طرف دیکھنے لگے

جس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر آئی تھی۔

''یس مائیکل بول رہا ہوں''...... عمران نے یورپی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا۔

''ہوٹل کاؤنٹر سے بول رہا ہوں جناب۔ آپ سے ملاقات کے لئے مسٹر گیری یہاں موجود ہیں''...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

''انہیں میرے کمرے میں بھجوا دیں''...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

''یہ گیری کون ہے''...... عمران کے بالکل قریب بیٹھی صالحہ نے چونک کر کہا۔ شاید رسیور میں آتی ہوئی آواز اس کے کانوں تک پہنچ گئی تھی۔

''ہاں جیم میں چیف کا نمائندہ''...... عمران نے جواب دیا۔

''کب تمہاری اس سے بات ہوئی تھی۔ اسے کیسے معلوم ہوا کہ ہم یہاں اس ہوٹل میں موجود ہیں''...... جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''جو کچھ ہوا ہے یہ سب پہلے سے طے شدہ تھا کہ بلیک ایجنسی کو دھوکے میں رکھا جائے ورنہ وہ ایئرپورٹ پر ہی ہم پر گولیوں کی بارش برسا دیتے اور یہ سمجھنا تو حماقت ہے کہ ان تک یہ بات نہ پہنچی ہو کہ ہم ان کی سرکاری ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کو تباہ کرنے آ رہے ہیں''...... عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے کال

بیل کی آواز سنائی دی تو صفدر اٹھا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور اس نے بغیر کچھ پوچھے دروازہ کھول دیا۔ سامنے ایک ادھیڑ عمر آدمی سوٹ پہنے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک نمایاں تھی۔

"میرا نام گیری ہے"...... اس نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اندر آ جائیں"...... صفدر نے کہا تو گیری سر ہلاتا ہوا اندر داخل ہو گیا۔

"ادھر آ جاؤ میرے پاس"...... عمران نے گیری کے قریب آنے پر کہا تو وہ سر ہلاتا ہوا عمران کے ساتھ پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ صفدر بھی دروازہ بند کر کے واپس آ کر اپنی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"مسٹر گیری۔ میرا نام مائیکل ہے اور یہ سب میرے ساتھی ہیں۔ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ ہمارے خلاف لاگن میں باقاعدہ کسی ٹریننگ نیٹ ورک سے رابطہ کیا گیا ہے جو ٹریننگ کی جدید ترین مشینری اور خصوصی سیٹلائٹ سسٹم استعمال کرتا ہے"...... عمران نے کہا۔

"یس سر۔ یہ گاسپر نیٹ ورک کہلاتا ہے اور انتہائی مؤثر ہے۔ یہ نیٹ ورک انتہائی خفیہ طریقہ سے گفتگو بھی ریکارڈ کر سکتا ہے اور چیف کے کال کرنے کے بعد میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ بلیک ایجنسی کے سپر ایجنٹ اور اس کے ساتھیوں نے یہ جال پھیلا ہے۔ آپ کسی بھی روپ میں اور کسی بھی راستے سے لاگن

داخل ہوں تو آپ کو چیک کر لیا جاتا"...... گیری نے بڑے حتمی لہجے میں کہا۔

"ہمارے خلاف بلیک ایجنسی کا جو گروپ کام کر رہا ہے اس کی کیا تفصیل ہے"...... عمران نے پوچھا۔

"ڈیوڈ گروپ آپ کے خلاف کام کر رہا ہے اور یہ پورا گروپ ڈیوڈ سمیت سیاہ فام ہے"...... گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس گروپ میں کتنے افراد شامل ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"دس افراد جناب۔ چار عورتیں اور چھ مرد"...... گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ڈیوڈ گروپ کا ہیڈ کوارٹر کہاں ہے"...... عمران نے کہا۔

"برسٹل کے برائٹ ایونیو میں وائٹ بلڈنگ"...... گیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا آپ کوئی ایسا ٹارگٹ بتا سکتے ہیں جسے ہٹ کرنے کے بعد گریٹ لینڈ آئندہ پاکیشیا کے خلاف کام کرنے سے پہلے ہزار بار سوچنے پر مجبور ہو جائے"...... عمران نے کہا۔

"جی ہاں۔ گریٹ لینڈ کا سب سے حساس سپاٹ ڈیفنس وار سسٹم ہے جو خفیہ طور پر صحرائے گابی میں قائم کیا گیا ہے اس سسٹم کو نقصان پہنچنے کا صرف سوچ کر ہی گریٹ لینڈ حکومت کانپ اٹھتی ہے"...... گیری نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوکے بے حد شکریہ مسٹر گیری۔ آپ نے واقعی کام بھی کیا ہے

اور تعاون بھی''..... عمران نے کہا تو گیری اٹھ کھڑا ہوا۔

''شکریہ جناب۔ میں ہر وقت خدمت کے لئے تیار ہوں''۔ گیری نے کہا۔

''اوکے''..... عمران نے اٹھ کر اس سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا تو گیری مڑا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔

''تو اب آپ گریٹ لینڈ کے ڈیفنس وار سسٹم کو تباہ کرنا چاہتے ہیں''..... صفدر نے دروازہ بند کر کے واپس آتے ہوئے کہا۔

''تمہارا کیا خیال ہے۔ گریٹ لینڈ کے ڈیفنس کی ریڑھ کی ہڈی وار سسٹم کو ویسے ہی چھوڑ دیا گیا ہوگا کہ جس کا جی چاہے اسے تباہ کر دے''..... عمران نے کہا۔

''تو پھر آپ کیا کرنا چاہتے ہیں''..... صفدر نے زچ ہو جانے والے لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

''جو ایجنسی ہمارے خلاف کام کر رہی ہے اس ایجنسی کو یہ باور کرانا کہ پاکیشیا کے خلاف کوئی کارروائی کرنے سے پہلے وہ کم از کم دس بار ضرور سوچے''..... عمران نے کہا اور ابھی اس کا فقرہ مکمل نہ ہوا تھا کہ اچانک کمرے کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا تو سب چونک کر ادھر دیکھنے لگے۔ دوسرے لمحے چٹک چٹک کی آوازیں ابھریں تو عمران نے لاشعوری طور پر سانس لیا لیکن ایسا صرف چند لمحوں کے لئے ہوا پھر اس کا ذہن یکلخت تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا۔

ڈیوڈ اپنے آفس میں بیٹھا مسلسل شراب پینے میں مصروف تھا۔ وہ میز پر موجود شراب کی بڑی بوتل اٹھاتا ہوا اور اسے کسی گلاس میں ڈالنے کی بجائے براہ راست منہ سے لگا کر لمبے لمبے دو گھونٹ لیتا اور اسے واپس میز پر رکھ دیتا تھا لیکن اس کے چہرے پر ایسا کوئی تاثر موجود نہ تھا کہ اس نے زیادہ شراب پی لی ہو۔ وہ اسی طرح شراب پینے کا عادی تھا اور اس وقت اسے چونکہ انتہائی اہم فون کال کا انتظار تھا اس لئے وہ مسلسل شراب پینے میں مصروف تھا کہ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے تیزی سے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

''یس''..... ڈیوڈ نے چیختے ہوئے لہجے میں کہا۔

''ایئر پورٹ سے جیری بول رہا ہوں باس''..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ جیری اس کا نائب تھا۔

''کیا ہوا۔ کام ہو گیا''..... ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں باس۔ ہمارے مطلوبہ افراد یال جیم کے دارالحکومت کروم میں ہی ڈراپ ہو گئے ہیں۔ لاگن پہنچے ہی نہیں"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو چند لمحوں تک ڈیوڈ اس طرح ساکت بیٹھا رہا جیسے وہ مجسمے میں تبدیل ہو گیا ہو۔

"ڈراپ ہو گئے ہیں۔ کیا مطلب"...... یکلخت ڈیوڈ نے جھرجھری سی لیتے ہوئے کہا۔

"باس۔ پاکیشیا سے جو فلائٹ لاگن آئی ہے جس میں ہمارے مطلوبہ افراد آ رہے تھے یہ فلائٹ راستے میں دو جگہ فیول لینے کے لئے رکتی ہے۔ آخری سٹاپ کروم تھا۔ فلائٹ جیسے ہی کروم میں فیول لینے کے لئے لینڈ ہوئی ہمارے مطلوبہ افراد وہیں ڈراپ ہو گئے۔ چونکہ ایسا ہوتا رہتا ہے اس لئے کسی نے ان کے ڈراپ ہونے پر اعتراض نہ کیا"...... جیری نے کہا۔

"اوہ۔ اس کا مطلب ہے کہ انہیں پہلے سے اطلاع مل گئی تھی۔ ویری بیڈ۔ کیا تم کروم میں ان کا سراغ لگا سکتے ہو"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"کروم میں کالسر کا ٹریننگ گروپ ہے اور کلنگ گروپ روز ڈم کا ہے۔ یہ دونوں باآسانی یہ کام کر سکتے ہیں باس"...... جیری نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے۔ ٹھیک ہے"...... ڈیوڈ نے کہا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے ٹون آنے پر ایک نمبر پریس کر دیا۔

"یس چیف"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یال جیم کے دارالحکومت کروم میں کالسر نامی ٹریننگ گروپ ہے اس کے چیف کالسر سے میری بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اوکے چیف"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈیوڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

"جناب کالسر سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو کالسر۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"بڑے طویل عرصے بعد آپ سے بات ہو رہی ہے مسٹر ڈیوڈ۔ حکم"...... کالسر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ایک اہم کام پڑ گیا ہے کروم میں اور کروم میں جب بھی کام پڑتا ہے تو کالسر ہی یاد آتا ہے"...... ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شکریہ۔ فرمائیے کیا کرنا ہے"...... کالسر نے بھی مسکراتے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کی ایک ٹیم جس میں دو عورتیں اور چار مرد شامل ہیں یورپی میک اپ میں پاکیشیا کے دارالحکومت سے ایک فلائٹ کے ذریعے لاگن آ رہے تھے۔ ہم نے انہیں پاکیشیا ائیرپورٹ پر ہی ٹریس کر لیا تھا اس لئے میں نے ان کے خاتمے

کے لئے اپنا ایک گروپ لاگن ایئرپورٹ پر تعینات کر رکھا تھا لیکن
اب معلوم ہوا ہے کہ یہ گروپ اچانک کروم میں ڈراپ ہو گیا ہے۔
ہم چاہتے ہیں کہ آپ کروم میں اس گروپ کو ٹریس کریں تاکہ ہم
انہیں روز ڈم گروپ کے ذریعے ختم کرا دیں۔ اگر آپ کلنگ کا کام
کر سکیں تو آپ ہی یہ کام کر دیں''...... ڈیوڈ نے تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ دونوں کام ہو جائیں گے آپ کو لاشیں مل جائیں
گی لیکن اس کے لئے آپ کو دس لاکھ ڈالرز ادا کرنے ہوں
گے''...... کالسر نے کہا۔

''رقم کی فکر مت کرو لیکن انہیں ٹریس کیسے کرو گے۔ وہ سیکرٹ
سروس کے تربیت یافتہ ایجنٹ ہیں عام یا چھوٹے موٹے مجرم نہیں
ہیں''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''یہ ہمارا کام ہے۔ آپ کوئی مزید تفصیل ان کے بارے میں
جانتے ہیں تو بتا دیں''...... کالسر نے کہا۔

''نہیں صرف گروپ کی تعداد اور ان میں عورتوں اور مردوں کی
تعداد کا علم ہے۔ بس''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''یہ گروپ یہاں کروم ایئرپورٹ پر اچانک ڈراپ ہوا ہے اس
لئے ان کے بارے میں ایئرپورٹ سے تفصیل معلوم ہو جائے گی
البتہ اگر آپ چاہیں تو تھوڑی سی مزید رقم خرچ کریں تو ہم انہیں
طویل عرصے کے لئے بے ہوش کر کے لاگن پہنچا سکتے ہیں وہاں

آپ خود ہی انہیں شناخت کرتے رہیں''...... کالسر نے کہا۔

''اگر ایسا ہو سکتا ہے تو زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ ایسے ایجنٹ ہیں
جن کی موت پر کسی کو یقین ہی نہیں آتا اس لئے بغیر مکمل شناخت
کے صرف یہ کہہ دینا کہ ہم نے مطلوبہ افراد کو ہلاک کر دیا ہے اس
پر کسی نے یقین نہیں کرنا''...... ڈیوڈ نے کہا۔

''اوکے۔ پھر پندرہ لاکھ ڈالرز بھجوا دیں اور وہ بھی آن لائن
کیونکہ میں آپ کا کام شاید ایک گھنٹے کے اندر کر دوں''...... کالسر
نے کہا۔

''اوکے۔ بینک اکاؤنٹ کی تفصیل بتا دیں''...... ڈیوڈ نے خوش
ہوتے ہوئے کہا تو دوسری طرف سے تفصیل بتا دی گئی اور ساتھ ہی
رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوڈ نے اپنے آفس سپرنٹنڈنٹ کو کالسر کو رقم
بھجوانے کی ہدایت دے کر رسیور رکھ دیا۔ اب اس کے چہرے پر
اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے کیونکہ وہ کالسر کو کافی عرصے
سے جانتا تھا۔ وہ بہت اچھا ٹریسر تھا۔ وہ یقیناً ان کا کھوج لگا لے گا
اور پھر تقریباً چار گھنٹوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے رسیور
اٹھا لیا۔

''یس''...... ڈیوڈ نے اپنے مخصوص انداز میں کہا۔

''کروم سے کالسر صاحب کی کال ہے''...... دوسری طرف سے
اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''بات کراؤ''...... ڈیوڈ نے چونک کر کہا۔

"ہیلو۔ کالسر بول رہا ہوں"...... چند لمحوں بعد کالسر کی آواز سنائی دی۔

"ڈیوڈ بول رہا ہوں کالسر۔ کیا رپورٹ ہے"...... ڈیوڈ نے اشتیاق آمیز لہجے میں کہا۔

"وکٹری۔ تمہارا کام مکمل طور پر کر دیا گیا ہے"...... کالسر نے کہا تو ڈیوڈ کے چہرے پر یکلخت مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ اچھا۔ ویری گڈ۔ کیا تفصیل ہے"...... ڈیوڈ نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم نے مطلوبہ افراد کا سراغ ایئر پورٹ سے لگانا شروع کیا۔ یہاں اچانک ڈراپ ہونے والے چھ افراد کے کاغذات جن میں ان کی تصویریں بھی موجود تھیں مل گئے پھر ان دو ٹیکسیوں کا سراغ لگایا گیا جو انہیں ایئر پورٹ سے لے گئی تھیں۔ ان کی منزل الفرڈ ہوٹل تھا لیکن ان لوگوں نے الفرڈ ہوٹل کی لابی میں بیٹھ کر صرف کافی پی اور پھر عقبی طرف سے باہر نکل گئے"...... کالسر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ایسا کرنے کی وجہ"...... ڈیوڈ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"وہ ڈاج دینا چاہتے تھے تاکہ اگر کوئی ٹیکسیوں کا سراغ لگا لے تو اسے یہی معلوم ہو کہ الفرڈ ہوٹل ان کی منزل تھا لیکن درحقیقت ایسا نہ تھا۔ البتہ وہ عقبی طرف ایک اور ہوٹل میں جا کر ٹھہر گئے۔

وہاں انہوں نے چھ کمرے بک کرائے لیکن وہ ایک کمرے میں ہی موجود تھے۔ پھر وہاں گیری نظر آ گیا۔ اس کے متعلق ہمیں پہلے سے معلوم تھا کہ وہ کسی ایشیائی ملک کا نمائندہ ہے۔ وہ ان افراد کے کمرے میں جا کر ان سے کچھ دیر گفتگو کرتا رہا پھر واپس چلا گیا۔ اس سے ہم کنفرم ہو گئے کہ ہمارے مطلوبہ افراد یہی ہیں۔ چنانچہ میں نے آپ کے حکم کے مطابق کمرے میں انتہائی طاقتور اور زود اثر بے ہوش کرنے والی گیس فائر کرائی جس سے سب افراد بے ہوش ہو گئے۔ پھر ہم انہیں ہوٹل سے اٹھا کر اپنے ایک پوائنٹ پر لے آئے اور اب آپ جیسا کہیں"...... کالسر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ۔ اوہ ویری گڈ۔ تم نے تو واقعی کام کر دکھایا ہے۔ تم انہیں ہیلی کاپٹر میں ڈال کر مشرقی سرحدی قصبے راکیل میں ہیلی پیڈ پر پہنچا دو۔ میرا آدمی جس کا نام جوزف ہے انہیں وصول کر لے گا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اوکے"...... کالسر نے کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو ڈیوڈ نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"راکیل پوائنٹ پر جوزف موجود ہو گا اس سے میری بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"راکیل پوائنٹ سے جوزف لائن پر ہے"...... فون سیکرٹری نے کہا۔

"کراؤ بات"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہیلو باس۔ میں جوزف بول رہا ہوں راکیل پوائنٹ سے"...... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ایک مردانہ آواز سنائی دی۔ لہجہ مؤدبانہ تھا۔

"جوزف۔ بال جیم کے دارالحکومت کروم سے چھ افراد کو بے ہوشی کی حالت میں ہیلی کاپٹر کے ذریعے تمہارے پوائنٹ پر پہنچایا جا رہا ہے۔ اسے لے آنے والے بال جیم کے ٹریسر کالسر کے آدمی ہوں گے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس"...... جوزف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ان بے ہوش افراد کو ان سے وصول کرنا ہے اور اپنے پوائنٹ پر پہنچا کر مجھے کال کرنی ہے پھر میں تمہیں مزید ہدایات دوں گا"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی تو ڈیوڈ نے کریڈل دبا کر ایک بار پھر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس سر"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی

دی۔

"بلیک ایجنسی کے مین ہیڈکوارٹر بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے کہا۔ بلیک ایجنسی کا مین ہیڈکوارٹر گریٹ لینڈ کے شہر برسٹل میں تھا جبکہ ڈیوڈ گروپ کا آفس لاگن میں تھا البتہ مین ہیڈکوارٹر وہ آتا جاتا رہتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈیوڈ نے تیز لہجے میں کہا۔

"مین ہیڈکوارٹر براڈو سے بات کریں"...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو براڈو"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"یس باس۔ حکم دیجئے"...... دوسری طرف سے مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"بڑا ہیلی کاپٹر لے کر سرحدی قصبے راکیل پہنچ جاؤ وہاں راکیل پوائنٹ پر جوزف موجود ہو گا۔ تم نے اس سے چھ بے ہوش افراد کو وصول کر کے اپنے ہیلی کاپٹر میں ڈال کر ہیڈکوارٹر کے ٹارچر روم میں سپیشل راڈز والی کرسیوں پر ڈال کر راڈز میں جکڑ دینا ہے۔ اس کے بعد تم نے مجھے فون کرنا ہے میں وہاں آ کر ان سے خود پوچھ گچھ کروں گا لیکن خیال رکھنا انہیں میرے آنے تک بے ہوش ہی رہنا چاہئے اور یہ بھی سن لو کہ اس گروپ میں چار مرد اور دو عورتیں ہیں۔ یہ چھ کے چھ افراد یورپی میک اپ میں ہیں۔ سرکاری ہیلی کاپٹر لے جانا تاکہ راستے میں تمہیں کوئی چیک نہ کرے"...... ڈیوڈ

نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس۔ حکم کی تعمیل ہو گی"...... دوسری طرف سے کہا گیا تو ڈیوڈ نے کریڈل دبایا اور ٹون آنے پر ایک بٹن پریس کر دیا۔

"یس باس"...... فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آرتھر سے بات کراؤ"...... ڈیوڈ نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ بلیک ایجنسی کا چیف آرتھر مین ہیڈکوارٹر میں ہی بیٹھتا تھا۔ تھوڑی دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو ڈیوڈ نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... ڈیوڈ نے مخصوص انداز میں کہا۔

"چیف سے بات کیجئے"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو چیف۔ میں ڈیوڈ بول رہا ہوں لاگن سے"...... ڈیوڈ نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یس۔ کوئی خاص بات"...... بلیک ایجنسی کے چیف آرتھر کی بھاری آواز سنائی دی۔

"چیف وکٹری۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس اس وقت میرے قبضے میں ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ کیا مطلب"...... دوسری طرف سے انتہائی چونکتے ہوئے لہجے میں کہا گیا تو ڈیوڈ نے بال جیم میں ٹریسر کالسر کی خدمات حاصل کرنے سے لے کر راکیل کے جوزف اور مین ہیڈکوارٹر کے برانڈو تک تمام تفصیل بتا دی۔

"کالسر نے انہیں کیسے ٹریس کیا"...... آرتھر نے پوچھا تو ڈیوڈ نے کالسر کی بتائی ہوئی تفصیل دوہرا دی۔

"ہاں۔ اب لگتا ہے کہ ہم واقعی کامیاب ہو گئے ہیں لیکن تم نے انہیں ہیڈکوارٹر میں کیوں بھجوایا۔ گولیاں مار کر لاشیں لے آتی تھیں۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں۔ انہیں تو کسی صورت ہوش آنا ہی نہیں چاہئے"...... آرتھر نے کہا۔

"چیف۔ ٹارچر روم میں موجود راڈز والی کرسیوں سے کوئی ہماری مرضی کے بغیر چھٹکارا حاصل کر ہی نہیں سکتا اور چیف۔ ان کے میک اپ واش کرنا ضروری ہے ورنہ کسی نے ہماری بات پر یقین نہیں کرنا اور جدید ترین میک اپ واشر صرف ہیڈکوارٹر میں ہی ہیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"اوکے ٹھیک ہے۔ تم یہاں پہنچ جاؤ تو مجھے کال کر لینا"۔ آرتھر نے کہا اور ڈیوڈ نے یس سر کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

عمران کے تاریک پڑے ذہن میں اچانک جیسے بجلی کی لہریں سی دوڑنے لگیں۔ بالکل اس طرح جیسے گہرے سیاہ بادلوں میں بجلی بار بار چمکتی ہے اور پھر آہستہ آہستہ تاریکی کا غلبہ ختم ہوتا چلا گیا اور عمران کی آنکھیں کھل گئیں۔ پوری طرح ہوش میں آتے ہی عمران نے لاشعوری طور پر ایک جھٹکے سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن اس جھٹکے سے اسے معلوم ہو گیا کہ وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور اس کے جسم کے گرد راڈز موجود ہیں۔ یہ راڈز اس کی گردن سے لے کر گھٹنوں تک موجود تھے اور راڈز خاصے تنگ بھی محسوس ہو رہے تھے۔ اس نے اردگرد کا جائزہ لیا تو اسے صورت حال کا ادراک ہو گیا۔ اسے یاد تھا کہ وہ رائل ہوٹل کے ایک کمرے میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ گیری ان سے ملاقات کر کے واپس چلا گیا تھا کہ کچھ دیر بعد اچانک دروازہ کھلا اور کسی نے انتہائی زود اثر بے ہوش کرنے والی گیس اندر فائر کر دی۔ گو عمران نے

لاشعوری طور پر سانس روک لیا تھا لیکن وہ پاور فل اور زود اثر گیس تھی اس لئے سانس روکنے کے باوجود اس کا ذہن تاریکی میں ڈوبتا چلا گیا اور اب اسے ہوش آیا تھا جبکہ اس کے دونوں طرف اس کے ساتھی کرسیوں پر بے ہوشی کے عالم میں جکڑے ہوئے موجود تھے جبکہ عمران کو اس کی مخصوص ذہنی ورزش کی وجہ سے جلد ہوش آ گیا تھا۔ جس جگہ عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے یہ خاصا بڑا کمرہ تھا جس میں دیوار کے ساتھ ایک قطار میں بیس کرسیاں موجود تھیں۔ ایک طرف دیوار کے ساتھ لوہے کی ایک بڑی الماری موجود تھی۔ راڈز والی کرسیوں کے سامنے فاصلے پر چار کرسیاں موجود تھیں۔ اس وقت کمرہ خالی تھا۔ اس کا اکلوتا دروازہ بند تھا۔ عمران نے اب کرسی کے راڈز پر توجہ دینی شروع کی تو وہ یہ دیکھ کر حیران ہوا کہ یہ راڈز والی کرسیاں کیسے آپریٹ کی جاتی ہیں کیونکہ کرسیوں کے عقبی پائے پر کوئی بٹن نہیں تھا۔ ویسے یہ آپریٹنگ سسٹم کافی پرانا ہو کر قدرے متروک ہو چکا تھا۔ پھر اس نے دروازے کے ساتھ دیوار پر موجود سوئچ بورڈ کو غور سے دیکھا لیکن وہاں ایسے بٹن سرے سے موجود ہی نہ تھے جن سے یہ کرسیاں آپریٹ کی جا سکتی ہوں۔

''اوہ۔ تو یہ جدید ترین کرسیاں ہیں جنہیں ریموٹ کنٹرول سے آپریٹ کیا جاتا ہے''...... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑا سا مزید غور کرنے پر اسے یقین ہو گیا کہ اس کا اندازہ درست ہے کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سگنل رسیو کرنے کے لئے ہر کرسی کے عقبی

پائے کے ساتھ ایک چپ لگائی جاتی ہے اور ہر کرسی کے عقبی پائے
کے ساتھ اسے وہ چپ لگی ہوئی صاف دکھائی دے رہی تھی۔ عمران
نے اس چپ تک پیر لے جانے کی کوشش کی لیکن راڈز کی گرفت
ایسی تھی کہ وہ نہ ٹانگ کو موڑ سکتا تھا اور نہ آگے پیچھے کر سکتا تھا۔
جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا عمران کی پریشانی بڑھتی جا رہی تھی
کیونکہ کسی بھی لمحے یہ لوگ اندر آ سکتے تھے اور پھر راڈز سے نجات
حاصل کرنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے لئے وقت ملنا مشکل تھا
لیکن کوئی طریقہ اس کی سمجھ میں نہ آ رہا تھا۔ پھر عمران نے سگنل
آؤٹ کرنے کی مختلف تجاویز سوچنا شروع کر دیں لیکن جب کوئی
قابل عمل طریقہ ذہن میں نہ آیا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل
سانس لیا اور دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اسے اور اس
کے ساتھیوں کو اس مشکل سچویشن سے گزرنے کی توفیق اور سمجھ
عنایت کرے۔ اسے پورا یقین تھا کہ جب پورے خلوص کے ساتھ
اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی جائے اور اپنی عقل کی بجائے اس کی مدد پر
بھروسہ کیا جائے تو اللہ تعالیٰ ضرور اپنی رحمت کرتا ہے اور یہاں بھی
ایسا ہی ہوا تھا۔ جس طرح بادلوں میں بجلی کی لہریں سی چمکتی ہیں اسی
طرح اس کے ذہن میں بھی ایک خیال بجلی کی لہر کی طرح آیا اور وہ
بے اختیار مسکرا دیا۔ اسے خیال آیا تھا کہ وہ اپنی کرسی کے عقبی پائے
پر موجود چپ پر اپنے پاؤں نہیں پہنچا سکتا تھا لیکن اپنی کرسی کی
دونوں سائیڈوں میں موجود کرسیوں کی سگنل رسیور چپس تو ایسی جگہ

پر ہیں کہ پیر کو سائیڈ میں دبا کر سگنل رسیور چپ کو ہلکی سی ٹھوکر
ماری جا سکتی ہے اور کسی کو شک بھی نہیں پڑ سکتا کہ کوئی کارروائی کی
جا رہی ہے چنانچہ اس نے کرسی کے فٹ پیڈل کے درمیان میں
رکھے ہوئے پیروں کو ایک دوسرے سے علیحدہ کر کے سائیڈوں پر
رکھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے خیال کو عملی جامہ پہنچاتا اسے
کمرے کے اکلوتے بند دروازے کے باہر انسانی آوازیں سنائی دیں
تو وہ چونک پڑا۔ پھر دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی تو عمران نے بھی
اپنے جسم کو اس طرح ڈھیلا چھوڑ دیا کہ جیسے وہ بھی اپنے ساتھیوں
کی طرح بے ہوش پڑا ہو۔ دروازہ کھلتے ہی ایک ادھیڑ عمر آدمی جس
نے سوٹ پہن رکھا تھا اندر داخل ہوا۔ عمران بند آنکھوں کے باوجود
سب کچھ دیکھ رہا تھا کیونکہ اس طرح دیکھنے کی بھی اس نے باقاعدہ
پریکٹس کی ہوئی تھی۔ اس سوٹ والے آدمی کو دیکھتے ہی وہ پہچان گیا
کہ یہ گریٹ لینڈ کی سرکاری ایجنسی میں طویل عرصہ تک کام کرتا رہا
ہے اور اس کا نام بھی اسے یاد تھا۔ یہ آرتھر تھا۔ آرتھر کے پیچھے اندر
آنے والا ایک سیاہ فام تھا۔ اس نے بھی سوٹ پہن رکھا تھا۔ ان
دونوں کے پیچھے ایک پہلوان نما آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے
کاندھے سے مشین گن لٹک رہی تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ ان
دونوں کا سیکورٹی گارڈ ہو۔

"یہ سب بے ہوش پڑے ہیں۔ مجھے یہی خطرہ تھا کہیں یہ اس
دوران ہوش میں نہ آ چکے ہو کیونکہ عمران کے بارے میں مشہور ہے

کہ وہ خود بخود ہوش میں آ جاتا ہے''...... آرتھر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

''آ جاتا ہوگا لیکن یہاں ایسا نہیں ہو سکتا''...... سیاہ فام نے جواب دیا اور وہ آرتھر کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔

''ڈیوڈ۔ کیا تم نے پہلے بھی عمران کو دیکھا ہوا ہے''...... آرتھر نے ساتھ بیٹھے سیاہ فام سے مخاطب ہو کر کہا تو عمران سمجھ گیا کہ یہ شخص بلیک ایجنسی کے سپر سیکشن کا چیف ڈیوڈ ہے۔ اسی لمحے ایک آدمی ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا۔ عمران نے دیکھا کہ یہ جدید ترین میک اپ واشر ہے۔ اس میک اپ واشر کی خصوصیت تھی کہ یہ میک اپ سمیت کھال بھی اتار دیتا تھا لیکن عمران مطمئن تھا کیونکہ اس نے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا جو خصوصی میک اپ کیا تھا وہ اس جدید ترین میک اپ واشر سے بھی واش نہ ہو سکے گا۔ عمران کو معلوم تھا کہ انہیں بے ہوش کر کے یہاں لا کر اس طرح ان راڈز والی کرسیوں پر جکڑنے کا کام اس لئے کیا گیا ہے تاکہ ان کے میک اپ واش کر دیئے جائیں ورنہ کسی نے ان کی بات پر یقین نہیں کرنا اور ان کی زندگی بھی اس لئے بچ جاتی تھی کہ میک اپ واش نہ ہو سکیں پھر نہ صرف ان کا اطمینان ختم ہو جاتا ہے بلکہ وہ پوچھ گچھ کے چکر میں پڑ جاتے ہیں ورنہ یہ لوگ بے ہوشی کے دوران ہی یقیناً انہیں گولیاں مار کر ہلاک کر دیتے۔

''پہلے کس کا میک اپ واش کرنا ہے چیف''...... ڈیوڈ نے چیف

آرتھر سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یہ آدمی میرے خیال میں عمران ہے۔ اسی سے آغاز کرو''...... آرتھر نے انگلی سے عمران کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''براڈو۔ اس آدمی سے شروع کرو پھر باری باری سب کا میک اپ واش کرو''...... ڈیوڈ نے ٹرالی والے آدمی سے مخاطب ہو کر کہا۔

''یس باس''...... براڈو نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور ٹرالی دھکیلتا ہوا اس طرف بڑھ گیا جہاں عمران اور اس کے ساتھی کرسیوں میں جکڑے ہوئے بیٹھے تھے۔ اس نے ٹرالی عمران کی کرسی کے ساتھ کھڑی کی اور اس کے ساتھ لٹکا ہوا ایک کنٹوپ کھینچ کر اس نے عمران کے منہ، سر اور گردن پر چڑھا کر اس کی زپ بند کی اور پھر مڑ کر اس نے میک اپ واشر کو آن کر دیا۔ میک اپ واشر سے ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی اور عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے گرم بھاپ اس کے چہرے کو چھیل رہی ہو لیکن وہ اسی طرح اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑے بیٹھا رہا کیونکہ اسے معلوم تھا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خوف ان پر اس قدر طاری ہے کہ عمران کے از خود ہوش میں آنے پر انہوں نے خوفزدہ ہو کر فائرنگ کھول دینی ہے اور اس طرح اس کی اور اس کے ساتھیوں کی زندگیاں خطرے میں پڑ سکتی تھیں اس لئے وہ اپنے آپ پر جبر کئے بے حس و حرکت بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد میک اپ واشر آف کر دیا گیا اور اس کے چہرے پر چڑھایا ہوا کنٹوپ اتار دیا گیا۔

"ارے یہ تو میک اپ میں نہیں ہے"...... آرتھر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس باس۔ لیکن ہوسکتا ہے کہ یہ ان کا مقامی ساتھی ہو۔ ہمیں دوسروں کے میک اپ بھی چیک کر لینے چاہئیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"ہاں کراؤ چیک"...... آرتھر نے جواب دیا اور پھر باری باری سب کے میک اپ واش کئے گئے لیکن نتیجہ وہی نکلا جو عمران کا نکلا تھا۔

"ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ کالسر کا اندازہ غلط ثابت ہوا۔ ان میں ایک بھی پاکیشیائی نہیں ہے"...... آرتھر نے کہا۔

"یس باس۔ کالسر سے کوئی غلطی ہوگئی ہوگی ورنہ جو تفصیل اس نے بتائی تھی اس کے مطابق تو سو فیصد یہی ہمارے مطلوبہ افراد تھے۔ بہرحال انہیں ہوش میں لا کر پوچھ گچھ کی جائے تاکہ کچھ پتہ چل سکے کہ کالسر نے کہاں غلطی کی ہے"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"بہرحال اصل بات یہ ہے کہ ہم ان لوگوں کے مقابلے پر ابھی تک ناکام ہیں۔ تم پوچھ گچھ کرتے رہو میں اپنے آفس جا رہا ہوں۔ اگر کوئی نئی بات سامنے آجائے تو مجھے فون پر بتا دینا"...... آرتھر نے اٹھتے ہوئے کہا۔ اس کے اٹھتے ہی ڈیوڈ بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ آرتھر مڑا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا واپس دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ مشین گن سے مسلح سیکورٹی گارڈ بھی اس کے پیچھے چلتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا۔

"براڈو۔ انہیں ہوش میں لے آؤ لیکن پہلے چیک کر لو کہ تمہارے ریموٹ کنٹرول کی سیٹنگ درست ہے یا نہیں۔ ایسا نہ ہو کہ یہ ہوش میں آتے ہی راڈز سے آزاد ہو جائیں"...... ڈیوڈ نے کہا تو عمران دل ہی دل میں ہنس پڑا کیونکہ اس طرح ڈیوڈ نے اس کے خیال کی تصدیق کر دی تھی اور اب عمران اپنی کرسی کے راڈز سے چھٹکارہ پا لے گا۔

"یس باس"...... براڈو نے کہا اور پھر وہ میک اپ واشر سمیت ٹرالی کو لے کر عقبی طرف آیا اور پھر اس نے جیب سے ریموٹ کنٹرولر نکالا اور اسے چیک کر کے واپس جیب میں ڈال کر وہ الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود نیلے رنگ کی ایک بوتل اٹھائی جس کی گردن کافی لمبی تھی۔

"ریموٹ کنٹرولر درست ہے باس۔ میں انہیں ہوش میں لے آتا ہوں"...... براڈو نے کہا تو ڈیوڈ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ براڈو پہلے عمران کی طرف بڑھا۔ گو اس کی کرسی تقریباً درمیان میں تھی لیکن چونکہ پہلے اسی کا میک اپ واش کیا گیا تھا اور اس کا حکم چیف آف بلیک ایجنسی نے دیا تھا اس لئے براڈو کے نزدیک اس کی اہمیت دوسروں سے زیادہ تھی۔ عمران کے قریب پہنچ کر اس نے بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کا دہانہ اس نے عمران کی ناک سے لگا دیا لیکن عمران تو پہلے ہی ہوش میں تھا اس لئے اس نے گیس سے بچنے کے لئے اپنا سانس روک لیا اور چند لمحوں بعد اس نے اپنے

جسم کو اس انداز میں حرکت دینی شروع کر دی جیسے وہ ہوش میں آ رہا ہو اور اس کی توقع کے عین مطابق براڈو نے بوتل ہٹائی اور اس کا ڈھکن لگا کر وہ عمران کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھے تنویر کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر میں اس نے عمران کے سب ساتھیوں کو ہوش میں لانے کی کارروائی مکمل کر لی اور بوتل کو لے جا کر واپس الماری میں رکھ دیا۔ اسی لمحے عمران نے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے یورپی زبان سے نکلا کہ وہ کہاں ہے۔ عمران نے ایسا دانستہ کہا تھا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ ہوش میں آتے آتے کوئی نفسیاتی طور پر پاکیشیائی زبان میں بات نہ کر دے۔ اس طرح معاملہ بری طرح بگڑ سکتا تھا۔ عمران خود تو کافی پہلے ہوش میں آ چکا تھا اس لئے اس کے ساتھ یہ مسئلہ نہ تھا اور ہمیشہ کی طرح اس بار بھی عمران کی ترکیب کامیاب رہی اور سوائے صالحہ اور جولیا کے باقی صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل تینوں نے ہوش میں آتے ہی عمران کی طرح یورپی زبان استعال کی جبکہ صالحہ اور جولیا نے خاموش رہنے کے بعد یکلخت پھٹ پڑنے والے لہجے میں یورپی زبان میں بات کی۔

"ہم کہاں ہیں۔ ہمیں کرسیوں پر کس نے جکڑا ہے"...... صالحہ نے خالصتاً نسوانی انداز میں چیختے ہوئے کہا جبکہ جولیا نے بڑے مدبرانہ لہجے میں کہا۔

"کسی سے کوئی غلطی ہوئی ہے"...... جولیا نے یورپی زبان میں

اور ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"آپ کون ہیں اور ہمیں یہاں کیوں اس طرح جکڑا گیا ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا تم علی عمران ہو"...... ڈیوڈ نے اس طرح اچانک پوچھا جیسے اسے یقین ہو کہ عمران اصل بات بتا دے گا لیکن اسے معلوم نہ تھا کہ وہ واقعی اصلی عمران تھا جو ایسی سچوئشنز سے کئی بار گزر چکا تھا۔

"وہ کون ہے، کہاں رہتا ہے۔ نام تو ایشیائی ہے"...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو۔ مجھے دھوکہ دینے کی کوشش بند کرو۔ تمہارا میک اپ واش نہیں ہوا لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے تمہارے میک اپ میں ہونے کا علم نہیں ہو گا۔ تم چھ افراد جب پاکیشیائی ایئرپورٹ سے گریٹ لینڈ کے دارالحکومت لاگن کے لئے روانہ ہوئے تو تم ہماری نظروں میں تھے۔ پھر تم اچانک بال جیم کے دارالحکومت کروم میں ڈراپ ہو گئے لیکن تم ہماری پہنچ سے دور نہیں تھے۔ ایئرپورٹ سے تمہارے کاغذات کی نقول حاصل کی گئیں تمہاری تصویروں سمیت۔ پھر معلوم ہوا کہ تم ایئرپورٹ سے دو ٹیکسیوں کے ذریعے الفرڈ ہوٹل پہنچے لیکن ایسا تم نے تمہارے بارے میں معلومات حاصل کرنے والوں کو دھوکہ دینے کے لئے کیا لیکن ہمارے آدمیوں نے تمہارا سراغ لگا لیا۔ تم نے الفرڈ ہوٹل کے عقب میں واقع رائل ہوٹل کے کمرے لئے اور پھر ایک کمرے میں اکٹھے ہو گئے اور وہاں

تم نے ایسی باتیں کیں جن سے یہ طے ہو گیا کہ تم ہی پاکیشیا سیکرٹ سروس کا وہ گروہ ہو جو ہمارے خلاف کام کرنے لاگن آنے والا تھا۔ چنانچہ تمہیں اس کمرے میں بے ہوش کر کے یہاں لایا گیا اور ہاں یہ بتا دوں کہ اس وقت تم گریٹ لینڈ کے شہر برسٹل میں واقع بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں ہو۔ گو تمہارا میک اپ واش نہیں ہو سکا لیکن بہرحال تم میک اپ میں ہو۔ اب آخری بات یہ کہ ان جدید کرسیوں کے راڈز سے تم کسی صورت ہماری مرضی کے بغیر آزادی حاصل نہیں کر سکتے۔ یہ سب تفصیلات میں نے تمہیں اس لئے بتا دی ہیں تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ تم کہاں ہو اور کیوں ہو۔ میں مزید وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا۔ مجھے اور بھی بہت سارے کام کرنے ہیں"...... ڈیوڈ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے یہ تو نہیں بتایا کہ تم کون ہو اور کس حیثیت سے یہ سب کچھ کر رہے ہو"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا جبکہ وہ ریموٹ کنٹرول کے بغیر اپنی کرسی کے راڈز ہٹانے کی تیاری مکمل کر چکا تھا۔ اس نے سگنل وصول کرنے والی چپس پر دونوں پیر رکھ دیئے تھے۔ اب صرف جوتے کی ایک زوردار ٹھوکر سے سگنل کے بغیر یا تو راڈز کھل جائیں گے یا صرف کڑکڑاہٹ کی آواز سنائی دے گی۔ راڈز کھلیں گے نہیں کیونکہ سگنل کے تحت راڈز کو یا تو لگایا جا سکتا ہے یا کھولا جا سکتا ہے۔ اگر پہلی ٹھوکر سے راڈز نہیں کھلتے تو فوری دوسری ٹھوکر سے راڈز کھل جائیں گے اور اچانک راڈز کھلنے یا

کڑکڑاہٹ ہونے پر سب لاشعوری طور پر حیرت سے چند لمحوں کے لئے بے حس ہو کر رہ جائیں گے اور اس دوران وہ اپنا کام مکمل کر لے گا۔ گو کہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ ڈیوڈ انتہائی تربیت یافتہ سپر ایجنٹ ہے اور ایسے افراد آسانی سے ہار نہیں مانا کرتے لیکن عمران ایسے لوگوں کو زیر کرنا بھی اچھی طرح جانتا تھا۔ مخصوص قوت کے پیچ مخصوص جگہوں پر مارنے سے بڑے سے بڑے دیو ہیکل لڑاکے بھی زیر ہو جایا کرتے ہیں اس لئے عمران کو ڈیوڈ یا براؤنڈو کے بارے میں کوئی فکر نہ تھی۔ وہ بس مناسب وقت کے انتظار میں تھا اور ایسے حالات میں عمران کے ساتھی اس پر اندھا اعتماد رکھتے تھے کہ عمران ہر پچویشن کا کوئی نہ کوئی حل آخر کار نکال ہی لیتا ہے۔

"میں بلیک ایجنسی کے سپر سیکشن کا انچارج سپریم ایجنٹ ڈیوڈ ہوں اور یہ جگہ بلیک ایجنسی کا ہیڈکوارٹر ہے جو گریٹ لینڈ کے شہر برسٹل میں ہے اور جو میرے ساتھ یہاں بیٹھے ہوئے تھے وہ بلیک ایجنسی کے چیف مسٹر آرتھر تھے"...... ڈیوڈ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"لیکن مشہور تو یہی تھا کہ ہارڈ ایجنسی نے پاکیشیائی کی ایک لیبارٹری کے خلاف پلاننگ کی لیکن وہ ناکام ہو گئے پھر یہ بلیک ایجنسی درمیان میں کس طرح کود پڑی"...... عمران نے کہا تو ڈیوڈ کی یکلخت باچھیں پھیل گئیں اور وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

"تو یہ ثابت ہو گیا کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ہو لیکن تمہارے میک اپ کیوں واش نہیں ہوئے جبکہ ہم نے جدید ترین

میک اپ واشر سے کوشش کی ہے''...... ڈیوڈ نے اونچے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ ہم واقعی میک اپ میں نہیں ہیں اور نہ ہمارا کوئی تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے''...... عمران نے جواب دیا۔

''براڈو۔ گن تمہارے پاس ہے وہ مجھے دو۔ میں ابھی ان کا خاتمہ کرتا ہوں۔ یہ بہرحال جو بھی ہیں سیکرٹ سروس کے ایجنٹوں کی طرح چالاک اور مکار ہیں''...... ڈیوڈ نے چیختے ہوئے ایک طرف کھڑے براڈو سے کہا۔

''یس باس''...... براڈو نے جیب سے مشین پسٹل نکال کر ڈیوڈ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور ڈیوڈ نے مشین پسٹل اس کے ہاتھ سے لے لیا۔

''سنو۔ جو سچ ہے وہ بتا دو ورنہ میں پہلے تمہاری اس ساتھی کو گولی ماروں گا پھر باری باری تمہارے علاوہ سب کو اور آخر میں تمہاری باری آئے گی اور یہ سن لو کہ میں دھمکی دوہرانا اپنی توہین سمجھتا ہوں اس لئے آخری بار کہہ رہا ہوں کہ سچ بتا دو''...... ڈیوڈ نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس نے مشین پسٹل کی نال جولیا کی طرف کی ہوئی تھی لیکن دیکھ وہ عمران کی طرف رہا تھا۔

''اسے کچھ نہ کہو میں بتاتی ہوں سچ''...... یکلخت جولیا نے چیختے ہوئے کہا۔ شاید اس نے ڈیوڈ کے چہرے پر امنڈ آنے والی سفاکی دیکھ لی تھی۔

''ہاں بتاؤ''...... ڈیوڈ نے جولیا کی طرف مڑتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازیں کمرے میں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی جیسے عمران کو کسی دیو نے اٹھا کر فضا میں پھینک دیا ہو۔ عمران کے دونوں پیر اکٹھے تھے اور جسم کی طرف سمٹے ہوئے تھے اور وہ کھٹاک کھٹاک کی آوازیں سن کر لاشعوری طور پر اٹھتے ہوئے ڈیوڈ کے سینے سے اس طرح ٹکرایا کہ ڈیوڈ کرسی سمیت پیچھے فرش پر ایک دھماکے سے گرا اور اس کے حلق سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ عمران اس سے ٹکرا کر فرش پر گرنے کے بعد ایک بار پھر اس طرح اٹھا جیسے سپرنگ کھلتا ہے جبکہ ڈیوڈ کے سینے پر پڑنے والی زوردار ٹکر کی وجہ سے ڈیوڈ جیسا تربیت یافتہ آدمی بھی اٹھنے کی کوشش کرنے کی بجائے اس طرح فرش پر پھڑکنے لگا جیسے اس کی جان نکل رہی ہو۔ عمران نے اس دوران نہ صرف اس کے ہاتھ سے گرا ہوا مشین پسٹل اچک لیا بلکہ پلک جھپکنے میں براڈو کے سینے پر بھی ویسے ہی دونوں جڑے ہوئے پیروں کی ضرب لگائی جیسے ڈیوڈ کے لگائی تھی تو براڈو بھی چیختا ہوا نیچے گرا اور بالکل ڈیوڈ کی طرح پھڑکنے لگا۔ ڈیوڈ اب ساکت پڑا تھا اور چند لمحوں بعد براڈو بھی ساکت ہو گیا تو عمران نے جھک کر اس کی جیبوں کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ جلد ہی اسے ریموٹ کنٹرول مل گیا جس کے ذریعے عمران اپنے ساتھیوں کو راڈز سے نجات دلا سکتا تھا لیکن ریموٹ کنٹرول ہاتھ میں آتے ہی عمران بجلی

کی سی تیزی سے دروازے کی طرف دوڑا۔ اسے شاید خطرہ تھا کہ ڈیوڈ اور برانڈو کی چیخوں کی آواز سن کر کوئی اس طرف آ سکتا ہے۔ اس نے دروازے کو اندر سے لاک کیا اور پھر واپس آ کر اس نے فرش پر پڑے ڈیوڈ کو گھسیٹ کر اپنے کاندھے پر ڈالا اور لا کر اس کرسی پر ڈال دیا جس پر پہلے وہ خود جکڑا ہوا تھا اور اس نے سائیڈوں پر موجود سگنل وصول کرنے والے بٹنوں کو ٹھوکریں مار کر راڈز ہٹا دیئے تھے۔ ڈیوڈ کو کرسی پر ڈال کر عمران نے ریموٹ کنٹرول کا رخ اپنے ساتھیوں کی کرسیوں کی طرف کیا اور ریموٹ کنٹرول کے بٹن یکے بعد دیگرے پریس کرنے شروع کر دیئے اور کمرہ کھٹاک کھٹاک کی آوازوں سے گونج اٹھا۔ چند لمحوں بعد وہ سب راڈز سے چھٹکارہ پا چکے تھے البتہ ڈیوڈ اسی بے ہوشی کی حالت میں راڈز میں جکڑا گیا تھا۔

"تنویر۔ اس برانڈو کو گولی مار دو یہ لو مشین پسٹل"...... عمران نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا اسے تم نے صرف جلاد بنانے کی ٹریننگ دے رکھی ہے کہ جب کسی کو مارنے کی بات ہوتی ہے تم تنویر کو ہی کہتے ہو"۔ جولیا نے تنویر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو چلو تم جلاد بن جاؤ لیکن جو کچھ کرنا ہے جلدی کرو۔ ہم اس وقت بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر میں ہیں"...... عمران نے کہا۔

"مجھے دو مشین پسٹل"...... تنویر نے عمران کے ہاتھ سے مشین

پسٹل لیتے ہوئے کہا اور پھر فرش پر پڑے برانڈو کے پاس پہنچ کر وہ جھکا اور اس نے مشین پسٹل کی نال اس کے سینے پر رکھ کر دبائی اور پھر فائر کھول دیا تو برانڈو کا جسم ایک لمحے کے لئے تڑپا پھر ساکت ہو گیا۔ تنویر سیدھا ہو کر واپس عمران اور اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔

"ہمارے پاس سوائے اس مشین پسٹل کے اور کوئی اسلحہ نہیں ہے اور میں نے آرتھر سے ہارڈ ایجنسی اور ڈیفنس وار سسٹم کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی ہیں کیونکہ ہمارا اصل ٹارگٹ تو یہی دونوں ہیں۔ بلیک ایجنسی تو خواہ مخواہ راستے میں آ گئی ہے"۔ عمران نے کہا۔

"آپ مس جولیا کے ساتھ یہیں رکیں ہم باہر جاتے ہیں۔ امید ہے ہم سب کلیئر کر دیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"آرتھر کا آفس یقیناً ساؤنڈ پروف ہو گا کیونکہ ہر تنظیم کا چیف اس بات سے بہت خوش ہوتا ہے کہ اس اس کی آواز باہر سنائی نہیں دے گی اور اس سے اس کا رعب قائم رہے گا"...... عمران نے کہا۔

"اوکے۔ آؤ تنویر چلیں اور سنو ہم نے اوپن ایریا میں فائرنگ نہیں کرنی۔ یہ گریٹ لینڈ ہے یہاں کے قوانین نہ صرف انتہائی سخت ہیں بلکہ سب پر یکساں نافذ ہوتے ہیں اس لئے ہم خواہ مخوا ایک لمبے چکر میں پھنس جائیں گے"...... صفدر نے کہا۔

"یہ مشین پسٹل تم لے لو ورنہ مجھے تمہارا لیکچر یاد نہیں رہے

گا''...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''یہاں اسلحے کا سٹور لازماً ہو گا وہاں ہم نے وائرلیس چارجر بم لگانا ہے تاکہ ہیڈکوارٹر کو بلڈنگ سمیت تباہ کیا جا سکے''...... عمران نے کہا۔

''ٹھیک ہے۔ ہم ہر پہلو کا خیال رکھیں گے''...... صفدر نے کہا اور مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا اور سوائے جولیا اور عمران کے باقی سب ساتھی اس کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھنے لگے۔

آرتھر کو ان لوگوں کے میک اپ واش نہ ہونے پر بے حد کوفت ہو رہی تھی۔ ورنہ پہلے جب ڈیوڈ کی دی ہوئی تفصیلی رپورٹ اس نے سنی تھی تو اس کا دل بلیوں اچھلنے لگا تھا لیکن جب جدید ترین میک اپ واشر سے بھی ان کے میک اپ واش نہ ہو سکے تو وہ اس نتیجے پر پہنچا تھا کہ وہ واقعی یورپی افراد تھے اور سرے سے میک اپ میں تھے ہی نہیں۔ وہ کرسی پر بیٹھ کر کچھ دیر اس معاملے میں سوچتا رہا پھر اس نے کالسر سے بات کرنے کا فیصلہ کیا اس نے میز پر رکھے فون کا رسیور اٹھایا لیکن پھر اس نے یہ سوچ کر رسیور رکھ دیا کہ میک اپ نہ ہونے پر کالسر کیا کر سکتا ہے۔ اسے معلوم تھا کہ جو گروپ اس وقت ٹارچر روم میں موجود ہے اسے گولیوں سے اڑا دیا جائے گا اور ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈال کر راکھ کر دی جائیں گی۔ کیونکہ یہاں گریٹ لینڈ میں کسی لاش کا دستیاب ہونا بہت بڑا مسئلہ سمجھا جاتا تھا اور پولیس کا محکمہ کئی کئی سال تک اس کی

انکوائری کرتا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ وہ اصل مجرم تک پہنچ جاتے تھے اور ہیڈکوارٹر میں جو بھی مشکوک یا مطلوبہ دشمن لائے جاتے تھے۔ تقریباً سارے افراد کو ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ جیسے اس وقت ہیڈکوارٹر کے ٹارچنگ روم میں چھ افراد موجود تھے۔ جنہوں نے لاشوں میں تبدیل ہو جانا تھا یا اب تک ہو چکے ہوں گے۔ راڈز میں جکڑے ہوئے یہ لوگ کسی کا کیا بگاڑ سکتے تھے۔ اگر انہیں ہلاک کر کے ان کی لاشیں کسی ویران جگہ ہی کیوں نہ پھینک دی جائیں پولیس کبھی نہ کبھی ان کا سراغ لگا کر ہیڈکوارٹر پہنچ جائے گی اور پھر حکومت کے تحت ہونے کے باوجود وہ بچ نہ سکتے تھے۔ اس لئے اس نے ڈیوڈ کو ان کی لاشیں برقی بھٹی میں ڈالنے کے لئے کہا تھا۔ اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو آرتھر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور اٹھا لیا۔

”یس“...... آرتھر نے کہا۔

”سیکرٹری داخلہ صاحب سے بات کیجئے“...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی تو آرتھر بے اختیار اچھل پڑا۔ گریٹ لینڈ کا سیکرٹری داخلہ کافی طاقتور آدمی سمجھا جاتا تھا۔ ایجنسیاں بھی اس کے تحت کام کرتی تھیں۔

”یس سر۔ میں آرتھر بول رہا ہوں سر بلیک ایجنسی ہیڈکوارٹر سے“...... آرتھر نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”گریٹ لینڈ کی ہارڈ ایجنسی پاکیشیا جا کر اپنا مشن مکمل کرنے کی

بجائے اپنے سپر ایجنٹ مروا بیٹھی۔ یہ ناقابل برداشت ہے اس لئے فیصلہ کیا گیا کہ ہارڈ ایجنسی کو ختم کر دیا جائے۔ اس کے چیف جیمز کو جبری ریٹائر کر دیا جائے اور اس کے باقی عملے کو دوسری ایجنسیوں میں بھجوا دیا جائے گا۔ تمہیں فون اس لئے کیا ہے کہ اب تمہاری باری ہے تم نے کچھ کر دکھانا ہے کیونکہ اعلیٰ حکام تک یہ بات پہنچ چکی ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس ہارڈ ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کے ساتھ ساتھ ڈیفنس وار سسٹم گابی کو بھی تباہ کرنے کا ٹارگٹ لے کر آئی ہے گو اس کی سیکورٹی فول پروف ہے لیکن پاکیشیا سیکرٹ سروس کسی بھی وقت کچھ بھی کر سکتی ہے اور اب اس کے مقابل بلیک ایجنسی ہے اس لئے تمہیں غیر معمولی اقدامات کرنے ہوں گے“...... داخلہ سیکرٹری نے باقاعدہ تقریر کرتے ہوئے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں سر۔ ہم ان کے لئے لوہے کے چنے ثابت ہوں گے۔ ہم نے ایسے فول پروف انتظامات کئے ہیں کہ وہ کم سے کم وقت میں مارے جائیں گے“...... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”او کے“...... دوسری طرف سے کہا گیا اور رابطہ ختم ہو گیا تو آرتھر نے کریڈل دبا کر ٹون آنے پر ایک نمبر پریس کر دیا۔

”یس باس“...... چند لمحوں بعد دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”جیرالڈ سے میری بات کراؤ“...... آرتھر نے کہا اور رسیور رکھ

دیا۔ کچھ دیر بعد گھنٹی بج اٹھی تو آرتھر نے دوبارہ فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... آرتھر نے اپنے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جیرالڈ لائن پر ہے باس۔ بات کیجئے"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ہیلو باس۔ میں جیرالڈ بول رہا ہوں۔ حکم دیجئے"...... دوسری طرف سے جیرالڈ کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"جیرالڈ۔ ہیڈکوارٹر کی سیکورٹی ہائی الرٹ کر دو۔ کوئی آدمی میری خصوصی اجازت کے بغیر اندر نہیں آنا چاہئے۔ تمام گٹرز لائنوں کے مین ہولز لاک کرا دو اور جس طرح بغیر میری اجازت کے کوئی اندر نہیں آ سکتا اس طرح کوئی باہر بھی نہیں جا سکتا اور پوری طرح ہوشیار رہو۔ حکومت نے ہارڈ ایجنسی کو ختم کر دیا ہے۔ کیونکہ وہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ناکام رہے تھے"...... آرتھر نے ہیڈکوارٹر انچارج جیرالڈ کو ہدایت دیتے ہوئے کہا۔

"ہارڈ ایجنسی کو ختم کر دیا گیا ہے تو باس جیمز کا کیا ہوا"...... جیرالڈ نے چونک کر کہا۔

"انہیں جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے۔ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے پر ہم ہیں یعنی بلیک ایجنسی اس لئے تمہیں سیکورٹی ہائی الرٹ کرانے کا کہہ رہا ہوں"...... آرتھر نے کہا۔

"یس باس"...... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ڈیوڈ ابھی تک ٹارچنگ روم میں ہے یا باہر آ گیا ہے"۔ آرتھر نے پوچھا۔

"وہ اور براڈو دونوں اندر ہیں جناب۔ شاید پوچھ گچھ میں مصروف ہیں"...... جیرالڈ نے کہا۔

"کاش یہ پوچھ گچھ ہی کسی کام آ جائے"...... آرتھر نے کہا اور رسیور ایک جھٹکے سے رکھ دیا۔

"آخر ان غیر متعلقہ لوگوں سے کیا پوچھ گچھ کر رہا ہے یہ ڈیوڈ"...... کچھ دیر بعد آرتھر نے فون کی طرف ہاتھ بڑھاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا لیکن پھر اس نے ہاتھ کھینچ لیا کیونکہ وہ ڈیوڈ کے سامنے ہلکا نہیں پڑنا چاہتا تھا۔

"خود ہی آ کر بتا دے گا"...... آرتھر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور میز کی دراز کھول کر ایک فائل نکالی اور اسے اپنے سامنے رکھ کر دیکھنے میں مصروف ہو گیا۔ پھر نجانے کتنا وقت گزر گیا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ آرتھر نے چونک کر سر اٹھا کر سامنے دیوار پر موجود کلاک پر نظریں دوڑائیں تو اسے احساس ہو گیا کہ اسے فائل کا مطالعہ کرتے کرتے کافی وقت گزر چکا ہے اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... آرتھر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"ڈیوڈ بول رہا ہوں باس"...... دوسری طرف سے ڈیوڈ کی آواز سنائی دی۔

"بہت دیر لگا دی تم نے پوچھ گچھ میں۔ کیا ہوا ہے اور اب تم کہاں ہو"...... آرتھر نے تیز اور قدرے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"سوری باس۔ کچھ باتیں ایسی سامنے آئی ہیں جو یقیناً ہمارے مفاد میں ہوں گی۔ میں نے ابھی اس آدمی کو زندہ رکھا ہوا ہے جس نے یہ باتیں بتائی ہیں۔ باقی سب ہلاک ہو چکے ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ یہاں آ جائیں"...... ڈیوڈ نے کہا۔

"صرف چند باتیں سننے کے لئے میں وہاں نہیں آ سکتا تم یہاں میرے آفس میں آ جاؤ اور ہاں تم نے فون سیکرٹری کے ذریعے کال کرنے کی بجائے براہ راست فون کیوں کیا ہے۔ کوئی خاص بات"...... آرتھر نے ایک خیال آتے ہی چونک کر کہا۔

"یہ باتیں میں اس کے کانوں تک پہنچنے نہیں دینا چاہتا اس لئے براہ راست آپ سے بات کی ہے"...... ڈیوڈ نے جواب دیا۔

"او کے۔ آ جاؤ آفس میں"...... آرتھر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اب کیا اہم باتیں سامنے آ گئیں جب یہ لوگ ہیں ہی غیر متعلقہ تو پھر اہم باتیں کیسے سامنے آ سکتی ہیں"...... آرتھر نے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد سامنے موجود دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

"کم ان"...... آرتھر نے اونچی آواز میں کہا تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا جیسے کوئی طوفان آ گیا ہو اور جو شخص اندر داخل ہوا اسے دیکھ کر آرتھر کو اپنی آنکھوں پر یقین نہ آیا۔ وہ بے اختیار دونوں

ہاتھوں سے آنکھیں مسلنے لگا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا جسم ڈھیلا پڑتا چلا گیا اور ذہن پر تاریکی سی چھا گئی پھر جس طرح تاریکی میں روشنی کی کرن چمکتی اس طرح آرتھر کے ذہن پر چھائے ہوئے اندھیرے میں روشنی کی کرن چمکی اور پھر یہ روشنی بڑھنے لگی اور تھوڑی دیر بعد آرتھر کو ہوش آ گیا اور اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے اسے پہلی بار ادراک ہوا کہ وہ راڈز والی کرسی پر بیٹھا ہوا ہے اور راڈز نے اسے جکڑ رکھا ہے اس نے گردن موڑ کر دیکھا تو ایک بار پھر وہ بری طرح چونک پڑا جب اس نے ڈیوڈ کو بھی اپنی طرح راڈز میں جکڑا ہوا دیکھا اس کا جسم ڈھلکا ہوا تھا۔

"یہ سب کیا ہے۔ کیا مطلب۔ تمہیں گولی نہیں ماری گئی اور تمہاری لاشیں برقی بھٹی میں نہیں ڈالی گئیں۔ کیا مطلب ابھی تھوڑی دیر پہلے تو ڈیوڈ نے مجھ سے فون پر بات کی ہے اور اب یہ پوزیشن ۔ یہ سب کیا ہے"...... آرتھر نے مسلسل بولتے ہوئے کہا اس کے بولنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ بولنا نہ چاہتا ہو لیکن لفظ خودبخود اس کے منہ سے نکلتے چلے جا رہے ہوں۔

"ڈیوڈ نے تمہیں کال نہیں کی میں نے کی تھی"...... سامنے پڑی کرسیوں میں سے ایک کرسی پر بیٹھے ہوئے آدمی نے کہا اس کے ساتھ دوسری کرسی پر ان کی ایک ساتھی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ سامنے فرش پر براڈو کی لاش پڑی تھی۔ آرتھر کی کرسی کے سامنے کرسی پر

بیٹھے ہوئے آدمی نے جس پر آرتھر نے عمران ہونے کا شک کیا تھا ڈیوڈ کی زبان اور لہجے میں بات کی تھی۔

''تم۔ تم عمران ہو۔ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ جدید ترین میک اپ واشر بھی تمہارے میک اپ چیک نہ کر سکا ہو اور تم تو راڈز میں جکڑے ہوئے تھے اور یہ جدید ترین راڈز ریموٹ کنٹرول سے آف ہوتے ہیں''..... آرتھر نے ایک بار پھر اسی انداز میں بولتے ہوئے کہا جیسے وہ پہلے مسلسل بولتا رہا تھا۔

''تمہارے ساتھ بھی یہی مسئلہ ہے کہ تم مشینی اور سائنسی ایجادات پر سو فیصد بھروسہ کر لیتے ہو۔ میں نے سگنل رسیور کرنے والے پوائنٹس کو ٹھوکر ماری تو راڈز خود بخود اوپن ہو گئے کیونکہ سگنل بھی اسی طرح سے اسے آپریٹ کرتے ہیں۔ اس کے بعد میں وہاں سے یہاں آ گیا اور ڈیوڈ کو بے ہوش کر دیا گیا جبکہ اس کے ساتھی کو گولی مار دی گئی اس کے بعد میرے ساتھیوں نے یہاں آپریشن کیا اور یہاں موجود تمہارے تمام ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں۔ اب اس ہیڈکوارٹر میں تم دونوں کے علاوہ تمہارے ساتھیوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں ہے''..... عمران نے فاتحانہ انداز میں کہا۔

''یہ سب غلط ہے میں نہیں مانتا۔ میرا مسلسل اپنے سٹاف سے رابطہ رہا ہے''..... آرتھر نے چیختے ہوئے کہا اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا دل پھٹ رہا ہو۔

''تمہارے ماننے نہ ماننے سے ہم پر کیا اثر پڑے گا۔ نیچے تہہ خانے میں اسلحے کا بہت بڑا سٹور ہے۔ اگر تم نے ہم سے تعاون کیا تو نہ صرف تمہاری زندگی بچ جائے گی بلکہ تمہارا یہ ہیڈکوارٹر بھی تباہ ہونے سے بچ جائے گا۔ ورنہ پورا کوارٹر تم سمیت بم دھماکوں سے اڑا دیا جائے گا''..... عمران نے کہا۔

''مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ تم میک اپ میں ہو۔ ایسا ممکن ہی نہیں جدید ترین میک اپ واشر تو کھال تک چھیل دیتا ہے''..... آرتھر نے کہا۔

''سنو آرتھر۔ تم زندہ ہو اور میں تمہیں زندہ چھوڑ بھی سکتا ہوں اگر تم مجھے صحرائے گابی میں موجود ڈیفنس وار سسٹم کے بارے میں تمام تفصیلات بتا دو اور ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر کہاں ہے یہ بھی بتا دو''..... عمران نے کہا۔

''میں آج تک صحرائے گابی نہیں گیا اور نہ مجھے اس بارے میں کچھ معلوم ہے۔ یہ سب کچھ یقیناً وزارت دفاع کو معلوم ہو سکتا ہے''..... آرتھر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''تم جھوٹ بول رہے ہو''۔ عمران نے یکلخت غصیلے لہجے میں کہا

''میں سچ بول رہا ہوں۔ میرا اس سے کبھی کوئی تعلق ہی نہیں رہا۔ اگر کسی کا تعلق ہوسکتا ہے تو وہ جیمز ہوسکتا ہے۔ جیمز جو ہارڈ ایجنسی کا چیف تھا اور ہارڈ ایجنسی کا ہیڈکوارٹر بھی صحرائے گابی میں بنایا گیا تھا۔ بلیک ایجنسی کا صحرائے گابی سے کوئی تعلق نہیں ہے''......

آرتھر نے جواب دیا۔

"تم نے جیمز کے لئے تھا کا لفظ استعمال کیا ہے اس کا کیا مطلب"...... عمران نے کہا۔

"تمہارے میرے آفس آنے سے کچھ دیر پہلے سیکرٹری خارجہ کی کال آئی تھی۔ انہوں نے بتایا کہ چونکہ ہارڈ ایجنسی نہ صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابلے میں ناکام رہی بلکہ اس کے سپر ایجنٹس جن میں بارٹلے بھی شامل تھا ہلاک ہو گئے اس لئے حکومت نے اس ناکامی کے پیش نظر ہارڈ ایجنسی ختم کر دی اور جیمز کو جبری ریٹائر کر دیا گیا ہے۔ اب وہ ہارڈ ایجنسی کا چیف نہیں ہے اس لئے میں نے لفظ تھا استعمال کیا تھا"...... آرتھر نے جواب دیا۔

"تمہاری فون کالز ٹیپ ہوتی ہیں"...... عمران نے پوچھا۔

"ہاں۔ ایک ہفتے کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے"...... آرتھر نے اس کی بات کا مطلب سمجھتے ہوئے کہا۔

"جولیا۔ اس کی فون سیکرٹری کے کمرے میں جاؤ اور وہاں سے آج کی فون کالز کا ریکارڈ لے آؤ"...... عمران نے ساتھ بیٹھی ہوئی اپنی ساتھی لڑکی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"او کے"......وہ لڑکی جسے جولیا کہا جا رہا تھا نے اٹھتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتی کمرے سے باہر نکل گئی۔

"تم ایسا میک اپ کیسے کر لیتے ہو جس میں کسی صورت بھی تمہیں پہچانا نہیں جا سکتا"...... آرتھر نے پوچھا۔

"تمہاری سوئی یہیں اٹکی ہوئی ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہی کرشنگ پوائنٹ تھا اگر تمہارے میک اپ واش ہو جاتے تو تم لوگ اب تک وجود سے عدم وجود میں تبدیل ہو چکے ہوتے"...... آرتھر نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"ہم اس پر مسلسل ریسرچ کرتے رہتے ہیں۔ پہلے پانی سے میک اپ دھویا جاتا تھا پھر چیکنگ مشینیں آ گئیں ان میں گرم اور ٹھنڈی گیسیں استعمال کی جانے لگیں اور اب جسے تم جدید ترین میک اپ واشر کہہ رہے ہو ان میں نئی سے نئی ریز استعمال کی جاتی ہیں اور قدرت نے بے شمار ایسی جڑی بوٹیاں پیدا کی ہیں جو ان ریز، شعاعوں اور پانی سے میک اپ کو محفوظ رکھنے میں مدد دیتی ہیں"...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے جولیا کمرے میں داخل ہوئی اس نے ہاتھوں میں چھوٹا سا ایک ٹیپ ریکارڈر اٹھا رکھا تھا جو اس نے لا کر عمران کو دے دیا۔

"اب اسے آپریٹ تم خود کرو"...... اس لڑکی جولیا نے کہا تو عمران نے ٹیپ ریکارڈ کو جو بیٹری سے چلتا تھا آن کر دیا۔ کچھ دیر بعد ایک آواز سنائی دی۔ یہ سیکرٹری داخلہ تھا دوسری آواز آرتھر کی تھی اور پھر دونوں کے درمیان ہونے والی باتیں سنائی دیتی رہیں۔ آخر میں ڈیوڈ کی کال آئی تو عمران نے مسکراتے ہوئے ریکارڈر آف کر دیا۔

"تم نے تعاون کیا ہے اور دوسرے تم ایک ایجنسی کے چیف ہو تیسرے تم اچانک درمیان میں کود پڑے اس لئے میں تمہیں اسی حالت میں چھوڑ کر جا رہا ہوں۔ اگر تم راڈز سے نجات حاصل کر لو گے تو بچ جاؤ گے ورنہ اس ہیڈکوارٹر کی تباہی کے ساتھ ساتھ تمہاری لاش کے ٹکڑے بھی یہیں سے ملیں گے"...... عمران نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اس ڈیوڈ کا کیا کرنا ہے"...... جولیا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"اسے گولی مار دو"...... عمران نے سرد لہجے میں کہا تو جولیا نے اپنی جیکٹ سے مشین پسٹل نکالا اور دوسرے لمحے کمرہ گولیوں کی آوازوں سے گونج اٹھا۔

"مجھے بھی مار دو میں راز نہیں کھول سکتا۔ کسی صورت بھی نہیں کھول سکتا"...... یکلخت آرتھر نے ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا تو جولیا نے اس پر بھی فائر کھول دیا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ایک بار پھر گولیوں کی آواز اور آرتھر کی چیخ سے گونج اٹھا۔

"اسے مارنے کی کیا ضرورت تھی۔ کچھ دیر بعد بم بلاسٹ ہوتا تو یہ بھی ساتھ ہی ہلاک ہو جاتا"...... عمران نے کہا۔

"ضروری نہیں کہ جو تم سوچو ویسے ہی ہو اس لئے اس کا خاتمہ بھی ضروری تھا"...... جولیا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"او کے۔ چلو اب یہاں سے نکل چلیں"...... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جولیا نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

برسٹل میں بلیک ایجنسی کا ہیڈکوارٹر بھی تھا اور بلیک ایجنسی کے تحت سپیشل گروپ بھی کام کرتا تھا۔ اس سپیشل گروپ کا انچارج جیگر تھا۔ بلیک ایجنسی کے چیف آرتھر کا جیگر پسندیدہ ایجنٹ تھا کیونکہ جیگر میں چند ایسی خداداد صلاحیتیں تھیں کہ اس کے اندازے بہت کم غلط ثابت ہوتے تھے۔ دوسری بات یہ کہ جیگر تیز رفتار ایکشن کا قائل تھا اس لئے آرتھر ایسے مشن اس کے ذمے لگاتا تھا جن کا فوری رزلٹ اسے چاہئے ہوتا تھا۔ جیگر کا آفس برسٹل میں ہی تھا۔ اس کا سپیشل گروپ چھ افراد پر مشتمل تھا۔ چار مرد اور دو عورتیں۔ جن میں ایک لڑکی ازابیلا اس کے بے حد قریب تھی اور طویل فرینڈ شپ کے بعد انہوں نے ایک دوسرے کو پرپوز کر رکھا تھا اور جلد ہی وہ شادی کرنے والے تھے۔ جیگر اس وقت اپنے آفس میں بیٹھا اخبار سامنے رکھے اسے اس طرح پڑھ رہا تھا جیسے اخبار کو زبانی یاد کرنا چاہتا ہو۔ وہ چند لائنیں پڑھتا اور چند لمحے آنکھیں بند کر کے

کچھ سوچنے لگتا اور ایک بار پھر آنکھیں کھول کر وہ دوبارہ انہی سطروں کو پڑھنا شروع کر دیتا کہ اچانک اس کے آفس کا دروازہ کھلا اور خوبصورت اور متناسب جسم کی مالک ایک لڑکی جینز کی پینٹ کے ساتھ شرٹ اور بلیک لیدر کی جیکٹ پہنے اندر داخل ہوئی۔ یہ ازابیلا تھی۔

''کیا ہوا کیوں اتنے الجھے ہوئے ہو''...... ازابیلا نے سائیڈ پر موجود کرسی پر بیٹھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

''اپنے مستقبل پر غور کر رہا تھا''...... جیگر نے کہا تو ازابیلا بے اختیار چونک پڑی۔ اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

''اپنے مستقبل پر غور۔ کیا مطلب یہ کیا کہہ رہے ہو''...... ازابیلا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''اخبار میں ہر آدمی کا مستقبل پہلے سے لکھ دیا جاتا ہے وہ پڑھ رہا ہوں''...... جیگر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا وہ کیسے۔ میں نے تو آج تک نہ خود پڑھا اور نہ کسی اور سے سنا ہے''...... ازابیلا کے لہجے اور چہرے پر حیرت کے تاثرات جیسے ثبت ہو گئے تھے۔

''اخبار والے بڑے بڑے ماہر نجومیوں کی خدمات حاصل کرتے ہیں اور پھر ہر آدمی کے مستقبل کا زائچہ چھاپ دیا جاتا ہے۔ روزانہ اخبار میں آنے والے ایک دن کے لئے پیشن گوئیاں

کی جاتی ہیں۔ کچھ اخبار ہفتہ وار اور کچھ اخبار ماہانہ پیشن گوئیاں شائع کرتے ہیں''...... جیگر نے باقاعدہ وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

''تمہارے بارے میں اگر شائع ہوا ہے تو میرا بھی مستقبل شائع ہوا ہو گا۔ کیا ہے میرا مستقبل جلدی بتاؤ''...... ازابیلا نے بڑے پرجوش لہجے میں کہا۔

''پہلے تم میرا مستقبل سن لو پھر تمہارا بھی ڈھونڈ لیں گے۔ سنو ازابیلا۔ اس میں لکھا ہے کہ میں چیف بننے والا ہوں لیکن ساتھ ہی لکھا ہے کہ میں بے حد محتاط رہوں ورنہ زندگی سے ہاتھ دھو بیٹھوں گا''...... جیگر نے کہا تو ازابیلا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔

''اس میں ہنسنے کی کیا بات ہے ڈیئر''...... جیگر نے ناراض سے لہجے میں کہا۔

''تو تم چیف بننے کے خواب دیکھ رہے ہو۔ منہ دھو رکھو چیف تمہارے سپیشل گروپ سے زیادہ سپر گروپ پر بھروسہ کرتا ہے۔ جس کا انچارج ڈیوڈ ہے۔ وہ لازماً ڈیوڈ کو ہی اپنا جانشین نامزد کرے گا تمہیں نہیں''...... ازابیلا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''چلو خوش تو ہو سکتا ہوں''...... جیگر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو ازابیلا ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''یہ نجومی لوگوں کو بیوقوف بناتے ہیں۔ ستائش اور دھمکی دونوں برابر برابر پیشن گوئیوں میں ڈال دیتے ہیں''...... ازابیلا نے کہا پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیگر

چونک کر سیدھا ہوا اور اس نے ہاتھ بڑھا کر فون کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیگر نے رسیور اٹھا کر کان سے لگاتے ہوئے کہا۔

"ساؤتھ زون سے رابرٹ آپ سے فوری طور پر بات کرنا چاہتا ہے باس"...... دوسری طرف سے اس کی فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... جیگر نے چونکتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا تاکہ ہونے والی بات چیت ازابیلا بھی سن سکے۔

"رابرٹ بول رہا ہوں باس"...... چند لمحوں بعد وحشت بھرے لہجے میں کہا گیا تو جیگر اور ازابیلا دونوں بے اختیار اچھل پڑے۔

"کیا ہوا ہے رابرٹ"...... جیگر نے چیخ کر کہا۔

"باس ساؤتھ زون میں واقع بلیک ایجنسی کا ہیڈکوارٹر بم دھماکوں سے اڑا دیا گیا ہے۔ اردگرد کا پورا علاقہ تباہ ہو گیا ہے۔ چیف آرتھر سمیت سپر سیکشن کے انچارج ڈیوڈ کی لاشوں کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہیں اور بلیک ایجنسی ہیڈکوارٹر میں موجود لوگوں کی لاشیں بھی ٹکڑوں اور ذروں کی صورت میں بکھری ہوئی ہیں۔ پولیس اور ریسکیو فورس نے پورا علاقہ سنبھال لیا ہے"...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیا تم نشے میں تو نہیں ہو۔ ہیڈکوارٹر میں تو کسی صورت کوئی اجنبی داخل ہی نہیں ہو سکتا بغیر چیف کی خصوصی اجازت کے۔ پھر

یہ سب کیسے ہو گیا"...... جیگر نے تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے اس معاملے میں کافی کام کیا ہے اس لئے میں نے خاصی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ ان معلومات کے مطابق بلیک ایجنسی پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خلاف کام کر رہی تھی۔ سپر سیکشن کے انچارج ڈیوڈ نے ٹریسرز نیٹ ورک سے رابطہ کر کے انہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ٹریس کرنے کا ٹاسک دیا۔ پھر ایک ٹریسر کالسر نے ایک گروپ کی نشاندہی کر دی۔ یہ گروپ چار مردوں اور دو عورتوں پر مشتمل تھا۔ پھر اس گروپ کو بے ہوشی کی حالت میں بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر پہنچا دیا گیا تاکہ ان کی مکمل شناخت کی جا سکے۔ پھر خاموشی طاری ہو گئی اور پھر کافی دیر بعد یکلخت پورا علاقہ انتہائی خوفناک دھماکوں سے گونج اٹھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اندر بموں کا ذخیرہ موجود تھا۔ جو پھٹ گیا"...... رابرٹ نے کہا۔

"کیا اس گروپ کے لوگوں کی لاشیں بھی ملی ہیں"...... جیگر نے پوچھا۔

"نہیں ایک بھی ایسی لاش نہیں ملی جسے پہچانا نہ جا سکا ہو"۔ رابرٹ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ تم اس معاملے میں مزید کام کرو اور پھر مجھے تفصیلی رپورٹ دو اور ہاں اپنے پورے سیکشن کو اس گروپ کو ٹریس کرنے پر لگا دو۔ ہمیں فوراً اس گروپ کے خلاف کارروائی کرنی ہو گی ورنہ کچھ بھی ہو سکتا ہے"...... جیگر نے کہا اور مزید کچھ کہے سنے بغیر

رسیور رکھ دیا۔

''ویری بیڈ۔ یہ سب کیسے ہو گیا۔ چیف خود مارا گیا۔ ہیڈکوارٹر تباہ کر دیا گیا۔ حالانکہ ہیڈکوارٹر کو ناقابل تسخیر بنا دیا گیا تھا''۔ ازابیلا نے قدرے خوف بھرے لہجے میں کہا اور پھر جیگر کے چہرے پر مسرت کے تاثرات دیکھ کر وہ بے اختیار اچھل پڑی۔

''تم مسکرا رہے ہو۔ کیوں''...... ازابیلا نے غراتے لہجے میں کہا۔

''اس لئے کہ میرا خیال ہے کہ میرے مستقبل کی پیشن گوئی درست ثابت ہونے والی ہے۔ چیف اور اس کا پسندیدہ آدمی ڈیوڈ دونوں مارے گئے ہیں۔ اب میرے لئے میدان صاف ہے''۔ جیگر نے جواب دیا۔

''لیکن ایسا اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ تم پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ کر دو''...... ازابیلا نے اس بار اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''ایک بار پھر ٹریس ہو جائیں پھر دیکھنا میں کیا کرتا ہوں''۔ جیگر نے کہا اور ازابیلا نے اثبات میں سر ہلا دیا پھر کچھ دیر بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو جیگر نے رسیور اٹھا لیا۔

''یس''...... جیگر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

''سیکرٹری داخلہ صاحب سے بات کیجئے''...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ میں جیگر بول رہا ہوں''...... جیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''تمہیں بلیک ایجنسی کے بارے میں تازہ ترین اطلاعات مل چکی ہیں یا نہیں''...... سیکرٹری داخلہ کی سخت آواز سنائی دی۔

''یس سر۔ مجھے ابتدائی رپورٹ ملی ہے کہ ہیڈکوارٹر کو بموں سے اڑا دیا گیا ہے اور چیف آرتھر اور سپر سیکشن کے انچارج ڈیوڈ سمیت ہیڈکوارٹر میں موجود سب افراد کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور یہ کام ایک گروپ نے کیا ہے''...... جیگر نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہاں یہ گروپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا ہے۔ جو دراصل صحرائے گابی میں موجود گریٹ لینڈ کے ڈیفنس وار سسٹم کو تباہ کرنے کے درپے ہے۔ سنو اب یہ تمہاری اور تمہارے گروپ کی ڈیوٹی ہے کہ زیادہ سے زیادہ آج شام تک اس گروپ کو ٹریس کر کے اس کا فوری خاتمہ کر دے۔ ورنہ دوسری صورت میں بلیک ایجنسی کا مکمل طور پر خاتمہ کر دیا جائے گا اور تمہیں اور تمہارے سپیشل گروپ کو فارغ کر دیا جائے گا۔ پرائم منسٹر صاحب نے انتہائی سخت احکامات دیئے ہیں اگر تم اس گروپ کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو گئے تو تمہیں بلیک ایجنسی کا چیف مقرر کر دیا جائے گا اور ہاں ان پاکیشیائیوں کی ہلاکت کے ٹھوس ثبوت ہونے چاہئیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم دوسری لاشوں کو اس گروپ کی لاشیں قرار دے دو۔ تمہارے پاس آج رات تک کا وقت ہے''...... سیکرٹری داخلہ نے سخت لہجے

میں کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا تو جیگر نے بھی طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

"سیکرٹری داخلہ بہت غصے میں ہیں"...... ازابیلا نے کہا۔

"ہاں پورا سسٹم داؤ پر لگ گیا ہے۔ اگر ڈیفنس وار سسٹم تباہ کر دیا گیا تو گریٹ لینڈ بالکل نہتا ہو کر رہ جائے گا"...... جیگر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی تو جیگر نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس"...... جیگر نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"رابرٹ کی کال ہے باس"...... دوسری طرف سے فون سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"کراؤ بات"...... جیگر نے چونک کر کہا۔

"ہیلو باس۔ میں رابرٹ بول رہا ہوں"...... دوسری طرف سے رابرٹ کی آواز سنائی دی۔

"یس کوئی خاص بات"...... جیگر نے کہا۔

"باس۔ ہم نے اس گروپ کو تلاش کر لیا ہے یہ اس وقت ڈیوڈ ایونیو کالونی کی کوٹھی نمبر الیون میں موجود ہے۔ ان کی تعداد چھ ہے۔ چار مرد اور دو عورتیں"...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کیسے ٹریس کیا ہے۔ تفصیل بتاؤ"...... جیگر نے کہا۔

"باس۔ ہمیں بلیک ایجنسی کے ڈیوڈ گروپ کے ایک آدمی نے

بتایا کہ یہ لوگ دراصل صحرائے گابی میں موجود گریٹ لینڈ کا ڈیفنس وار سسٹم تباہ کرنا چاہتے ہیں اور ہمیں معلوم تھا کہ صحرائے گابی میں خصوصی سیٹلائٹ فضا میں موجود ہے جو صحرائے گابی میں داخل ہونے والے ہر آدمی کو نہ صرف چیک کرتا ہے بلکہ اجنبی آدمی کو صحرائے گابی میں نصب سیٹلائٹ کنٹرول گنوں میں سے کسی ایک گن کے ذریعے گولی مار دی جاتی ہے۔ انسان، جیپ، ہیلی کاپٹر اور کوئی چیز اس سیٹلائٹ سے بچ سکتی ہے اور نہ ہی اندر جا سکتی ہے۔ اس سیٹلائٹ کو کنٹرول کرنے والا آفس برشل میں ہی ہے اس لئے مجھے یقین تھا کہ وہ لازماً اس آپریشن آفس سے رابطہ کریں گے تاکہ وہ کسی طرح صحرائے گابی میں داخل ہو کر اپنا مشن مکمل کر کے زندہ سلامت واپس بھی آ سکیں۔ چنانچہ ہم نے اس آپریشن آفس کی نگرانی شروع کر دی۔ جلد ہی ہم نے وہاں ایک مشکوک گروپ کو چیک کیا۔ ان کی تعداد بھی چھ تھی۔ چار مرد اور دو عورتیں۔ ہم نے ان کی نگرانی شروع کر دی اور پھر ان میں سے ایک آدمی نے دوسرے کو عمران کہہ کر پکارا اور انہوں نے آپس میں ایشیائی زبان میں بات بھی کی تو ہم کنفرم ہو گئے کہ یہی مطلوبہ گروپ ہے۔ پھر یہ لوگ واپس اپنی رہائش گاہ پر چلے گئے تو ہم بھی ان کے پیچھے وہاں پہنچ گئے۔ اب یہ گروپ اس کوٹھی میں موجود ہے۔ اب جیسے آپ حکم دیں اگر اجازت دیں تو اس پوری کوٹھی کو بموں سے اڑا دیں اور اگر حکم دیں تو کوٹھی میں بے ہوش کر دینے

والی گیس فائر کر کے اندر داخل ہو کر انہیں ہلاک کر دیں"...... رابرٹ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ہمیں ان کی لاشیں اس انداز میں چاہیں کہ ان کی شناخت ہو سکے ورنہ کسی نے ہماری بات تسلیم نہیں کرنی اس لئے دوسرا آپریشن درست ہے۔ کوٹھی میں تیز اور زود اثر گیس فائر کر کے اندر جاؤ اور اسی بے ہوشی کے عالم میں ان کا خاتمہ کر دو"...... جیگر نے کہا۔

"یس سر۔ آپ آئیں گے یا ہم کام کا آغاز کر دیں"۔ رابرٹ نے کہا۔

"تم کام شروع کرو میں اور ازابیلا پہنچ رہے ہیں"...... جیگر نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی ازابیلا بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ دونوں کے چہروں پر جوش موجود تھا۔

دو کاروں میں سوار عمران اور اس کے ساتھی تیزی سے مین روڈ پر آگے بڑھے چلے جا رہے تھے۔ پہلی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر عمران اور فرنٹ سیٹ پر جولیا بیٹھی ہوئی تھی جبکہ عقبی سیٹ پر صفدر اور کیپٹن شکیل موجود تھے۔ جبکہ عقبی کار کی ڈرائیونگ سیٹ پر تنویر اور سائیڈ سیٹ پر صالحہ موجود تھی۔ عقبی سیٹ خالی تھی۔

"یہ عمران نجانے کیا کرتا پھر رہا ہے۔ میری سمجھ میں تو نہیں آتا۔ یہ ہمیں خالی دوڑا دوڑا کر خوش ہوتا رہتا ہے"...... تنویر نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"تنویر بھائی۔ آپ کو معلوم تو ہے کہ عمران کا ٹارگٹ کیا ہے اور وہ کس طرح اپنے ٹارگٹ کی طرف بڑھ رہا ہے۔ پھر آپ ایسی باتیں کیوں کرتے ہیں"...... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تو وہ احمق آدمی ہے اور احمقوں کی طرح کبھی ادھر دوڑتا ہے اور کبھی ادھر"...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا

تو صالحہ ایک بار پھر ہنس پڑی۔

''ایسا مت کہو۔ دیکھو عمران نے گریٹ لینڈ کی بڑی بڑی ایجنسیوں کا کیا حشر کیا ہے۔ کوئی ایسا کرنے کا سوچ بھی نہ سکتا تھا اور اب وہ ڈیفنس وار سسٹم کے پیچھے ہے اور مجھے یقین ہے کہ وہ اس میں بھی کامیاب رہے گا''...... صالحہ نے کہا۔

''ایسی باتیں کر کے تم سب لوگ اس کا دماغ ساتویں آسمان پر چڑھا دیتے ہو۔ اصل میں وہ خوش قسمت ہے ٹارگٹ خود اس کے سامنے پہنچ جاتا ہے اور خود کو ہٹ کرنے لئے وہ خنجر بھی خود اسے مہیا کرتا ہے''...... تنویر نے کہا تو صالحہ اس بار بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔ پھر دونوں کاریں آگے پیچھے دوڑتی ہوئیں ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوئیں اور آگے بڑھتی چلی گئیں۔

''ہمارا تعاقب ہو رہا ہے''...... صالحہ نے کہا تو تنویر بے اختیار اچھل پڑا۔

''اس نیلے رنگ کی کار کی بات کر رہی ہو تم۔ یہ کالونی سے پہلے ہمارے پیچھے آ رہی ہے''...... تنویر نے کہا۔

''ہاں میں اسے کافی دیر سے مارک کر رہی ہوں میں عمران بھائی کو بتاتی ہوں''...... صالحہ نے کہا اور جیب سے سیل فون نکال کر اس نے اس کے نمبر پریس کرنے شروع کر دیئے۔ یہ سیل فون مقامی تھا یہ یہاں سے ہی خریدا گیا تھا۔

''یس''...... رابطہ ہونے پر عمران کی آواز سنائی دی۔

''صالحہ بول رہی ہوں عمران بھائی۔ ہمارا کافی دیر سے تعاقب ہو رہا ہے''...... صالحہ نے کہا۔

''اس نیلے رنگ کی کار کی بات کر رہی ہو یا کوئی اور بھی ہے''...... عمران نے کہا۔

''اسی کی بات کر رہی ہوں''...... صالحہ نے قدرے ڈھیلے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ تھینک یو''...... عمران نے جواب دیا تو صالحہ نے رابطہ ختم کر کے سیل فون واپس جیکٹ کی جیب میں رکھ لیا۔

''کیا ہوا تمہارا جوش ختم ہو گیا ہے''...... تنویر نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

''ہر بار میں یہ سوچ کر بات کرتی ہوں کہ میں سب سے عقلمند اور تجربہ کار ہوں اور ہر بار مجھے ہی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔ اب دیکھو میں نے سوچا کہ پوری ٹیم میں اکیلی میں ہوں جس نے تعاقب مارک کیا ہے لیکن تمہیں بھی پہلے سے معلوم تھا اور عمران کو بھی۔ اب تم بتاؤ کہ میں کیا کروں''...... صالحہ نے کہا تو اس بار تنویر ہنس پڑا۔

''تم واقعی سب سے عقلمند ہو۔ مجھ سے بلکہ عمران سے بھی زیادہ''...... تنویر نے کہا تو صالحہ نے بے اختیار منہ بنا لیا۔

''آپ اپنی چھوٹی بہن کا مذاق اڑا رہے ہیں''...... صالحہ نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

''میں غلط بات نہیں کہا کرتا چاہے کچھ بھی کیوں نہ ہو جائے۔

تم نے تعاقب چیک کیا میں نے بھی کیا لیکن میں کنفرم نہ تھا لیکن جب تم نے کنفرم بات کی تو میں بھی کنفرم ہو گیا پھر تم نے عمران سے بات کی تو عمران بھی کنفرم نہ تھا لیکن تمہاری کال سے وہ بھی کنفرم ہو گیا اس طرح اصل کام تو تم نے کیا ہے''...... تنویر نے باقاعدہ دلائل دے کر وضاحت کرتے ہوئے کہا تو صالحہ اس طرح خوش نظر آنے لگی جیسے ابھی بچوں کی طرح خوشی کی شدت سے تالیاں بجانا شروع کر دے گی۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں ان سے کوٹھی سے باہر ہی نمٹ لینا چاہئے''...... تنویر نے کہا۔

''نہیں اس طرح پولیس درمیان میں کود پڑے گی اور ہم حکومتی ایجنسیوں کے خلاف کام کر رہے ہیں''...... صالحہ نے کہا۔

''تو کیا ہوا۔ پولیس ہمارا کیا بگاڑ لے گی''...... تنویر نے کہا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی کیونکہ اسے اب تنویر کی فطرت کا بخوبی اندازہ ہو چکا تھا۔ وہ لڑائی بھڑائی کا شیدائی تھا۔ کچھ دیر بعد کالونی کی ایک جدید طرز تعمیر کی حامل کوٹھی کے جہازی سائز کے گیٹ کے سامنے پہنچ کر عمران نے کار روک دی تو تنویر نے بھی سائیڈ پر کر کے اپنی کار روک دی۔ تھوڑی دیر بعد پھاٹک کھلا تو دونوں کاریں اندر داخل ہو گئیں اور پھر گیراج میں پہنچ کر دونوں کاریں رکیں اور پہلی کار میں سے عمران، جولیا، صفدر اور کیپٹن شکیل جبکہ دوسری کار میں سے تنویر اور صالحہ نیچے اتر آئے۔

''ان تعاقب کرنے والوں سے باہر ہی نمٹ لینا چاہئے تھا۔ اب ہم ان کا شکار بن سکتے ہیں''...... تنویر نے آگے بڑھ کر عمران سے کہا۔

''ہم پولیس کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتے''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''اب وہ اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کریں گے اور پھر اندر آ کر ہمیں گولیوں سے بھون ڈالیں گے پھر کیا ہو گا''۔ تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

''تم ٹھیک کہہ رہے ہو تنویر۔ ہم نے بھی راستے میں یہی بات کی ہے لیکن عمران صاحب نے انکار کر دیا۔ البتہ ہماری باتیں سن کر انہوں نے بے ہوشی سے بچانے والی گولیاں استعمال کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور چونکہ ہمارا تعاقب ہو رہا تھا اس لئے انہوں نے چوکیدار شانزا کو فون کر کے کہہ دیا تھا کہ وہ کالونی کے سٹور سے یہ گولیاں لے آئے''...... صفدر نے تفصیل سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''خود کیوں نہیں خریدیں۔ راستے میں کسی بھی میڈیکل سٹور سے خریدی جا سکتی تھیں''...... تنویر نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تعاقب کرنے والے الرٹ ہو جاتے۔ وہ بھی کسی ایجنسی کے تربیت یافتہ لوگ لگتے ہیں اور وہ سٹور سے معلوم کر لیتے کہ کون سی

دوا ہم نے خریدی ہے“...... صفدر نے کہا۔

”نجانے عمران اتنی گہرائی میں کیسے سوچ لیتا ہے“...... تنویر نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ جب کہ عمران اور اس کے ساتھی اب عمارت کے ایک بڑے کمرے کی طرف بڑھ رہے تھے۔

”عمران صاحب۔ کوئی مسئلہ حل بھی ہوا ہے یا ابھی تک آپ لنک ٹریس کرتے پھر رہے ہیں“...... صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”عمران صاحب نہیں۔ عمران بھائی کہا کرو“...... عمران کے ساتھ چلتی ہوئی جولیا نے مڑ کر قدرے سخت لہجے میں صالحہ سے کہا تو عمران سمیت سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”اور آپ کو مس جولیا کی بجائے بھابی کہا کروں“...... صالحہ نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو سب ہنس پڑے۔

”عمران صاحب۔ وہ گولیاں کب کھانی ہیں“...... صفدر نے کہا۔ شاید وہ موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

”کون سی گولیاں پسٹل کی یا بے ہوشی سے بچنے کی“...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اب یہ تو آپ کی مرضی ہے جو کھلا دیں“...... صفدر نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔ بڑے کمرے میں کرسیاں اور دو میزیں موجود تھیں اس لئے وہ سب وہاں بیٹھ گئے۔

پھر عمران نے جیب سے گولیوں سے بھری ہوئی بوتل نکالی جو اس نے کار سے اترتے ہی چوکیدار ستانزا سے لے کر جیب میں رکھ لی تھی اور اسے کھول کر دو دو گولیاں سب کو دے دیں۔ صفدر نے اٹھ کر ریفریجریٹر سے پانی سے بھری بوتل اور گلاس نکالا اور میز پر رکھ دیا اور تھوڑی دیر بعد وہ سب دو دو گولیاں کھا چکے تھے۔ اس کے بعد مشن کی باتیں شروع ہو گئیں۔

”عمران صاحب۔ آپ نے بتایا نہیں کہ اب آگے کیا پروگرام ہے“...... صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے ایک بوڑھے سائنس دان کا پتہ چلایا ہے جس کا نام ڈاکٹر رائٹ ہے۔ صحرائے گابی میں سرچنگ کے لئے ایسی مشین نصب کی گئی ہے کہ کوئی آدمی یا جانور زندہ صحرائے گابی میں داخل نہ ہو سکے سوائے ایک خصوصی مال بردار ہیلی کاپٹر کے اس کے اندر ایک ایسی چپ ہے کہ اسے نشانہ نہیں بنایا جا سکتا۔ ہم نے اس ڈاکٹر رائٹ سے مل کر اس مال بردار ہیلی کاپٹر تک رسائی حاصل کرنی ہے اس طرح ہم بغیر کسی چیکنگ کے صحرائے گابی کے ایس سنٹر تک پہنچ جائیں گے جہاں کوئی انسان موجود نہیں ہے صرف خودکار مشینری ہے جسے ضرورت پڑنے پر برسٹل سنٹر سے ہی سیٹلائٹ کے ذریعے آپریٹ کیا جاتا ہے۔ اس لئے وہاں پہنچنے کے بعد گریٹ لینڈ کے اس ڈیفنس وار سسٹم کو صرف ایک بم سے مکمل طور پر تباہ کیا جا سکتا ہے۔ اس کے بعد گریٹ لینڈ، پاکیشیا کی

طرف دیکھنے سے بھی خوف کھائے گا''...... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''عمران صاحب۔ باہر قدموں کی آواز سنائی دے رہی ہیں''...... یکلخت کیپٹن شکیل نے اٹھتے ہوئے کہا لیکن اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا باہر سے ایک اونچی مردانہ آواز سنائی دی۔

''جلدی کرو یہ لوگ یقیناً بے ہوش پڑے ہیں ان کا جتنی جلدی خاتمہ ہو جائے اچھا ہے جلدی آؤ''...... کسی نے چیخ کر کہا تو عمران اور اس کے سارے ساتھی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر سائیڈ دیواروں سے لگ کر کھڑے ہوگئے اسی لمحے کسی نے بند دروازے کو زور سے پیر مارا تو دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک آدمی ہاتھوں میں مشین گن پکڑے تیزی سے اندر داخل ہوا لیکن اس سے پہلے کہ وہ آدمی عمران اور اس کے ساتھیوں کو وہاں بے ہوش پڑے نہ دیکھ کر چونکتا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے اس کی طرف بڑھا اور دوسرے ہی لمحے وہ آدمی کسی تیز رفتار پرندے کی طرح اڑتا ہوا سامنے والی دیوار سے ایک دھماکے سے ٹکرایا اس کے منہ سے گھٹی گھٹی سی چیخ نکلی اور پھر وہ منہ کے بل فرش پر آ گرا۔ یہ سب کچھ صرف چند لمحوں میں ہوگیا۔ اسی لمحے ایک لڑکی اور چار مرد ہاتھوں میں مشین پسٹلز اٹھائے تیزی سے اندر داخل ہوئے اور اندر داخل ہوتے ہی انہوں نے مشین پسٹلز چلانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے سائیڈوں میں موجود جولیا، صالحہ، کیپٹن شکیل، صفدر اور تنویر نے

ان پر حملہ کر دیا۔ انہیں مشین پسٹلز چلانے کا موقع نہ ملا تھا لیکن وہ لوگ مشین پسٹلز ہاتھوں سے نکلنے کے باوجود اس انداز میں لڑ رہے تھے جیسے مارشل آرٹ میں مہارت کا درجہ رکھتے ہوں۔ خاص طور پر وہ لڑکی بجلی کی سی تیزی سے صالحہ کو ضربیں لگائے چلی جا رہی تھی کہ یکلخت جولیا نے اپنے مقابل کو اس طرح اچھالا کہ وہ ہوا میں اڑتا ہوا ایک طرف موجود عمران کی طرف گیا اور عمران نے دونوں ہاتھوں سے ایک لمحے کے لئے اسے سنبھالا اور پھر پلک جھپکنے میں وہ آدمی چیختا ہوا سر کے بل ایک دھماکے سے فرش پر گرا۔ اس کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے کمرہ گونج اٹھا لیکن اسی لمحے کمرے کے بائیں کونے سے تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ تنویر اور جولیا دونوں چیختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ ایک بار پھر فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔ اس بار عمران نے اپنے ساتھیوں کے تحفظ کے لئے حملہ آوروں پر فائر کھول دیا تھا کیونکہ اب اسے موقع مل گیا تھا کہ وہ جیب سے پسٹل نکال کر فائر کھول سکے اور اس کے ساتھ ہی کمرے میں موجود حملہ آوروں میں سے وہ لوگ جو باقاعدہ لڑ رہے تھے نیچے گر کر چند لمحے تڑپے اور پھر ساکت ہوتے چلے گئے جبکہ اس لڑکی کو صالحہ نے بالکل اسی طرح نیچے پٹخ دیا تھا جیسے عمران نے ایک آدمی کو پٹخا تھا اور سر پر چوٹ لگنے سے وہ لڑکی بھی چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہوگئی۔ حملہ آوروں کی طرف سے فائرنگ کونے میں پڑے ایک آدمی نے کی

تھی بظاہر وہ وہاں اس طرح پڑا تھا جیسے ہلاک ہو گیا ہو یا بے ہوش پڑا ہو لیکن اس نے اچانک فائر کھول دیا تھا اور جولیا اور تنویر دونوں اس فائرنگ کا شکار ہو گئے تھے۔ جس کے بعد عمران نے اس آدمی اور دوسرے حملہ آوروں پر فائر کھول دیا تھا۔

''کیپٹن شکیل یہاں الماری میں میڈیکل باکس موجود ہے۔ اپنے ساتھیوں کو چیک کرو۔ میرے خیال میں اللہ تعالیٰ نے رحمت کر دی ہے۔ جولیا کی کلائی اور تنویر کی پسلیوں میں گولی لگی ہے۔ میں باہر چیک کر لوں''...... عمران نے کہا اور تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

''میں بھی آ رہا ہوں''...... صفدر نے کہا اور عمران کے پیچھے دروازے کی طرف بڑھا لیکن اسی لمحے کمرے میں سیل فون کی مخصوص بیپ سنائی دی تو عمران تیزی سے مڑا اور اس آدمی کی طرف بڑھ گیا جو سب سے پہلے اندر داخل ہوا تھا اور جسے عمران نے ایک جھٹکے سے سامنے دیوار پر مار کر بے ہوش کر دیا تھا۔ وہ یقیناً اس گروپ کا انچارج تھا۔ جو ان کا تعاقب کر رہا تھا۔ عمران نے بے ہوش پڑے اس آدمی کی جیب سے سیل فون نکالا اور اس کی سکرین دیکھی تو اس پر فورڈ کا نام ڈسپلے ہو رہا تھا۔

''یس''...... عمران نے رابطہ کا بٹن پریس کر کے پہلے اندر داخل ہونے والی آدمی کی آواز اور لہجے میں کہا۔

''باس ۔فورڈ بول رہا ہوں۔ میں یہاں اکیلا کوٹھی کے باہر پھنسا

ہوا ہوں۔ پولیس بھی اب چکر لگا رہی ہے کہ میں یہاں اکیلا کار میں کیوں بیٹھا ہوں۔ آپ نے اب تک حالات پر قابو پا لیا ہوگا۔ وہاں تو سب بے ہوش ہوں گے۔ مزاحمت تو کسی طرف سے بھی نہیں ہو سکتی پھر آپ نے اتنی دیر کیوں کر دی ہے''...... دوسری طرف سے فورڈ نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

''او کے۔ مجھے تمہارا خیال نہ رہا تھا۔ تم آ جاؤ میں پھاٹک کھول دیتا ہوں''...... عمران نے اس انچارج کی آواز کی نقل کرتے ہوئے کہا۔

''آپ کی آواز قدرے تبدیل ہو گئی ہے۔ کیا ہوا ہے''...... فورڈ نے کہا۔

''تم آ جاؤ۔ ایسے فضول سوال مت کیا کرو۔ آ جاؤ''...... عمران نے اس بار سخت لہجے میں کہا۔ ویسے اسے معلوم ہو گیا تھا کہ فورڈ باہر کار میں اکیلا ہے اور اسے یہ بھی معلوم تھا کہ کافی دیر سے کار میں اکیلے بیٹھے ہونے کی وجہ سے پولیس اس کی طرف سے مشکوک ہو چکی تھی۔

''او کے باس۔ میں آ رہا ہوں''...... فورڈ نے کہا تو عمران نے مزید کچھ کہے بغیر رابطہ ختم کر کے سیل فون جیب میں ڈالا اور کمرے سے باہر نکل گیا جبکہ کیپٹن شکیل اور صالحہ تنویر اور جولیا دونوں کی مرہم پٹی وغیرہ میں مصروف تھے۔ عمران کے پیچھے صفدر بھی کمرے سے باہر آ گیا۔ وہاں کوٹھی میں اور کوئی آدمی موجود نہ

تھا۔ البتہ گیٹ کے قریب ملازم سٹانزا فرش پر بے ہوش پڑا تھا
عمران اور اس کے ساتھیوں کی دو کاروں کے ساتھ نیلے رنگ کی
ایک کار موجود تھی۔ عمران ایک نظر دیکھتے ہی ساری گیم سمجھ گیا کہ
بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کے بعد ایک آدمی اندر کودا
اور اس نے پھاٹک کھول دیا پھر حملہ آور جو ایک کار میں سوار تھے
اندر پہنچ گئے فورڈ کو باہر چیکنگ کے لئے رکھا گیا تاکہ اگر کوئی
اچانک اس کوٹھی میں آ جائے تو وہ باہر سے سیل فون کے ذریعے
اطلاع دے دے۔

"صفدر اس فورڈ کو اندر لے آؤ اب وہی اس سارے معاملے
کے بارے میں بتائے گا"...... عمران نے کہا تو صفدر سر ہلاتا ہوا
پھاٹک کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

جیگر کے تاریک ذہن میں روشنی ہوئی تو درد کی ایک تیز لہر بھی
اس کے سر سے لے کر پیروں تک دوڑتی چلی گئی اور اس کے منہ
سے بے اختیار کراہ کی آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی وہ پوری طرح
ہوش میں آ گیا۔ اس کے ذہن پر چھائی ہوئی دھند اس درد کی تیز
لہر سے غائب ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی وہ حیرت کی شدت سے
بے اختیار اچھل پڑا۔ کیونکہ اس نے اپنے آپ کو ایک کرسی پر رسی
سے بندھے ہوئے پایا۔ اسے اس انداز میں باندھا گیا تھا کہ وہ
معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتا تھا۔ اس نے دائیں بائیں گردن گھما
کر دیکھا تو بے اختیار اس کے ہونٹ بھینچ گئے۔ اس کے ساتھ ہی
ایک کرسی پر ازابیلا بندھی بیٹھی تھی جبکہ دوسری طرف فورڈ بے ہوشی
کے عالم میں بندھا بیٹھا تھا۔

"یہ فورڈ تو باہر تھا یہ کیسے اندر آ گیا"...... جیگر نے بڑبڑاتے
ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے جسم پر بندھی ہوئی رسی

کو کھولنے کی کوشش شروع کر دی کیونکہ کمرے میں ان کے علاوہ
اور کوئی آدمی نہ تھا۔

"یہ سب بے ہوش کیوں نہیں ہوئے۔ گیس تو بے حد زوراثر اور تیز
تھی۔ وہ پھاٹک کے پاس موجود چوکیدار تو بے ہوش تھا پھر یہ کیوں
بے ہوش نہیں ہوئے"...... جیگر مسلسل بڑبڑا رہا تھا۔ اسے ابھی تک
رسی کی گانٹھ نہ ملی تھی کہ اچانک کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی
اندر داخل ہوا۔

"تمہیں ہوش آ گیا۔ گڈ"...... اس آدمی نے جیگر کی طرف دیکھ
کر مسکراتے ہوئے کہا اور سامنے موجود کرسیوں میں سے ایک کرسی
پر بیٹھ گیا۔ پھر اس سے پہلے کہ جیگر کوئی جواب دیتا کمرے کا
دروازہ ایک بار پھر کھلا اور ایک اور آدمی اندر داخل ہوا اور وہ بھی
پہلے آدمی کے ساتھ کرسی پر بیٹھ گیا۔

"صفدر۔ کیا پوزیشن ہے"...... پہلے آدمی نے دوسرے سے
مخاطب ہو کر پوچھا۔

"سب او کے ہے عمران صاحب۔ کیپٹن شکیل چیک کر رہا
ہے"...... دوسرے نے جواب دیتے ہوئے کہا تو جیگر نے بے
اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اسے اپنے آپ پر غصہ آ رہا تھا کہ اسے
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے خاتمے کا ایک سنہری موقع ملا تھا لیکن اس
نے وہ موقع ضائع کر دیا۔

"تمہارا کیا نام ہے"...... عمران نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا نام جیگر ہے۔ لیکن تم اس گیس کے فائر ہونے کے با
وجود بے ہوش کیوں نہیں ہوئے"...... جیگر نے وہ بات پوچھ ہی لی
جو اس کی ذہن میں بری طرح اٹکی ہوئی تھی۔

"اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ ہمیں معلوم تھا کہ تم پہلے
اندر بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرو گے۔ پھر اندر آ کر ہمیں
بے ہوشی کے عالم میں اٹھا کر لے جاؤ گے یا بے ہوشی کے عالم
میں ہی گولیاں مار دو گے۔ ہم خود بھی ایسا ہی کرتے ہیں۔ چنانچہ ہم
نے بے ہوشی سے بچانے والی گولیاں میڈیکل سٹور سے خرید کر
کھا لیں۔ جبکہ کوٹھی کے چوکیدار شانزا نے یہ گولیاں نہ کھائی تھیں
اس لئے وہ بے ہوش ہو گیا لیکن ہم بے ہوش ہونے سے بچ گئے۔
پھر ہمیں تمہاری آمد کا علم اس وقت ہوا جب تم اسلحہ لئے ہمارے
سروں پر پہنچ گئے۔ یہ اور بات ہے کہ ایک بار پھر ہماری بچت ہو گئی
کہ تم ہمیں بے ہوش پڑا سمجھ کر دندناتے ہوئے آئے اور ہمیں سنبھلنے
کا موقع مل گیا۔ جس کے نتیجے میں ہمارے دو ساتھی معمولی زخمی
ہوئے ہیں جبکہ تمہارے سارے ساتھی مارے جا چکے ہیں سوائے
اس فورڈ اور اس لڑکی کے۔ فورڈ باہر تھا اس نے تمہیں سیل فون پر
کال کیا۔ وہ کال میں نے اٹنڈ کی اور فورڈ کو بھی اندر بلا لیا جس
کے نتیجے میں یہ یہاں موجود ہے"...... عمران نے تفصیل سے بات
کرتے ہوئے کہا اور جیگر عمران کی بتائی ہوئی تفصیل سن کر دل ہی
دل میں اس کی خوش قسمتی کا قائل ہو گیا۔

"تمہارا تعلق ہارڈ ایجنسی سے ہے یا بلیک ایجنسی سے"...... عمران نے کہا۔

"میرا تعلق بلیک ایجنسی سے ہے۔ میں سپیشل گروپ کا چیف ہوں۔ جس طرح سیاہ فام ڈیوڈ جو سپر سیکشن کا چیف تھا اور بلیک ایجنسی کے ہیڈکوارٹر کی تباہی میں مارا گیا ہے۔ ہارڈ ایجنسی کا سپر ایجنٹ بارٹلے اور اس کے ساتھی پاکیشیا میں مارے گئے پھر یہاں بھی ہارڈ ایجنسی ناکام رہی اس لئے حکومت نے اس کا خاتمہ کر دیا۔ ابھی ہارڈ ایجنسی ختم ہوئی ہی تھی کہ بلیک ایجنسی پر قیامت ٹوٹ پڑی۔ اس کا ہیڈکوارٹر تباہ ہوگیا۔ چیف اور ڈیوڈ مارے گئے پھر سپیشل گروپ کو سامنے لایا گیا اور اب سپیشل گروپ بھی بندھا ہوا تمہارے سامنے بیٹھا ہے"...... جیگر نے ہارے ہوئے جواری کے لہجے میں کہا جو آخری بازی بھی ہار چکا ہو۔

"یہ۔ یہ۔ سب کیا۔ یہ۔ یہ۔ کیا مطلب"...... اسی لمحے سائیڈ پر بیٹھی ہوئی ازابیلا نے ہوش میں آتے ہوئے کہا۔

"ازابیلا ہم پاکیشیا سیکرٹ سروس کے قبضے میں آ گئے ہیں۔ یہ سامنے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا معروف ترین ایجنٹ عمران بیٹھا ہوا ہے۔ یہ لوگ بے ہوش نہیں ہوئے تھے کیونکہ انہوں نے پہلے ہی حفاظتی اقدامات کے طور پر بے ہوشی سے بچنے والی گولیاں کھا رکھی تھیں۔ میرے، تمہارے اور فورڈ کے علاوہ باقی سب ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں"...... جیگر نے ازابیلا کو تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"سنو تم دونوں کا تعلق بلیک ایجنسی سے ہے اور تم دونوں اس کے سرکردہ ایجنٹ ہو۔ اگر تم مجھے بتا دو کہ صحرائے گابی میں ڈیفنس وار سسٹم تک بغیر کسی چیکنگ کے کیسے پہنچا جا سکتا ہے تو میں تم تینوں کو زندہ چھوڑ دوں گا ورنہ تمہیں بہرحال مرنا پڑے گا کیونکہ تم نے ہمیں ہلاک کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی"...... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پسٹل نکال لیا۔

"ہم کبھی صحرائے گابی میں گئے ہی نہیں کیونکہ بلیک ایجنسی کا صحرائے گابی سے کوئی تعلق ہی نہیں رہا"...... جیگر نے کہا۔

"جیگر سچ کہہ رہا ہے۔ ہم نے کبھی صحرائے گابی جانے کے بارے میں سوچا تک نہیں۔ اوہ ہاں فورڈ وہاں دو سال رہ چکا ہے۔ پھر وہاں سے اسے بلیک ایجنسی میں ٹرانسفر کر دیا گیا تھا"...... ازابیلا نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"عمران صاحب۔ آپ کس چکر میں پڑ گئے ہیں۔ وہ بوڑھے سائنس دان والی لائن زیادہ بہتر ہے"...... عمران کے ساتھ بیٹھے صفدر نے کہا۔

"وہ بوڑھا پوری طرح ہوش میں نہیں ہے اس لئے کچھ بھی ہو سکتا ہے۔ غلط بھی اور صحیح بھی اور اگر غلط ہوا تو ہماری پوری ٹیم ختم ہو سکتی ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ بالکل صحیح راستے کا انتخاب کیا جائے"...... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"صفدر۔ اس فورڈ کو ہوش میں لے آؤ"...... عمران نے کہا تو

صفدر اٹھ کر فورڈ کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے فورڈ کے عقب میں کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں سے اس کی ناک اور منہ بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد فورڈ کے جسم میں حرکت کے آثار نمودار ہونے لگے تو صفدر نے ہاتھ ہٹائے اور واپس آ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔ جیگر اس دوران مسلسل یہ کوشش کر رہا تھا کہ کسی طرح رسی کھول لے لیکن باوجود بھرپور کوشش کے وہ رسی کی گانٹھ کھولنے میں کامیاب نہ ہو سکا تھا۔

"تمہاری ہر کوشش ناکام رہے گی جیگر۔ یہ گانٹھ افریقہ کے ایک قبیلے لائما نے ایجاد کی ہے اور اس گانٹھ کو سوائے لائما بردار کے اور کوئی نہیں کھول سکتا۔ ہم نے بھی لائما گانٹھ لگانے اور کھولنے کی ڈیڑھ سال تک ٹریننگ لی ہے اور پھر ہم اس قابل ہوئے ہیں کہ لائما گانٹھ لگا اور کھول سکیں"...... اچانک عمران نے جیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"تم ہو تو ایک پسماندہ ملک کے لوگ لیکن ہر معاملے میں ہم سے آگے کیوں۔ میری سمجھ میں یہ بات آج تک نہیں آئی"...... جیگر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"بس یہی فرق ہے تم ہمیں پسماندہ جان کر انتہائی اناڑی سمجھتے ہو حالانکہ ایسا نہیں ہے"...... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو جیگر نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ اسی لمحے فورڈ نے کراہتے

ہوئے آنکھیں کھول دیں اور لاشعوری طور پر جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہونے کی کوشش کی لیکن کرسی پر رسی سے بندھا ہونے کی وجہ سے صرف جھٹکا کھا کر رہ گیا۔

"باس۔ باس جیگر۔ ازابیلا۔ اوہ اوہ یہ سب کیا ہے"...... فورڈ نے دائیں بائیں دیکھتے ہوئے خود کلامی کے انداز میں کہا۔

"تم ازابیلا کو پسند کرتے ہو فورڈ"...... عمران نے کہا تو جیگر بے اختیار اچھل پڑا۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے عمران نے اس کے سر پر کلہاڑا مار دیا ہو۔ کیونکہ یہ بات آج تک جیگر نے بھی نوٹ نہ کی تھی۔

"ہاں"...... فورڈ نے جواب دیا اور جیگر کے ذہن میں بے اختیار ایک خوفناک دھماکہ ہوا۔ اسے یہ تصور بھی نہ تھا کہ فورڈ اس کے اور ازابیلا کے سامنے یہ جواب دے گا۔

"یہ تم کیا بکواس کر رہے ہو فورڈ"...... جیگر نے یکلخت حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

"کسی کو پسند کرنا کوئی جرم تو نہیں ہے باس"...... فورڈ نے جیگر کی طرف دیکھتے ہوئے منہ بنا کر کہا۔

"فورڈ تم مجھ پر الزام لگا رہے ہو"...... ازابیلا نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کم از کم تم تو یہ بات نہ کرو۔ باس جیگر کہتا ہے تو کہتا رہے۔ میں نے بھی آج اس لئے زبان کھولی ہے کہ مجھے معلوم ہے کہ ہمارا

آخری وقت آ گیا ہے ابھی یہ لوگ ہمیں گولیوں سے اڑا دیں گے۔ ان حالات میں اپنی چاہت کا اقرار ضرور کرلینا چاہئے"...... فورڈ نے کہا۔

"فورڈ کیا تم پاگل ہو گئے ہو۔ یہ کوئی موقع ہے ایسی باتیں کرنے کا خاموش رہو"...... ازابیلا نے غصیلے اور چیختے ہوئے لہجے میں کہا پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی عمران کا ایک ساتھی کمرے میں داخل ہوا۔

"عمران صاحب۔ آپ کا فون ہے"...... اس آدمی نے کہا تو عمران اٹھ کھڑا ہوا۔

"صفدر۔ تم ان کا خیال رکھنا میں ابھی آتا ہوں"...... عمران نے اپنے ساتھی صفدر سے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا بیرونی دروازے کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اس کا وہ ساتھی جس نے یہاں آ کر اطلاع دی تھی وہ بھی اس کے پیچھے واپس چلا گیا۔ اب صرف صفدر اکیلا اس کمرے میں رہ گیا تھا۔ یہ جیگر کے لئے اچھا موقع تھا لیکن نجانے رسی کو کون سی گانٹھ لگائی گئی تھی جو واقعی اس سے کسی بھی طرح نہ کھل پا رہی تھی۔ اس لئے وہ ہونٹ بھینچے خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

"کس کا فون ہے کیپٹن شکیل"...... عمران نے کمرے سے باہر آنے کے بعد پیچھے آتے ہوئے کیپٹن شکیل سے کہا جس نے آ کر اسے فون کی اطلاع دی تھی۔

"چیف کا"...... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چیف کو کیا ضرورت پڑ گئی فون کرنے کی"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو کیپٹن شکیل نے کوئی جواب نہ دیا۔ چند لمحوں بعد عمران اس کمرے میں داخل ہوا جہاں اس کے سب ساتھی موجود تھے۔ جن میں جولیا اور تنویر بھی شامل تھے ان کی بینڈیج ہو گئی تھی اور زخموں کی نوعیت ایسی تھی کہ صرف بینڈیج ہی کافی تھی انہیں کسی ہسپتال میں داخل کرانے کی ضرورت نہ تھی۔ عمران، جولیا کے ساتھ خالی پڑی ایک کرسی پر بیٹھ گیا اس کے ساتھ ہی میز پر فون سیٹ رکھا ہوا تھا۔

"کیا چیف کی کال آئے گی یا ہمیں کال کرنی ہوگی"...... عمران

نے پوچھا۔

"چیف نے کہا ہے تم سر سلطان کو براہ راست کال کر لو"...... جولیا نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سر سلطان مشن کے دوران کہاں سے ٹپک پڑے"...... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"چیف کو اس کوٹھی کا کیسے پتہ چلا"...... جولیا نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے۔

"گریٹ لینڈ کے فارن ایجنٹ کے ذریعے یہ رہائش گاہ بک کرائی گئی ہے"...... عمران نے انکوائری کے بٹن پریس کرتے ہوئے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"انکوائری پلیز"...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"یہاں سے پاکیشیا کا رابطہ نمبر اور ساتھ ہی پاکیشیا کے دارالحکومت کا رابطہ نمبر بھی بتا دیں"...... عمران نے کہا۔

"ہولڈ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر لائن پر خاموشی طاری ہو گئی۔ عمران جانتا تھا کہ وہ کمپیوٹر سے چیک کر کے نمبر بتائے گی۔

"کیا آپ لائن پر ہیں"...... کچھ دیر بعد انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"لائن پر نہیں کرسی پر بیٹھا ہوں"...... عمران نے جواب دیا تو

سوائے جولیا اور تنویر کے باقی سب کے چہروں پر مسکراہٹ ابھر آئی۔ تنویر نے برا سا منہ بنا لیا تھا۔ جبکہ جولیا کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"نمبر نوٹ کریں"...... دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر دونوں نمبر بتا دیئے گئے تو عمران نے اس کا شکریہ ادا کر کے کریڈل دبایا اور پھر وہ جولیا کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"جولیا۔ گریٹ لینڈ اور پاکیشیا میں وقت کا کتنا فرق ہے۔ وہاں اس وقت کہیں رات تو نہیں ہو گی"...... عمران نے کہا۔

"نہیں۔ وہاں پاکیشیا میں دوپہر کا وقت ہو گا"...... جولیا نے کچھ دیر خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"پتہ تو مجھے بھی تھا لیکن میں نے سوچا کنفرم کر لوں"...... عمران نے کہا۔

"عمران صاحب۔ کیا واقعی آپ کنفرم کرنا چاہتے تھے یا مس جولیا کے غصے سے بچنے کے لئے آپ نے ان سے پوچھا"۔ صالحہ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"صالحہ۔ تم خاموش نہیں رہ سکتی"...... جولیا نے صالحہ کو گھورتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار مسکرا کر خاموش ہو گئی۔

"کنفرم ہونے کا لطیفہ سناؤں۔ ایک زمیندار گھوڑے پر سوار ہو کر گھر سے نکلا تو بیرونی دروازے پر کھڑے چوکیدار کے پاس گھوڑا روک کر اس سے پوچھا کہ وہ بتائے کہ زمیندار کس پر سوار ہے۔

چوکیدار نے بتایا کہ وہ گھوڑے پر سوار ہے تو اس زمیندار نے کہا کہ یہ تو اسے بھی معلوم تھا لیکن اس نے سوچا کنفرم ہونا چاہئے''۔ عمران نے لطیفہ سناتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔ عمران اس دوران نمبر پریس کرتا ہے۔ آخر میں اس نے لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔ یقیناً اسے معلوم ہو گیا ہو گا کہ کال گریٹ لینڈ سے کی جا رہی ہے۔

''علی عمران۔ ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) از دہان خود گریٹ لینڈ کے شہر برسٹل سے بول رہا ہوں''...... موقع ملتے ہی عمران کی زبان رواں ہو گئی۔

''یس سر۔ میں بات کراتا ہوں۔ سر آپ کی کال کے شدت سے منتظر ہیں''...... دوسری طرف سے سرسلطان کے پی اے نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

''ہیلو سلطان بول رہا ہوں''...... چند لمحوں سرسلطان کی گمبھیر آواز سنائی دی۔

''خالی سلطان نہیں سرسلطان کہا کریں ورنہ ایسے محسوس ہوتا ہے کہ آپ بغیر سر کے بات کر رہے ہیں''...... عمران نے کہا تو جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جبکہ تنویر کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے البتہ صالحہ اور کیپٹن شکیل کے لبوں پر

مسکراہٹ تھی۔

''سنجیدگی کا مظاہرہ کرو عمران۔ ہم بہت اہم معاملے پر بات کرنے جا رہے ہیں''...... سرسلطان نے قدرے ترش لہجے میں کہا۔

''سنجیدگی کا مظاہرہ بڑھاپے میں خود بخود ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے جناب۔ ویسے آپ حکم کیجئے بندہ کیا خدمت کر سکتا ہے''...... عمران بھلا کہاں آسانی سے باز آنے والوں میں سے تھا۔

''عمران۔ گریٹ لینڈ کے انریبل سفیر اس وقت میرے آفس میں موجود ہیں اور میری گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری سر ہارڈی سے بھی تفصیلی بات ہو چکی ہے۔ انہیں خدشہ ہے کہ تم گریٹ لینڈ کے مرکزی ڈیفنس وار سسٹم کو تباہ کرنے کے مشن پر ہو۔ کیا واقعی ایسا ہی ہے''...... سرسلطان نے کہا۔

''یس سر۔ ان کا خدشہ درست ہے۔ انہوں نے پاکیشیا کے ڈیفنس وار سسٹم میں بنیادی کردار ادا کرنے والے سپر ہاک میزائل جو پاکیشیا کی پارس لیبارٹری میں تیار کئے جا رہے تھے کی تباہی کے لئے گریٹ لینڈ کی سرکاری ہارڈ ایجنسی کے سپر ایجنٹ بھجوائے جن کا خاتمہ کر دیا گیا اور جواب میں ہم نے ہارڈ ایجنسی کے ساتھ ساتھ بلیک ایجنسی کو اس کے ہیڈکوارٹر سمیت تباہ کر دیا اور اب ہم نے ڈیفنس وار سسٹم تک پہنچنے کے لئے تمام معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اب کسی بھی وقت اس سسٹم کا خاتمہ کیا جا سکتا ہے''...... عمران نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"حکومت گریٹ لینڈ نے پارس لیبارٹری کے خلاف کام کرنے پر باقاعدہ معذرت کا اظہار کیا ہے۔ ان کے بقول ایسا کسی غلط فہمی کی وجہ سے ہوا۔ انہوں نے درخواست کی ہے کہ ڈیفنس وار سسٹم کے خلاف کام نہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں انہوں نے حکومت پاکیشیا کے ساتھ چند ایسے معاہدے کرنے کی آفر کی ہے جس سے پاکیشیا اور اس کے کروڑوں عوام کو بہت فائدہ پہنچے گا اور ساتھ ہی چیف سیکرٹری گریٹ لینڈ نے جو میرے ذاتی دوست بھی ہے حکومت گریٹ لینڈ کی طرف سے پارس لیبارٹری کے خلاف کارروائی کرنے پر تحریری معافی بھی طلب کی ہے۔ میں نے اس سلسلے میں صدر مملکت اور پرائم منسٹر صاحب سے تفصیلی بات کی ہے۔ انہوں نے معاہدوں کی توثیق کا حکم دیا ہے اور گریٹ لینڈ کے ڈیفنس وار سسٹم کے خلاف کام کرنے سے منع کیا ہے اس لئے تم نے جو کچھ کیا ہے وہ کافی ہے۔ تم اب واپس آ جاؤ"...... سر سلطان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"سوری سر سلطان۔ عمران جو قدم اٹھائے پھر وہ واپس نہیں ہو سکتا۔ یہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مشن ہے کہ گریٹ لینڈ کے اس ڈیفنس وار سسٹم کو تباہ کرنا ہے اور ہم یہ مشن ادھورا نہیں چھوڑ سکتے"...... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں دو ٹوک الفاظ میں سر سلطان کو انکار کرتے ہوئے کہا تو اس کے سارے ساتھیوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"تمہیں معلوم ہے کہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تمہارے اس مشن کی تکمیل سے پاکیشیا کو کیا فائدہ ہو گا۔ الٹا جو پہلے معاہدے ہیں وہ بھی منسوخ کر دیئے جائیں گے"...... سر سلطان کے لہجے میں غصہ ابھر آیا تھا۔

"یہی بات آپ گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری سے پوچھیں کہ پارس لیبارٹری کو تباہ کرنے سے انہیں کیا فائدہ ہونا تھا۔ سر سلطان میں ادب سے عرض کر رہا ہوں کہ گریٹ لینڈ اور کافرستان میں خفیہ گٹھ جوڑ ہے اور گریٹ لینڈ نے کافرستان کے مفادات کے پیش نظر پارس لیبارٹری کو تباہ کرنے کی کوشش کی تھی اور آئندہ بھی کرتا رہے گا"...... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یہ بات تمہارے سوچنے کی نہیں ہے۔ اس کے لئے ہم موجود ہیں۔ جو کہا جا رہا ہے وہ کرو"...... سر سلطان نے کہا۔

"سوری سر سلطان۔ ایک بار پھر سوری ہم مشن ادھورا نہیں چھوڑ سکتے"...... عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"یہ تم نے کیا کیا۔ تمہیں کس بات کی ضد ہے۔ جب تمہیں سر سلطان جیسے مخلص آدمی ایسا کرنے سے روک رہے ہیں تو تم کیوں انکار کر رہے ہو اور سنو فون اٹھاؤ سر سلطان سے اپنے رویے کی معافی مانگو"...... جولیا نے پھٹ پڑنے والے انداز میں کہا اور پھر تقریباً تمام ساتھی عمران کو سمجھانے میں مصروف ہو گئے لیکن عمران اپنی بات پر بضد تھا۔ اس بحث میں نجانے کتنا وقت گزر گیا

لیکن سرسلطان کی کال نہ آئی جبکہ عمران سب کو چیلنج کئے بیٹھا تھا کہ سرسلطان خود اسے فون کریں گے پھر کافی دیر بعد اچانک فون کی گھنٹی بج اٹھی تو عمران کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رینگنے لگی جیسے سب کو کہہ رہا ہو کہ دیکھا میری بات سچ ہوئی اور پھر اس نے رسیور اٹھا کر کان سے لگایا اور لاؤڈر کا بٹن بھی پریس کر دیا۔

''یس''...... عمران نے کہا۔

''صاحب۔ میں سلیمان بول رہا ہوں''...... دوسری طرف سے سلیمان کی مخصوص آواز سنائی دی تو عمران کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی اچھل پڑے۔ سب کے چہروں پر شدید حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

''سلیمان تم۔ خیریت۔ یہ نمبر کہاں سے لیا اور کیوں فون کیا ہے یہاں''...... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

''سرسلطان نے آپ کے بارے میں اماں بی سے شکوہ کیا تو انہیں جلال آ گیا۔ انہوں نے حکم دیا ہے کہ فلیٹ کا سارا سامان کوٹھی منتقل کیا جائے اور اب آپ ان کی زیر سرپرستی وہیں کوٹھی میں ہی رہیں گے۔ مجھے فون کر کے انہوں نے یہی حکم دیا ہے۔ وہ سخت ناراض ہیں۔ میں نے ان سے درخواست کی کہ وہ آپ سے بات کر لیں لیکن انہوں نے بات کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اس کوٹھی کے ملازمین اور لوڈرز کے ساتھ ٹرک یہاں بھجوا دیا ہے تاکہ سامان منتقل کر کے فلیٹ خالی کر دیا جائے۔ میں نے بڑی مشکل سے ان

لوگوں کو روکا ہے اور سرسلطان سے آپ کا موجودہ نمبر لے کر کال کر رہا ہوں۔ میرے کچن کے تمام قیمتی برتن تو ٹوٹیں گے سو ٹوٹیں گے لیکن آپ کی لائبریری کا کیا ہو گا''...... سرسلطان نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

''اوہ ویری بیڈ۔ تم ان لوگوں کو روکو میں سرسلطان سے بات کرتا ہوں''...... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور کریڈل دبا کر ٹون آنے پر اس نے نمبر پریس کرنے شروع کر دیے۔

''پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ''...... رابطہ ہوتے ہی سرسلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

''سرسلطان سے بات کراؤ۔ جلدی''۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا

''ہیلو''...... چند لمحوں بعد سرسلطان کی گمبھیر آواز سنائی دی۔

''السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ۔ حقیر فقیر، بے تقصیر علی عمران ایم ایس سی۔ ڈی ایس سی (آکسن) بارگاہ سلطانی میں عرض کرتا ہے کہ آپ گریٹ لینڈ کے چیف سیکرٹری کو تسلی دے دیں کہ ان کا ڈیفنس وار سسٹم محفوظ رہے گا۔ میں باز آیا ایسے مشن سے جو ابھی شروع بھی نہیں ہوا اور میرا سامان میرے فلیٹ سے اٹھوا کر واپس کوٹھی پہنچا دیا جائے اور علی عمران پر کٹے کبوتر کی طرح پھڑ پھڑاتا رہ جائے''...... عمران نے رو دینے والے لہجے میں کہا تو سب کے چہروں پر مسکراہٹ رینگنے لگی۔

''تم مجھے اب اتنا تنگ کرنے لگ گئے ہو کہ مجھے سوائے اس

کے اور کوئی راستہ نظر نہیں آتا کہ یا تو میں خودکشی کر لوں یا استعفیٰ دے کر گھر جا بیٹھوں۔ اس لئے آخری پتہ کے طور پر میں نے تمہاری اماں بی کو فون کر کے اپنی پریشانی سے آگاہ کر دیا تھا کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں قابو کرنے کی آخری چابی بھابھی کے پاس ہے۔ البتہ تمہارے انکار کے باوجود میں نے چیف سیکرٹری آف گریٹ لینڈ اور ان کے محترم سفیر صاحب کو کنفرم کر دیا تھا کہ ان کا سسٹم محفوظ رہے گا''...... دوسری طرف سے سر سلطان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

''او کے۔ البتہ آخری گزارش کے طور پر عرض ہے کہ برائے مہربانی اپنے آخری پتہ کو فون کر کے کہہ دیجئے کہ وہ میرا سامان فلیٹ سے کوٹھی منتقل کرنے کے احکامات واپس لے لیں۔ میری بلکہ میرے باپ سر عبدالرحمٰن کی بھی توبہ جو آئندہ آپ سے لاڈ پیار کروں''...... عمران نے کہا۔

''یہ اچھا لاڈ پیار ہے۔ میری جان نکال دی تم نے۔ بہرحال میں بھابھی کو فون کر کے کہہ دیتا ہوں۔ تم بے فکر رہو''۔ سر سلطان نے اس بار مسکراتے ہوئے لہجے میں کہا تو عمران نے رسیور کریڈل پر رکھ کر اتنا طویل سانس لیا جیسے پورے جسم میں آکسیجن بھر رہا ہو اور اس کے اس انداز پر سب بے اختیار ہنس پڑے۔

ختم شد